دیارِ ہند خوش است السخائے ظل اللہ
رسول پاک بگفت السخی حبیب اللہ

الحبیب

جسمیں

اعلیٰ حضرت ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان کے سیر و سیاحت ہندوستان کے واقعات۔ افغانستان کا جغرافیہ و تاریخ و سیاست۔ اہل ملک کے خصائل و صفات۔ مجالس مغربی کی شرکت۔ فریقین کے حالات۔ تمدن یا فیشن پر عوام کے خیالات۔ مقدر و متذکرا اعتراضات کی نسبت تفصیلی و دلچسپ بحث کی گئی ہے۔ آخر میں برٹش گورنمنٹ و سلطنت افغانستان کے تعلقات و ملکی ضروریات کا تذکرہ درج ہے

مؤلفہ

خاکسار نادر علی مصنف مرأت العرب وغیرہ

باہتمام خواجہ صدیق حسین

مطبع آگرہ اخبار میں چھاپی گئی

سنہ ۱۳۲۶ھ

فہرست مضامین

کتاب الحبیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فیض کرم رسانده از شرق تا بغرب	خوان نعم نهاده از قاف تا بقاف
ہستند بیش و کم ز نوال تو بهره مند	دارند نیک و بد بعطاے تو اعتراف

ہی حمد اوسی خالق کو زیبا ہے جو عالم غیب و شہادت ہے اور جس نے قوموں کے زوال و
ال اپنے دست قدرت میں رکھے ہیں۔ اور یہی نعت اوسی خاتم النبیین کا حصہ ہے
کہ جنکی چشم نبوت سے ماضی و مستقبل پوشیدہ نہیں ہے

عارف اطوار سر جزو کل	خلق اول روح اعظم عقل کل

ے جانشینوں نے کتنی قوموں کے کمال و زوال کا فیصلہ اپنی رایوں سے کیا ہے

ہست از پیغمبران او خوب تر	امت او از ہمہ محبوب تر

ند الاستہلال | صنادید بابل و بغداد پر کھڑے ہوکر یا روم و غرناطہ کی عمارتوں کو دیکھکر اون قوموں
ے عروج و ادبار کا ملاحظہ کرنا اور نتائج فراہم کرنا گو اولی الابصار کا کام ہے۔ مگر قیاسات
بنیہ ماضیہ کی وجہ سے چنداں دشوار نہیں۔ مگر ہجوم واقعات جاریہ میں سلسلہ حدوث ارب

سے متعلق اور ابد کی پیچیدگیوں تک مربوط ہوں ہمیشہ فکر عاقبت اندیش کو متحیر و سراسیمہ
بنا دیتے ہیں۔ اور نگاہ تدبیر نتائج پژوہی امور مستقبلہ سے تھک کر ظلمات تقدیر میں پناہ لیتی
ہے۔ اور ایسے معاملات میں کہنا پڑتا ہے کہ العلم عند اللہ۔

قومی معاملات کی تشبیہ۔ اصول جر ثقیل سے انسب و اولی ہے۔ اس فن میں
بحث مادہ اور قوت فاعلہ سے کیجاتی ہے۔ انسانی یا قومی قوانین اور ان قوانین کی یہی نسبت
مثلاً دو مساوی قوتیں جب ایک جہت میں عمل کرتی ہیں تو نتیجہ اوسے جہت میں دو چند
قوت والا پیدا ہوتا ہے اور جب متضاد جہت میں عمل کرتی ہیں تو ایک دوسرے کو باطل
کرتی ہے اور نتیجہ صفر یا لاشے ہوتا ہے۔ یا ایک زاویہ اون دو قوتوں کا مورد عمل ہو
تو نتیجہ حرکت و تیزی پیدا ہوتا ہے۔ یعنی ایک ایسی جہت میں جو دونوں قوتوں کی جہت
سے مختلف ہوتا ہے۔ قومی خیال یا قوتوں کے عمل بھی انہیں اصول پر مبنی ہیں یا ان کے
مشابہ جب ایک قوم کی افراد ملکر یا دو قوتیں ملکر ایک جہت میں اپنا عمل کریں تو نتیجہ اونکی مجموعی قوتوں کے
برابر ہوتا ہے۔ اس توافق جہات کے عمل کو فن معاشرت میں اصطلاح اتفاق سے
تعبیر کرتے ہیں۔ اگر اوسکے برعکس یہ افراد یا قوتیں جہات متضادہ میں عامل ہوں تو نتیجہ
لاشے یا بدتر از لاشے ہوتا ہے اسکو بصطلاح معاشرت میں نفاق یا اختلاف سے تعبیر
کرتے ہیں۔ جب یہ انسانی قوتیں ایسی نسبت سے ہوں جسکو ریاضی میں میلان زوایا
کہتے ہیں تو یہ نتیجہ حرکت و تیزی کیطرح بین بین پیدا ہوتے ہیں۔ ایک بادشاہ اور
اوسکی رعیت کے خیال جب ایک جہت میں عمل کرتے ہیں۔ تو نتیجہ ہمیشہ المضاعف
قوت دینے والا اوسی جہت میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر یہ جہت صحیح ہے تو اوس قوم کی بہبودی
و اصلاح ایک امر یقینی ہے۔

اور جب جہات متضاد میں عمل کر رہے ہوں تو اوس قوم کا زوال اسیطرح ایک امر لازمی
ہے اسیطرح جب یہ دونوں قوتیں فی الجملہ کسی نقطہ خاص یا محل پر عمل کرتی ہوں تو نتیجہ عمل

ٹھیک ایک کی جہت مین ہوگا نہ دوسری کی توافق مین بلکہ ایک جہت مین مین ہوگا
اور یہ پیچیدگیان بہت بڑھ جاتی ہین جب مختلف قوتون کے سلسلے مختلف مراکز پر
عمل کر رہے ہون - ہز مجسٹی امیر افغانستان کا گورمنٹ برٹش کا مہمان ہند مین ہونا بہی
ایسے ہی سلسلہ مین آتا ہے - افغان جیسی رعیت اور اعلیحضرت امیر جیسے روشن خیال
فرمانروا - اور پھر اونکے تعلقات اتحاد برٹش جیسی گورمنٹ کے ساتھ اور پھر اوسکا اثر
مسلمانان ہند اور فلاح و صلاح افغانستان پر یہ سب قوتین اور عمل ایسا ہجوم و ازدحام پیچیدہ
پیدا کرتے ہین کہ اس مضمون پر قلم اوٹھانا ایک نہایت دشوار امر معلوم ہوتا ہے اور ڈر معلوم
ہوتا ہے کہ ہماری کسی بحث مین وہی نقصان اور ناواقفی سرزد نہو جو فی زمانہ ہند کے
مضمون نگارون دراے زنون کی تحریر و تقریر مین پائی جاتی ہے - ہماری خواہش تہی
کہ ایسے اہم مضامین ہمسے بہتر و پرزور ہاتہون و قلمون سے تصفیہ پاتے مگر حالات زیادہ
دیر کے متقاضی نہین مجبوری اس کام کو شروع کیا جاتا ہے ؎

معذور دار گر ید بیضا نیاورم		چون آستین موسیوم نیست در قبا

ہمنے بیان کیا ہے کہ گورمنٹ ہند اور سلطنت افغانستان دو نظام سلطنتین ہین جسکے
اجزا حسب ذیل ہین رعایاے ہند - اور برٹش - رعایاے افغانستان و ہز مجسٹی امیر یہ چار
افراد قوت ہین ان کا میلان عمل اگر ایک جہت مین ہوگا تو اوسکے نتیجے چار چند قوت سے
فلاح ہند و افغانستان کے باعث ہونگے اور اسمین خلل پڑنے سے چار چند خرابی کیساتھ
نتایج پیدا ہو سکتے ہین - اسلئے ہم اپنا مقدس فرض جانتے ہین کہ دونون سلطنتون کے
روشن دماغ فرمانروا خلوص دل سے اپنے اپنے ملکون کی جو ترقی کی کوشش کر رہے
ہین رعایا کی ناعاقبت اندیشی و غلط فہمی سے اونکے اثرون مین کمی یا کجی نہ پیدا ہونے دین
اعلیحضرت امیر کا ہندوستان مین تشریف لانا اور برٹش گورمنٹ کا مہمان ہونا برسون
کی کوشش اتحاد کا نتیجہ ہے ہم نہین چاہتے کہ اس سلسلہ مین ایک موقع بہی کسی کو اعتراض

کا بر بنائے معاشرت یا مذہب ملے اسلام ایک ایسا محیط قانون ہر مسلمان کے لئے ہے
کہ اوسکا کوئی شعبہ عمل یا خیال ایکبنہ اسلام سے خارج نہین سمجھا جا سکتا۔ اسیلئے ضرور ہے
کہ جب ایک معاشرت کو دوسری معاشرت سے مخالطت پیدا ہو تو ممکن ہے کہ عوام
کے خیال کے موافق اوسمین شبہ کرنے کے لئے موقع پیدا ہون۔ پس خیر خواہان ہر دو
سلطنت کا یہ فرض منصبی ہے کہ وہ اون وہمون کو نیک نیتی سے رفع کرین تاکہ رعایا
افغانستان کی طرف سے کسی قسم کی دقت وہان کے فرمان روا کو پیش نہ آئے
ورنہ افغانستان جیسی شخصی سلطنت مین احتمال قوی ہے کہ مذہبی اختلاف کی بنیاد پر
رعایا کو بددلی پیدا ہو۔ اور قدرتی طور پر اپنے حسب خواہش فرمان روا کی تلاش ہو اور
برٹش گورنمنٹ کو ایسے نیک نیت فرمان روائے افغانستان کی حمایت کی ضرورت
پڑے جس نے اپنے تمام ذاتی منافع و امن کو اپنے ملک کی اصلاح و برٹش گورنمنٹ کے
اتحاد کی خاطر معرض خطر مین ڈالا۔

حوادث بجائے خود خواہ مخواہ کوئی امر نامرغوب نہین مگر جب اونکے نتائج ایسے ہون
کہ قرنون کی کوششون کو فنا کردین اور آیندہ کے لئے نا متناہی سلسلے مصائب کے اپنے
پیچھے لائین اون سے زیادہ کوئی خطر کی بات نہین خدانخواستہ اگر ناعاقبت اندیشی سے
اس قسم کے خطرات پیش آئین اونکا اندازہ صرف وہی شخص کرسکتا ہے جو ہندوستان
و افغانستان کی گذشتہ تاریخ سے واقف اور حال کے پالٹکس سے خبردار ہے دوست کا
دوست ہمیشہ دوست کہلاتا ہے اور دوست کا دشمن ہمیشہ دشمن سمجھا جاتا ہے۔ تمام وہ
بڑے نتیجے جنکو سلطنت افغانستان اور ہندوستان کے اتحاد اور کابل کے پہاڑ شکل سے
روکے ہوئے ہین ایک ساعت مین طوفان کیطرح مستولی ہو سکتے ہین۔ کابل ضرورتاً مقامی
سے کسی وقت مین سلطنت ہند و سلطنت روس کے آثار جوار سے مستثنیٰ نہین۔ جن
سیاسی زلزلون مین برٹش گورنمنٹ کو امور افغانستان مین دست اندازی کی ضرورت ہوسکتی

ہے۔ ناممکن ہے کہ کسی فریق کو اوسمین روس کے استمداد کی ضرورت نہو یا روس کو بجائے خود دست اندازی کا موقع نہ ملے۔ ایسی پیچیدگیوں مین افغانستان کو نقصان پہونچنا اور اوسکی آزادی مین خلل آنا ایک امر ناگزیر ہے۔ اور ہندوستان کے امن و امان کو ہر طرح بہتر سمجھ لیا جاے مگر مشکل ہے کہ ایسے حالات مین جو زلزلہ افغانستان کو منتشر کرے وہ سرزمین ہند تک کسی نہ کسی شکل مین متعدی نہو۔ تمام عالم کے عظیم الشان رول کا یہ حال ہے کہ لاکھون خون ہوجاتے ہین اور کروڑون روپیہ کا نقصان ہوتا ہے۔ ملک برباد قوتین فنا ہوجاتی ہین۔ مگر عفیف اختلاف نہین مٹتے قوت دبانا چاہتی ہے۔ دنیا نہین دولت و تہذیب۔ عداوتون و رقابتون کو بڑہاتی ہے کم نہین کرتی اسلئے ہمنے اس کتاب مین سب سے اہم اون عضون کو قرار دیا ہے جن مین ایسے مضامین سے بحث ہے۔

ممکن ہے کہ بادی النظر مین اعلیحضرت امیر کے بعض طریقۂ عمل عوام الناس کے نزدیک کسی نہ کسی اعتبار سے معاشرت ایشیائی سے اجنبی ہون۔ اکابر کے افعال و اعمال کی تعریف مین جسقدر تملق و خوشامد بیجا مذموم ہے اوسیقدر اونکے محامد و محاسن کی داد نہ دینا خلاف انصاف ہے جاہ و جلال کی شوکتین ایسی مرد افگن ہین کہ اون سے مقابلہ کرنا قوت بشری کے امکان مین نہین اس حالت مین جو کامیابی حاصل ہوسکتی ہے وہ توفیق منجانب اللہ کی بدولت حاصل ہوسکتی ہے۔

ہم اعلیحضرت شاہ افغانستان اور اونکی رعایا کو مبارکباد دیتے ہین۔ کہ تمام سفر ہند مین ہر جگہ آپ نے احکام شریعت جس استقلال و التزام سے تعمیل کیے اوسکی مثال صرف تاریخ خلفاء مین ملتی ہے۔ دوسرے شاہان سلف مین اونکا زہد عدیم المثال ہے کمال فرمانروائی و اتقی این اوصاف کا نام ہے۔ جو خداوند عالم نے آپ پر ارزانی فرمائی ہین اعلیحضرت کے طرز عمل اگر مسلمانون کی آنکھون مین دلکش و دلفریب ہوئے تو چندان عجیب کی بات نہین اسلئے کہ اخوت اسلام اسی کی داعی تھی مگر رعایاے افغانستان کو یقین کرنا

چاہیئے کہ جس طرح سلمانان ہند اعلیحضرت کے مکارم سے مسرور و ممنون تہے اوس سے زیادہ ہندوستان کے وہ ہندو باشندے جنکو برٹش جیسی عادل و عاقل گورنمنٹ کے فعلون پر نکتہ چینی کئے بغیر نہین ملتا شاہ افغانستان کے وسیع و کریمانہ اخلاق کے مسخر ہوگئے اور یہ جادو سے تسخیر نہ صرف اونکے دلون وچہرون سے اوس زمانہ مین ظاہر ہوتا تھا بلکہ اونکی تمام تحریرین و اخبار اوس سے مملو تھین اور ہین۔ الغرض اعلیحضرت امیر کا سفر ہند افغانستان وہندوستان کی تاریخ مین ایک ایسا واقعہ ہے جو سنہرے حرفون مین لکہا جانا چاہیئے۔ یہ ایسے اجمالون کی تفصیل ہے جسپر تاریخ ماضیہ کی چشم امید لگی تہی اور افغانستان کی اون ترقیون کی ابتدا ہے جنکی خبر افغانستان کے قوائے مضمر استقبال بعید مین دے رہے ہین خدا وہ دن لائے اور افغانستان کو اس مرتبہ پر دکہلائے جسکے قابل قسام ازل نے اوسکو بنایا ہے۔

جاپان ایک بے حقیقت جزیرہ ہے اوسکے باشندے آج جس اوج کمال پر ہین اوس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اگر اعلیحضرت امیر افغانستان اسیطرح اپنے ملک کی ترقی کے فراہمی اسباب مین مصروف رہے اور وہان کی رعایا نے چہوٹی چہوٹی باتون مین اختلاف کرکے اونکی توجہ کو منتشر نکیا تو دونون کے مساعی مجموعی سے اگر خدا چاہتا ہے تو کابل کس درجہ اوج و کمال پر پہونچ سکتا ہے۔

ہمنے اوپر لکہا ہے کہ اعلیحضرت کی تشریف آوری بہت سے اجمالون کی تفصیل ہے اوسکے یہ معنی ہین کہ ابہی وہ زمانہ دور نہین ہے جب تعلقات دونون گورنمنٹون کے باوجود مراسم قدیمانہ کے اتنے اجنبی تہے کہ فرمان روائے کابل کا ہندوستان مین یون آزادانہ سیاحت کرنا ایک امر خیالی از خطرہ نہ سمجہا جاتا تہا اور نہ رعایائے کابل کے امن کی یہ حالت تہی کہ وہان کا فرمان روا اپنے ملک کو یون چہوڑ کر دوسرے ملک مین جاسکے۔ بحمد للہ خداوند کارساز نے یہ مراتب حسب خاطر طے کئے اور وہ مباینت و مخاطرت کا موقع باقی نہ رہا اب وہ وقت ہے

کہ جواتحاد فیما بین میسر ہو گیا ہے دونون سلطنتین اوسکا پہل اوٹھائین رعایا کابل کو یاد رکھنا چاہیے
کہ جہان خداوند عالم نے اونکو بیشل جسمانی قوت - اخلاق کے استقلال اور شریعت کی
پابندی دی ہے اوسکے ملک کو تعلیم و تربیت کی سخت ضرورت ہے جو ایک دن کا کام
نہین - اونکو چاہیے خدا پر بھروسہ کرکے اپنے فرمان روا کے ہاتھہ مین عنانِ تدبیر ترقی
آیندہ سپرد کرین اور با ادب خالص مشورون سے اپنے فرمان روا کو ان تدبیرون کی تکمیل
کا موقع دین - اوسکے ملک مین جب تک صنعت و حرفت تعلیم و تعلم - دولت و تجارت
معاملات خارجیہ اور حفاظت داخلیہ کی ترقی نہوگی ملک اوس حد ترقی کو نہین پہونچ
سکتا جو قادر مطلق نے کسی وقت مین اونکے حصہ کے لئے رکھہ چھوڑی ہے - رموز مملکت
ایسی مشکل چیز ہین کہ مشکل سے اہل مملکت اوسکو سمجھہ سکتے ہین وہ اہل مدارس اور گوشہ نشینون
کے سمجھنے کی چیز نہین نہ عوام کی حیطہ فہم کے مناسب - یہ امور ہمیشہ مدبران مملکت کے ہاتھہ مین
چھوڑے جاتے ہین - اوسوقت تک کہ کافۃ الناس رعایا مین علم و تجربہ عمل اوس حد تک
نہ پہونچ جاے کہ وہ واقف کار مشیران سلطنت سمجھے جائین - جب تک اعلیحضرت اور
اونکے مشیرون کو اقصاے عالم اور خاصکر اقصاے مغرب کے دولتمند - مہذب - اور
با تدبیر قومون اور ملکون کی سیر کا موقع غایرانہ نظر سے نہ ملیگا آسان نہین کہ اپنے ملک کی
ضرورتون اور کمی کا پورے طور سے اندازہ پیدا ہو یا تدابیر مناسبہ کیجا سکین کتابون اور بیانون
سے بیشک ایک گونہ تصور پیدا ہو سکتا ہے - لیکن مختلف مجالس شوری اور اوسکے ممبرون
کے طرز عمل - مختلف اصولون پر لشکرون کی آراستگی - مختلف صنعتون کے کارخانجات
مختلف فنون کے مدارس - مختلف طریقون کے طرز معاشرت - مختلف مذاہب کے ازدحام
مختلف رعایا کے اخلاق - مختلف آب و ہواون کے اثر - مختلف لوگون کے خیالات -
مختلف سلطنتون کے سیاسات ایسے پیچیدہ امور ہین کہ محض خیال سے کاربراری نہین
ہو سکتی اونکے مشاہدہ خاص کی ضرورت ہے اونکے عین الیقین کی حاجت ہے -

ہر ملک کے اہل اسلام کو جاننا چاہئیے کہ یہ عالم خدا کا فعل ہے اور ہدایات اسلام
خدا کا قول ہے ضرور ہی کہ ایک صادق القول خالق کے افعال و اقوال ایک دوسرے
سے منطبق ہون اور اسلام ایسا وسیع حاشیہ قانون قدرت ہے کہ ہر صورت و ہر شکل سے
مطابق ہو اسکا نام صراط مستقیم ہے صرف برتنے والی کی لیاقت پر منحصر ہے کہ کشاکش
افراط و تفریط مین جادۂ اعتدال سے نہ گذرے جب تک اس وسیع النظری سے عاقلانہ
اسکے معنی نہ سمجھے جائینگے بہت دشوار ہے کہ اہل اسلام بسا عالم مین دوسری قومون اور دوسری قوتون سے
شانہ بشانہ چل کر اپنی جگہہ پر قایم رہ سکین - اب ہم جغرافیہ و تاریخ افغانستان بیام دعوت
نقل و حرکت و گفتگو مہمانون و میزبانون کے صفات اور سیاحت ہند کے اثرات - دونون
گورنمنٹون کے تعلقات وغیرہ وغیرہ نذر ناظرین کرتے ہین -
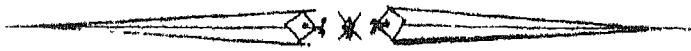
جغرافیہ

جغرافیہ عام افغانستان کے شمال مین روس ـ ترکستان وسط ایشیا ـ و دریاے آمو ـ جنوب مین قلات و بلوچستان عملداری برٹش گورنمنٹ ـ مغرب مین سلطنت ایران مشرق مین پامیر واقع ہے ـ

افغانستان کا عرض شمالاً و جنوباً تقریباً پانچ سو میل اور طول شرقاً و غرباً ہرات سے خیبر تک چھ سو میل رقبہ تخمینی دو لاکھ چالیس ہزار میل مربع آبادی تخمیناً چالیس لاکھ نفوس کی ہے ـ

افغانستان کے شمال کی طرف دریاے آمو یا اکسیس بہتا ہے ـ اسکا بہاو قدرتی طور پر نصف شمالی سرحد کا کام دیتا ہے ـ شمال و مشرق مین دشوار گذار پہاڑون کا ایک طولانی سلسلہ افغانستان کی قدرتی حد بندی و حفاظت کر رہا ہے ـ ان وجوہ سے ہر طرح ملک محفوظ نا قابل گذر ـ خوفناک ـ

جغرافی حیثیت کے ساتھ پولیٹکل وقعت بھی افغانستان کو حاصل ہے ایک طرف روس ـ دوسری جانب برٹش گورنمنٹ وسط مین یہ سلطنت واقع ہے جو ملکی و قومی اعتبار سے آپ اپنا محافظ اور خود ہی اپنی قسمت کا مالک پھر روس و انگلستان ـ نہ متفق الاصول نہ متحد الاغراض ـ دونون گورنمنٹون کی باہمی رقابتین ایک دوسرے کو صلح و اتفاق پر آمادہ ہی نہین ہونے دیتین اسکے ساتھ افغانی قوم سرکش ـ جنگجو ـ آزاد و خونخوار ہے یہ تمام اسباب حفاظت ملک کے ہین ـ

ملک عموماً پہاڑی و سیع سطح مرتفع پر واقع ہے وادیان بکثرت ہین جنکے درمیان دریا بہتے ہین ـ بعض حصون مین کشادہ میدان ہین شرقی سرحد پر سلسلہ کوہستان سلیمان ہے جسکی سب سے بڑی چوٹی تخت سلیمان کے نام سے موسوم ہے ـ اسکی بلندی سطح سمندر سے ۱۱۳۰۰ فیٹ سے لیکر ۱۱۶۷۶ فیٹ تک ہے ـ شمال کی جانب سلسلہ کوہستان

ہندوکش ہے جو ہمالیہ کی مغربی شاخ سمجھی جاتی ہے۔ اسی پہاڑ کے مغربی سلسلے۔ کوہ سیاہ۔ کوہ سفید
کوہ بابا کہلاتے ہین۔ ہندوکش کی بعض چوٹیاں سطح سمندر سے ۲۴۰۰۰ فٹ بلند ہین۔
افغانستان کی عام سطح سوائے چند مستثنیات کے سطح بحر سے ۴۰۰۰ فیٹ بلند ہے۔
کوہ سلیمان کو مستثنیٰ کرکے باقی کل کوہستان ہین جو قبائل آباد ہین وہ عموماً خودمختار اور افغانستان
کے ہمزبان ہین۔

جغرافیہ طبعی

باشندے | باشندون کے لحاظ سے افغانی آبادی کی مثل عرب کے دو تفریق ہین ایک
خانہ بدوش جنکا مستقل قیام نہین بلکہ اپنے بھیڑ و بکریون کے ریوڑ لیکر عرب بدوؤن کی طرح
مارے مارے پھرتے ہین۔ دوسرے مستقل سکونت رکھنے والے جو کاشتکاری و دیگر پیشون
مین استقلال کے ساتھ مصروف ہین۔ افغان اپنے آپ کو بنی اسرائیل ہین حضرت سلیمان
کی نسل سے بیان کرتے ہین۔ عرب بھی انکو سلیمانی کے نام سے پکارتے ہین۔ افغانی آبادی
کے قبیلے۔ درانی۔ غلزی۔ آفریدی۔ یوسف زئی۔ تاجیک۔ قزل باش وغیرہ ہین۔ غلزی
قبیلہ قندہار و وادی کابل مین آباد ہے اس قبیلہ کے لوگ آزاد طبع۔ سپاہی منش۔ تنومند۔ توانا
جفاکش اخلاق کے لحاظ سے بڑے مہمان نواز ہوتے ہین۔ درانی قبیلہ مغربی افغانستان
مین سکونت پذیر ہے اور زیادہ تر پیشہ انکا چرواہے کا ہے۔ اسی قبیلہ مین اب حکومت ہے۔
علاوہ انکے ہندو نسل کے لوگ بھی ہین۔ وہ قشقہ وار افغان کہلاتے ہین۔ زرد پگڑیان
باندھتے ہین۔ بڑے بڑے قصبون و شہرون مین دوکانداری و داوستد انکا پیشہ ہے
تجارت ان ہی کے ہاتھون مین ہے۔
جاٹ یہ لوگ راجپوتانہ و ہندوستان کے جاٹون کی مانند ہین۔ لیکن عجیب خوبصورت و
گورے رنگ کے ہوتے ہین۔ زراعت انکا پیشہ ہے۔

افغانون مین فطرتاً متضاد صفات پائی جاتین ہین۔ ہمدردی وبے پروائی۔ فیاضی اور لوٹ و مار کبھی اجنبی کے بدن سے کپڑے اوتار لینے مین دریغ نہین کرتے۔ اور کبھی محتاج مسافر کو اپنے گھر سے دینے مین مسافر نوازی کا ثبوت دیتے ہین۔

مہمان نوازی وکشادہ دلی اونکے خاص صفات ہین۔ جب تک کوئی اونکے گھر مین ہے اوسکی حفاظت مثل عزیزون کے فرض جانتے ہین۔ افغان ابتدائے سن سے جنگ وجدل سے آشنا ہو جاتے ہین۔ حملہ مین بیباک۔ موت سے نڈر۔ قانون وقاعدہ کی پابندی سے متنفر۔ یہ تمام صفتین اونکی عرب بدوؤن سے مشابہ ہین۔ خلیق بھی ہوتے ہین۔ خاصکر اونکو جب کوئی کام نکالنا ہو۔ بعض اوقات اون سے وحشیانہ حرکتین بھی سرزد ہوتی ہین۔ دروغ۔ خودپسندی۔ نخوت۔ کینہ وری۔ تندمزاجی۔ حرص کے بھی قبیح صفات ان مین پائے جاتے ہین۔ بدظنی وسازش کا بھی اونمین عیب ہے سزائے سخت کا رواج ملک مین جو عیرتاً دیجاتی ہے۔ اسی وجہ سے ہے۔ جس سے اونکے عیوب چھپے ہوئے ہین۔ ایشیائی قومون مین افغانی واقعی بہادر وجری و مضبوط ہین

آب وہوا ملک مین مختلف قسم کی آب وہوا پائی جاتی ہے۔ گرمی وسردی اعتدال سے زیادہ ہوتی ہے۔ شہنشاہ بابر نے اپنی تزک مین لکھا ہے کہ کابل کے اطراف مین کوئی ایسا مقام ہے کہ جہان برف کبھی نہین پڑتی۔ اور کوئی ایسی جگہہ ہے جہان برف کبھی نہین پگھلتی۔ کابل مین برف تین ماہ جمی رہتی ہے۔ اس زمانہ مین گھرون سے نکلنا دشوار ہو جاتا ہے۔ یہان کی آب وہوا خوشگوار سردی مین بارش کم گرمی مین شاذ ہوتی ہے۔ غزنی مین کابل سے زیادہ برف گرتی ہے۔ ایکمرتبہ طوفان برف باری نے تمام آبادی کو برباد کر دیا تھا موسم گرما بھی اس ملک مین سخت تکلیف دہ ہے خاصکر جنوبی حصہ مین جو سندہ کے مغرب واقع ہے یہان آندہیون وطوفان سے حرارت ناقابل برداشت ہو جاتی ہے۔ قندہار کے علاقہ مین برف کم گرتی ہے۔ ہرات کی آب وہوا نہایت معتدل وفرح بخش ہے

نباتات مختلف مقامات پر گلاب - زیتون - کالادانہ - افسنتین - ہینگ - بعض بلند بوٹیان
پر ریوند چینی - کئی قسم کے بادام - اخروٹ ہوتے ہین - اور بہی بہت سی قسم کی جڑی
بوٹیان ہین میوون کے حق مین تو افغانستان خاص شہرت رکہتا ہے - انگور - انار - سیب
بہی - سردہ - ناشپاتی یہان کے مشہور میوے ہین - توبانی - انجیر - آڑو بہی عمدہ قسم
کا ہوتا ہے -

غلہ مین گندم - جو - نخود - مٹر - باجرہ - جوار - مکا - دہان - خاص پیداوار ہے
نخود مٹر کابل کا مشہور ہے - روی کی کاشت بہی ضرورت کے قابل ہوتی ہے - قندہار
کے علاقہ مین تماکو بکثرت ہوتا ہے - آرنڈ کی کاشت کاسٹرائیل کے لئے کی جاتی ہے
اور اسکو سرسون کے تیل کے ساتھ روشنی کے کام مین لاتے ہین - فصلین دو ہوتی
ہین - ربیع و خریف ان کا وہی وقت ہے جو ہندوستان مین ہے -

خریف مین دہان - مکا - جوار - باجرہ - تماکو بوتے ہین جسکو خزان سے پہلے کاٹ لیتے ہین
ربیع شروع سرما مین کاشت کی جاتی ہے - گرمی کے آغاز مین کٹ جاتی ہے -

پانی بکثرت ہے وادی کابل و شرقی افغانستان مین کہلی نہرین عام طور پر دیکہی جاتی ہین
مغربی حصہ مین زمین دوز نہرون سے کام لیا جاتا ہے بعض نہرین بیس بیس میل تک ملتی ہین

جہیل غزنی کے جنوب مین ایک جہیل ہے جسکا دور چالیس میل کا ہے پانی نمکین بلکہ تلخ ہے

دریا دریائے کابل افغانستان کا سب سے بڑا دریا ہے اٹک کے قریب دریائے سندہ مین
آکر شامل ہو گیا ہے - دوسرا دریا ہلمند ہے یہ کوہ بابا سے نکلکر جہیل سیستان مین جا کر
گرتا ہے اسکا طول قریب تقریباً چہ سو میل ہے ایک اور دریا ہری رود ہے کوہ بابا سے نکلا
ہے اور مغرب کی طرف صحرائے ایران مین غائب ہو گیا ہے اسکے سوا اور جتنی ندی نالے
ہین - ان سبکو انہین دریاؤن کی شاخ سمجہنا چاہیئے -

معدنیات افغانستان معدنیات کی کان ہے - لاجورد - مرمر - بکثرت پایا جاتا ہے بعض دریاون

کی ریت سے سونا بھی نکلتا ہے۔ کہین کہین چاندی کی کانون کا پتہ چلتا ہے۔ لوہا حسب معمول بکثرت تانبے کا بھی یہی حال ہے۔ شمالی کوہستانی علاقہ سے سیسہ وگندھک برآمد ہوتا ہے جنوب کی سرزمین سے شورہ نکلتا ہے۔ بدخشان تو لعل ونیلم کیلئے مشہور ہے۔ ایک ٹکڑے سنگ مرمر کی میز جیسی وسیع کابل مین ہے شاہزادہ نصراللہ خان نے سیاحت یورپ مین کہین نہین دیکھی۔ یہ ضرور ہے کہ افغانستان مین معدنیات سے اب تک کوئی بڑا فائدہ نہین اُٹھایا گیا لیکن امیر موجودہ ادھر ہی متوجہ ہین۔

وحوش و بہائم و حشرات الارض گھوڑے کابل کے مشہور ہین جنکی تجارت ہندوستان سے قندہار کے مغرب مین پائی جاتی ہے۔ ٹٹو و ٹانگن بھی عمدہ ہوتے ہین۔ اونٹ بھی کثرت سے پائے جاتے ہین۔ اونٹ و ٹٹو باربرداری کے جانور ہین یہی دو جانور تجارت افغانستان کو پنجاب۔ سندھ۔ بلوچستان۔ ایران و بخارا۔ ترکستان مین انجام دیتے ہین۔ دنبے نہایت کثرت سے ہین۔ گائے۔ سیاہ بکریان بھی پائی جاتی ہین۔ امیر مرحوم نے یورپ کی بہترین نسل بڑھانے کے لئے منگوائین تہین۔ کتے کئی قسم کے ہوتے ہین۔ جو بھیڑون کی رکھوالی کرتے اور شکار کے کام مین آتے ہین مغربی حصّہ مین گورخر اور کہین کہین ہرن ونیل گائے۔ شکاری جانورون مین چیتا۔ بھیڑیا۔ چرخ پائے جاتے ہین۔ مچھلیان کم۔ سانپ مختلف قسم کے بعض زہریلے۔ بچھو۔ سیاہ رنگ کے بہت بڑے بڑے اور سانپون کے مثل زہریلے ہوتے ہین۔

تجارت تجارتی موقع کے لحاظ سے جو بات عرب کو حاصل ہے وہ افغانستان کو نہین لیکن عرب کے مقابلہ مین جو منافع افغانستان کو ہین۔ اونکا شمار زیادہ ہے۔ افغانستان مین نہ کوئی دریا جہازرانی کے قابل ہے نہ ہموار وصاف سڑکین۔ نہ کوئی بندرگاہ سرحد پر ہے۔ صرف تجارتی اشیا اونٹون و ٹٹوؤن پر دور و دراز ملکون مین جاتی ہین۔ خیبر اور بولان کی سڑکونپر کابل تک چھکڑے چل سکتے ہین۔ اور قندہار تک بھی چھکڑون سے تجارت ہوتی ہے۔

تشہیر دریا کے راستون سے بہا کے لائے جاتے ہین۔ کسی زمانہ مین ہندوستانی
تجارتی اشیاء افغانستان کی راہ سے ایشیاے کوچک روم و یونان تک جایا کرتی
تہین اب بہی بڑے بڑے قافلے ادہر اودہر جایا کرتے ہین۔ پہلے ممالک غیر کی تجارت
بالکل دوسری قومون کے ہاتہ مین تہی۔ مگر اب افغانی تاجرون کی تعداد بڑہتی جاتی
ہے۔ ملکی دقتون کی وجہ سے تجارتی ذرایع محدود ہین۔ جو اشیا و معدنی دوسرے
ملکون کی دولت لاسکین۔ اونکی تحقیقات و برآمد کے وسایل ابہی پیدا نہین کیے
گئے۔

تاریخ

تاریخ قدیم مسیح سے پانچسو برس قبل افغانستان کو دارا شاہ فارس نے اپنی سلطنت کا ایک صوبہ قرار دیا اسکے دو برس بعد سکندر اعظم اس ملک سے گزر کر ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ سنہ ۳۱۱ء قبل سکندر کی سلطنت کے ایک سردار سلیوکس نامی نے راجہ چندرگپت کو سندھ کے مغرب کا ملک دیا جس عطیہ کا سبب چندرگپت کی بیٹی کی شادی سلیوکس کے ساتھ ہے اسکے ساٹھ برس بعد باختر کی یونانی آزاد سلطنت قایم ہوئی جو پہلے پہلے افغانستان تک پہونچ گئی۔ اب بھی وادی کابل سے یونانی سکے بکثرت برآمد ہوتے ہین۔ جو سلطنت باختر کا پتہ دیتے ہین۔

سنہ ۹۷۷ء مین جیندریال نے افغانستان پر حملہ کیا۔ مگر سبکتگین شاہ غزنی کے ہاتھ سے شکست کھائی اور پشاور ہاتھ سے دے بیٹھا۔

سنہ ۹۹۷ء مین سبکتگین کی وفات پر اوسکا بیٹا سلطان محمود سریر آراے سلطنت ہوا۔ اوس نے دایرہ سلطنت مغرب مین ایران تک اور مشرق مین پنجاب کے میدانون تک وسیع کر دیا۔ سنہ ۱۰۱۰ء مین سلطان محمود نے غور کو مطیع کر لیا۔ سنہ ۱۱۵۱ء مین محمد غوری نے غزنی کو اپنا باجگذار بنا لیا۔ سنہ ۱۱۸۵ء مین محمد غوری نے فتوحات ہند شروع کئے۔

تیمور صاحبقران نے بھی افغانستان کو فتح کر کے اپنا تسلط قایم کیا۔ کابل اسکی اولاد کے قبضہ مین سنہ ۱۵۰۶ء تک رہا۔ بابر نے جو تیموری نسل سے تھا کابل کے سوا قندہار بھی انکے قبضہ مین سے لیا اسکے بعد دوسو برس تک کابل شاہان مغلیہ فرمانروایان دہلی کے ماتحت رہا۔ ہرات ایران کے تحت مین۔ قندہار کبھی ایران اور کبھی دہلی کا باجگذار رہا۔ سنہ ۱۷۰۸ء مین قندہاریون نے ایرانیون کو ملک بدر کر کے غلزی قبیلہ کے ایک سردار کو اپنا بادشاہ

مقرر کیا۔ سنہ ۱۷۱۵ء مین ہرات بھی ایک آزاد سلطنت مین گیا۔ سنہ ۱۷۲۲ء مین غلزیون نے
اصفہان پر حملہ کرکے اوسے اپنا مطیع کیا۔ اور تھوڑی مدت تک ایران پر بھی قابض رہے
نادر نے سنہ ۳۸-۱۷۳۷ء مین افغانستان کو فتح کر لیا۔ سنہ ۱۷۴۷ء تک اسپر قابض رہا۔

تاریخ جدید

احمد شاہ کے وقت سے افغانستان دنیا کی سلطنتون مین شمار ہونے لگا۔
یہ شخص افغان سپاہی ابدالی قبیلہ سے تھا۔ ابدالی قبیلہ ہرات مین آباد تھا۔ اسمین صدو
بارک دو سگے بھائی تھے جنکی اولاد صدوزی۔ اور بارکزئی کہلاتی ہے۔ احمد شاہ ابدالی
کا تعلق صدوزی خاندان سے تھا۔ یہ نادر کا معتمد خاص تھا۔ نادر کے قتل کے بعد سردارون
نے اوسے اپنا فرمان روا منتخب کیا چونکہ وہ خود اور اوسکا قبیلہ افغانون مین بارسوخ تھا
اسلئے اوسے بادشاہی مین کوئی دقت پیش نہ آئی اوس نے نادر کے مشرقی حصہ سلطنت
پر قبضہ و اقتدار جما لیا وہ چھبیس سال تک حکمران رہا۔ اس زمانہ مین ہر چہار جانب جنگی مہمین
ایکر گیا۔ مغرب مین بحیرہ کیسپین تک اور مشرق مین ہندوستان مین داخل ہوا۔ مرہٹون کی
قوت فنا کرنے والا یہی بادشاہ تھا جس نے برٹش گورمنٹ کے لئے میدان صاف کر دیا
ابدالیون کی فاتحانہ یورشین گو اصل مین انگریزون کے لئے فائدہ مند اور مرہٹون کی کمزوری
کل ملک پر قابض ہو جانے کا آسان ذریعہ ہوئی۔ لیکن خود افغانستان بھی فائدہ سے
محروم نہ رہا۔ آج افغانستان کو جو عظمت حاصل ہے وہ ابدالی فاتحون کی ناموری کا نتیجہ ہے
سنہ ۱۷۷۳ء مین ایک مرض کہنہ احمد شاہ کی موت کا سبب ہوا۔ اوسکی وفات کے بعد اوسکے
دو بیٹون سلیمان شاہ و تیمور شاہ مین جھگڑا ہوا۔ بارک زی خاندان زیادہ تر سلیمان شاہ کا
طرفدار تھا لیکن آخرکار تیمور شاہ تخت نشین ہوا۔ جو لوگ آخر وقت تک سلیمان شاہ کے
ساتھ رہے تیمور نے اون سے انتقام لیا۔ لیکن جو اثناے جنگ مین تیمور کے طرفدار
ہو گئے تھے اونکو منصب و خلعت عطا کئے۔ پایندہ خان بارکزی کو بھی اسی صلہ مین
منصب و خلعت دیا گیا تیمور نے بڑے زور کی سلطنت کی اس نے تمام افغانستان پنجاب

سرحد کشمیر - ترکستان - سندہ - بلوچستان وخراسان کو اپنی سلطنت مین شامل کرکے خراج لیا - تیمور نے قندہار کے بجاے کابل کو اپنا پاے تخت قرار دیا - اس نے بتیس سال تک نہایت شان کیساتھ سلطنت کی - اسکے مرتے ہی سلطنت مین بدعملی پہیلی - اسکے سات بیٹے ہمایون شاہ - محمود شاہ - زمان شاہ - عباس شاہ - شجاع الملک - شاہ پور - فیروز الدین تہے منجملہ اسکے زمان شاہ تیسرے بیٹے کو سردار پایندہ خان بارک زی کی امداد سے تخت کابل نصیب ہوا - اگرچہ ہمایون وعباس نے مخالفت بہی کی مگر سردار پایندہ خان وغیرہ کی کوشش سے زمان شاہ کی سلطنت قایم ہوگئی اندرونی جہگڑون سے نجات پاکے - زمان شاہ نے دومرتبہ ہندوستان کا رخ اور پنجاب مین اپنی حکومت کو مضبوط کیا - مہاراجہ رنجیت سنگہہ کی حکومت کی بنا بہی اوسی کے ہاتہہ سے پڑی - لیکن جب وہ ہندوستان آتا تہا شاہزادہ محمود علم بغاوت بلند کئے بغیر نہ رہتا تہا - بالاخر سردار پایندہ خان کے مشورہ سے زمان شاہ نے طرفداران محمود شاہ کا قلع قمع کرنا شروع کیا - یہ دیکہکر مخالف سہم گئے اور پایندہ خان سے انتقام لینے پر آمادہ ہوئے زمان شاہ نے حاسدون کے اغوا سے اپنے محسن و مددگار وزیر کو مروا ڈالا - اسوجہ سے سردار فتح خان پسر سردار پایندہ خان نے محمود شاہ پسر تیمور شاہ کو برانگیختہ کرکے زمان شاہ کو معزول اور محمود شاہ کو تخت نشین کیا -

محمود شاہ و شجاع الملک شیر محمد خان جو پایندہ خان کا حریف تہا - یون سردار فتح خان کو بروے کار آتا اور اپنی وزارت کو جاتا دیکہہ نہ سکا - اوس نے شجاع الملک فرزند پنجم تیمور شاہ کو ہمراہ لیکر محمود شاہ پر فوج کشی کی کئی لڑائیان ہوئین ۱۸۰۳ء مین شجاع الملک و شیر محمد خان محمود شاہ پر غالب آئے - شجاع الملک تخت نشین ہوکر شاہ شجاع کہلائے - کچہہ عرصہ کے بعد اپنے صوبہ دار کشمیر پر چڑہائی کی - اتفاق دیکہئے صوبہ دار کے ہاتہہ سے مغلوب ہونا پڑا اب سردار فتح خان کو پہر موقع ملا - اوس نے پہر محمود شاہ کو بادشاہ بنا دیا - شاہ شجاع کو ملک سے نکال دیا اسوقت ہرات فیروز الدین فرزند ہفتم تیمور کے قبضہ مین تہا ہرات کی خواہش کامران

پھر محمود شاہ کو ہوئی۔ سردار فتح خان کے ذریعے سے ہرات فتح ہوا۔ باغواے فیروز الدین کے
محمود شاہ نے اپنے مہربان و مددگار سردار فتح خان وزیر کو اندھا کرا کے قتل کرا دیا۔ جب
یہ خبر عام ہوئی تو خاندان بارک زئی موجودہ حکمران کے اجداد کو غصہ آیا بیس بھائی
فتح خان کے موجود تھے جنمیں ایک سے ایک بہادر و قابل تھا۔ اور دوست محمد خان اپنے
سب بھائیوں میں ممتاز بہادر تھے یہ سب اپنے بارک زئی قبیلہ کو ہمراہ لیکر انتقام پر آمادہ ہوگئے
محمود شاہ کو مار کر بھگا دیا اوس نے ایران میں جا کر پناہ لی پھر شاہ شجاع کو پنجاب سے بلا کر بادشاہ
بنا دیا۔ شاہ شجاع نے تخت پر بیٹھتے ہی اپنے محسنوں کو کاروبار سلطنت سے بیدخل
کرنا چاہا۔ اسپر تلوار چلی۔ شاہ شجاع افغانستان چھوڑ کر لدھیانہ میں انگریزون کی پناہ میں آگئے
اور خواہان امداد ہوئے۔ بعد شاہ شجاع کے تیمور کے ایک بیٹے کو تخت نشین کیا جو اپنی غلطی
سے معزول ہوا۔ اسوقت افغانستان کو بے بادشاہ کے دیکھکر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے
زور پکڑا اور پشاور کو تاراج کیا۔ محمد اعظم خان و دوست محمد خان دونون فوج لیکر مقابلہ پر آئے
مگر تو شہرہ پر شکست کھا کر واپس ہونا پڑا۔ یون بہت سا علاقہ افغانستان کا سکھون کے ہاتھ آگیا
اسکے بعد افغانستان میں طوائف الملوکی ہوئی۔ جو جہان تھا خود سر بن بیٹھا۔ قندھار و غزنی
دوست محمد خان اور اونکے بھائیون کے قبضہ میں تھے لیکن باہم سلوک نہ تھا۔ اس لئے
پھر شاہ شجاع نے سر نکالا مگر شکست کھا کر لدھیانہ چلا آیا۔ دوست محمد خان نے رفتہ رفتہ
اپنا اقتدار حاصل کیا اور افغانون نے اونھیں اپنا امیر بنا لیا۔

دوست محمد خان اور اونکے جانشین

شاہ شجاع کئی دفعہ افغانستان کا بادشاہ ہوا چونکہ اوسمیں افغانونکی
دلداری و نظمی صلاحیت بالکل نہ تھی اسلئے اوسے ہر دفعہ معزول
اور افغانستان سے دستبردار ہونا پڑا۔ اوسنے تخت پر بیٹھتے ہی ایسے حامی کی تلاش کی
جو وقت پر مدد دیسکے اسی زمانہ میں روس ہندوستان کی جانب رخ کر رہا تھا۔ زار روس
و نپولین بوناپارٹ کے باہم اعلیٰ درجہ پر دوستی دیکھنی سے کے جو باہم تھے اسلئے مشہور ہوا کہ

روس و فرانس متفقہ کوششون سے ہند پر حملہ آور ہونے والے ہین - یہ خبر انگریزون کے لئے متوحشانہ تھی فوراً مسٹر الفنسٹن کی صدارت مین ایک سفارتی کمیشن کابل روانہ ہوا سنہ ۱۸۰۹ء مین شاہ شجاع سے عہد نامہ ہوا جسمین تحریر تھا کہ وہ روسیون کو روکے اور انگریز اسکی امداد کرین بیچارہ شاہ شجاع کو سلطنت کی اہلیت نہ تھی - اس بار گران کو کیا اوٹھا سکتا تھا - کچھ عرصہ تک افغانستان واقعی حکمران سے خالی رہنے کے بعد امیر دوست محمد خان بارکزئی کے زیر نگین آگیا۔

محمود شاہ کے زمانہ سے مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بہت زور پکڑ لیا تھا - دوسری طرف فتح علیشاہ قاچار شاہ ایران افغانستان کے فتح کے درپے ہو رہا تھا - تیسری جانب سے روس بڑھا چلا آتا تھا - ناچار حوصلہ مند امیر دوست محمد خان کو بھی ایسے حامی کی ضرورت محسوس ہوئی جسکی امداد سے وہ افغانستان کو تمام دشمنون سے بچا سکے اسلئے اونہون نے انگریزون سے باہمی دوستی کی سلسلہ جنبانی کی - ان دنون لارڈ اکلینڈ ہندوستان کے گورنر جنرل تھے انکو خط لکھا - باوجود دانشمندی کے مال کار کو نہ سمجھے اور وہ امیر دوست محمد خان کو معزول کرنے اور شاہ شجاع کے بادشاہ بنانے پر مستعد ہوگئے - اس غرض سے پچیس ہزار سپاہ سرجان کین کے ماتحت قندہار پر چڑھی سنہ ۱۸۳۸ء مین پھر شاہ شجاع تخت نشین کئے گئے جب غزنی چھن گئی اور شاہ شجاع کابل پر قابض ہوگئے - امیر دوست محمد خان ہندو کش کے دوسری جانب بھاگ گئے - اوسوقت ایڈورڈ کین ہندوستان کو لوٹ آیا - آٹھ ہزار فوج سر ولیم میکناٹن وغیرہ کے زیر کمان چھوڑ آیا - دو سال شاہ شجاع انگریزون کی مدد سے کابل و قندہار پر قابض رہا سنہ ۱۸۴۰ء مین امیر دوست محمد خان نے خود اپنے آپکو انگریزون کے سپرد کر دیا امیر دوست محمد خان ہندوستان آگئے - شاہ شجاع افغانستان مین نہایت نامقبول و غیر دلعزیز تھا - محمد اکبر خان خلف امیر دوست محمد خان نے بلوہ کر کے شاہ شجاع کو ہلاک اور انگریزی فوج متعینہ کابل کو جو بغرض حفاظت شاہ شجاع تھی تباہ و برباد کر دیا بہت چھوٹا حصہ بچکر ہندوستان پہونچا سنہ ۱۸۴۲ء مین زیر کمان جنرل پلوک انگریزی سپاہ کا ایک بڑا زبردست

دستہ افغانستان بھیجا گیا جسنے جاکر فتنہ و فساد کو بالکل مٹا دیا لیکن انگریزون کو معلوم ہوگیا
کہ کوئی کمزور آدمی افغانستان پر حکومت نہین کرسکتا اور نہ اوس سے روس کی روک کیجا سکتی
ہے کسی نئے شخص کے بجاے امیر دوست محمد خان کو ہی باعزت تمام کابل پہونچا دیا
وہ پھر فرمان رواے کابل ہوگئے سنہ ۱۸۵۷ء مین باہم امیر دوست محمد خان و گورنمنٹ انگلشیہ
کے عہد نامہ ہوا۔ دوست محمد خان امیر تسلیم کئے گئے اور اس عہد نامہ کی رو سے امیر افغانستان
نے انگریزون کی دوستی کا اعتراف اور روسیون کی سد راہ ہونے کا اقرار کیا اس معاوضہ
مین بارہ لاکھ روپیہ سالانہ وظیفہ افغانستان کو دیا جانا منظور کیا گیا سنہ ۱۸۶۳ء تک امیر
دوست محمد خان انگریزون کے دوست رہے۔

امیر شیر علیخان بعد وفات امیر دوست محمد خان کے امیر شیر علیخان جانشین ہوگئے۔ آپسمین
بھائیون مین خانہ جنگیان ہوئین اونکے بھائی امیر محمد افضل خان نے ایکمرتبہ امیر شیر علیخان سے
کابل و قندھار چھین لئے۔ اعظم خان برادر حقیقی امیر محمد افضل خان کی ناقص تدبیرون و کوتاہ
اندیشیون نے شیر علی خان کو مایوس ہونے دیا وہ برابر لڑتا رہا۔ یہانتک کہ امیر محمد افضل خان
کا انتقال ہوا۔ امیر اعظم خان و امیر عبد الرحمن خان کو افغانستان چھوڑنا پڑا۔ چچا بھتیجے
ایران پہونچے جہان اونکا شاہانہ استقبال کیا گیا۔ اعظم خان مشہد مقدس سے طہران کا ارادہ
کر رہے تھے کہ داعی اجل لبیک پکارا۔ اور امیر عبد الرحمن تنہا رہ گئے۔ اونھون نے ایران چھوڑکر
روس کا قصد کیا۔ روس نے انکو ہاتھون ہاتھ لیا اور ہر طرح کی امید دلائی سنہ ۱۸۶۸ء مین امیر شیر علیخان
نے اپنی حکومت کو مستحکم کرلیا۔ انگریزون نے اونکو امیر تسلیم کیا سنہ ۱۸۶۹ء مین لارڈ میو وایسراے ہند
نے امیر شیر علی خان کو انبالہ مین شاہانہ دعوت دی۔ بعد ازان امیر شیر علیخان نے کابل مین روسی
ایلچی کا خیر مقدم اعزاز کے ساتھ کیا۔ برٹش مشن کو سرحد پر روک دیا۔ اسپر لارڈ لٹن نے اعلان
جنگ کردیا فوج افغانستان کی طرف بڑھی۔ ایک مقام سرحدی پر قبضہ کرلیا۔ جب امیر
شیر علیخان نے دیکھا کہ انگریز کابل پر چڑھے چلے آتے ہین۔ تو روس کی امداد کی سلسلہ

جنبانی شروع کی۔ روسی ترکستان کے حاکم سے مدد مانگ بھیجی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزون نے اپنی پیشقدمی روک دی۔ اسکے بعد امیر شیر علی خان آخر زندگی تک انگریزون کے خلاف اور روسیون کی طرف مائل رہا۔ علی الاعلان روسی وفد کو کابل بلایا جس نے کابل پہونچکر روسی گورنمنٹ اور حکومت افغانی کے مابین ایک معاہدہ کرادیا اس عہد نامہ مین امیر شیر علیخان نے وعدہ کیا کہ وہ ہمیشہ روس کا طرفدار دوست رہیگا یہ وفد کابل ہی مین تھا کہ انگریزون نے پھر اپنا ایک کمیشن معاملات سلجھانے کے لئے افغانستان روانہ کیا۔ امیر شیر علیخان نے کمیشن کی بار دہی سے انکار کردیا۔ ناچار انگریزون کو افغانستان کی ملتوی شدہ جنگ کی ازسرنو تجدید کرنی پڑی۔ امیر شیر علیخان شکست کھاکر کابل سے بھاگ گئے اور ۱۸۷۹ء مین بلخ مین قضا کی انکی وفات کے ساتھ اسی جنگ کا خاتمہ ہوگیا۔

امیر یعقوب خان | اسکے بعد امیر یعقوب خان سربرآرائے حکومت ہوئے۔ امیر شیر علیخان مرحوم کے زمانہ مین کوئی برٹش ایجنٹ نہ تھا۔ امیر یعقوب خان کے حکومت کا ابتدائی زمانہ تھا وہ دوست و دشمن سے ناآشنائے محض تھے۔ رعایا پر پورا تسلط نہوا تھا کہ سیجر کگناری جو پشاور مین ڈپٹی کمشنر تھے اور بربنائے واقفیت سرحدی ہر طرح کابل کے لئے مناسب تھے نگرانی کے لئے روانہ ہوئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ برٹش افسر مارے گئے اونکے ساتھی بھی ہلاک ہوئے۔ اسپر تیسری جنگ افغانستان شروع ہوئی اور ۱۸۸۰ء تک قایم رہی۔ انگریزی فوج کی کمان لارڈ رابرٹس کے ہاتھ مین تھی افغانی فوج کو شکست ہوئی۔ امیر یعقوب خان نظربند ہوکر ہندوستان آئے۔ ابھی لارڈ رابرٹس کی کامیابی و فتحمندی کو بہت دن نگذرے تھے کہ افغانی قبائل نے انگریزی فوج کو آگھیرا اور لارڈ موصوف نرغہ مین آگئے بمشکل سر سٹوارٹ کی کوشش سے لارڈ موصوف فوج محاصرہ سے نجات پاسکی۔ انگریزونکو یقین ہوگیا کہ افغانستان ایک بار نہین سو دفعہ فتح ہوسکتا ہے۔ مگر افغانون پر حکومت کرنا کوئی آسان کام نہین۔

امیر عبدالرحمن خان

ابھی یہ تردداتِ پیش تھے کہ دفعتاً امیر عبدالرحمن کے روس سے نکلنے اور
اور سرحد افغانستان پر پہونچنے کی خبر ملی اسکا خلاصہ یہ ہے کہ امیر عبدالرحمن خان دس بارہ سال
تک روسی وعدون پر مختلف شغلون مین اپنا وقت گذارتے رہے جسکی تفصیل کی بیان
گنجایش نہین - بارہا آپنے زار روس کو ایفاے وعدہ پر متوجہ کیا لیکن جواب کبھی قابل
اطمینان نہ ملا زار نے اپنی فوج افغانستان مین بھیجنی بھی چاہی تو اس شان سے کہ خود مالک
بنجاے - مگر اسطرح مسلمانون کا کشت وخون اونہون نے پسند نکیا - عجب کہا تو یہ کہا
کہ دوہزار روسی فوج اور چند توپین معہ سامان حرب کے ملجاے فتح افغانستان کے لئے مجھے
یہی کافی ہے - اس عنایت کے صلہ مین ہمیشہ روس کا مین ہوا خواہ و دوست رہونگا - زار
ایفاے عہد کو ٹالتا رہا - کیونکہ جس بات کا وعدہ امیر عبدالرحمن کرتے تھے اوس سے زیادہ
شیر علیخان کی حکومت سے بغیر ہاتھ پاؤن ہلاے حاصل تھا - امیر شیر علیخان نے
روسی گورنمنٹ سے ایسے وعدے کر ہی رکھے تھے امیر عبدالرحمن کو روسی امداد سے بالکل
مایوسی تھی کہ اتنے مین خبر لگی کہ افغانستان مین ایک اندھیر مچ رہا ہے اوسوقت اس زیرک
و دوراندیش بہادر نے والی ترکستان کو واسطہ گردانکر روسی گورنمنٹ سے وطن کی اجازت
حاصل کی اور بسم اللہ کہکر بالکل بے سروسامانی کے ساتھ افغانستان کا رُخ کیا سابق
وفادارون نے خیر مقدم کیا رؤسا و قبائل ساتھ ہوتے گئے - تھوڑے دنون مین ایک
جرار فوج جمع ہوگئی - اقبال نے یاوری کی - سعادت ہمرکاب ہوئی - انگریزون کے لئے بھی
یہ موقع اظہار مخالفت کا نہ تھا - اسی مین مصلحت دیکھی کہ امیر عبدالرحمن خان کو جو کسی کے
روکے نہ رکین گے خود ہی بلایا جاوے - خط لکھا گیا - بلایا گیا - اور خود کابل چھوڑکر چلے آئے -
۲۰ جولائی ۱۸۸۰ء کو جایز وارث حکومت افغانستان امیر عبدالرحمن خان سریر آراے
سلطنت ہوے تمام افغانون نے اونہین اپنا بادشاہ تسلیم کیا - جسوقت اہل افغانستان
نے آپکو اپنا حکمران تسلیم کیا اوسوقت آپکا ایک جوابی مراسلہ سر لیپل گریفن کے پاس

گیا ہوا تھا جسمین آپنے قندہار کی علیحدگی کی صورت مین امارت کابل قبول کرنے سے انکار اور بقیوت اوسکو اپنے تابع فرمان رکھنے کی امید ظاہر کرکے دریافت کیا تھا کہ انگلستان آیندہ جیسے تعلقات افغانستان سے رکھنا چاہتا ہے وضاحت سے لکھے جاین تاکہ مین اپنی قوم سے اوسکی قبولیت وعدم قبولیت کا جواب لے سکون گریفن صاحبنے ۲۹ جولائی کے بعد اس کا جواب وائسرائے کی طرف سے حسب ذیل بھیجا:۔

گریٹ برٹن آپکو امیر افغانستان تسلیم کرتا ہے گورنمنٹ کو آپکے اندرونی معاملات مین دخل دینے سے کوئی سروکار نہوگا اور نہ آپکی سلطنت مین کسی جگہہ رزیڈنٹ رکھا جاے گا۔ ہان دوستانہ خط وکتابت کی غرض سے ایک مسلمان برٹش ایجنٹ کابل مین رکھا جانا مناسب ہوگا۔ سیاسی تعلقات کے متعلق بجواب اتنی توضیح کافی ہے کہ جب تک اپنی مصلحتون کی بنا پر گورنمنٹ کسی غیر سلطنت کی مداخلت کو افغانستان مین ناپسند کرتی رہے۔ روس و ایران افغانستان مین کسی قسم کی دست اندازی نکرین۔ افغانستان کو ضرورت ہی نہین ہے کہ برطانیہ اعظم کے سوا اور کسی سلطنت سے سیاسی تعلقات قایم کرے۔ احیاناً اگر کوئی غیر سلطنت افغانستان کی طرف بڑہیگی اور کابل پر حملہ ہوتا ہوا نظر آئیگا تو گورنمنٹ مناسب امداد اوسکی مدافعت کے لئے ضرور آپکو دیگی بشرطیکہ آپ بھی بیرونی تعلقات کے متعلق گورنمنٹ کے مشورون کا لحاظ رکھین۔

وائسرائے کی یہ تحریر جو گویا گورنمنٹ کا از خود مجوزہ معاہدہ تھا امیر عبد الرحمن خان کو پہونچا کر سر لیپیل گریفن معہ فوج قندہار کو روانہ ہوئے۔ سردار ایوب خان کو شکست دیتے ہوئے پشاور کی طرف متوجہ ہوئے یون افغانستان کی اس جنگ کا بھی خاتمہ ہوا۔ آخر ۱۸۸۱ء مین قندہار اور اوسکے بعد ہرات قبضہ مین آیا۔ اسطرح کل افغانستان آپکے تابع فرمان ہوگیا۔ سردار ایوب خان ایران چلے گئے وہان مدت تک رہے۔ شاہ ناصر الدین نے ایک شاہزادی سے انکا نکاح کردیا۔ اور بالاخر وہ انگریزی وظیفہ خوار ہوکر ہندوستان آگئے

جب امیر عبد الرحمن کا سکہ ملک پر خاطر خواہ بیٹھ گیا وہ اصلاح ملک پر متوجہ ہوئے۔ برٹش گورنمنٹ نے جو روپیہ اونیس[19] بیس لاکھ افغانستان سے وصول کر لیا تھا وہ واپس دیدیا اور اٹھارہ لاکھ روپیہ سالانہ اور مقرر کر دیا۔

افغانستان کی جدید تاریخ اگرچہ احمد شاہ ابدالی سے شروع ہوتی ہے۔ لیکن اصلی اور باقاعدہ حکومت کی بنا پختے اصول پر امیر عبد الرحمن خان نے ڈالی۔ ایسے غیر اصول قوم کی اصلاح اسی زبردست مدبر کا کام تھا خونخوار۔ خونریز۔ سرکش۔ لالچی۔ مکار قوم کو راہ پر لانا اونکی سرکشی کو مضبوط ہاتھ سے توڑنا۔ گردن کش سرداران کو مطیع کرنا۔ ملکی بدعنوانی کو مٹانا باہمی نا اتفاقی گھٹانا۔ اتفاق بڑھانا آسان نہ تھا انفسٹن صاحب نے جب افغانون کے قومی خصائص کے متعلق سوال کیا تو ایک افغان نے بہت سچا یہ جواب دیا "ہمین لڑائی جھگڑے منظور۔ ہمین خوف و دہشت منظور۔ ہمین خونریزی وکشت وخون منظور۔ مگر ہمین کسی فرمان روا کی اطاعت منظور نہین۔ ایسے لوگون منتشر و نا اتفاقی پر تلے ہوئے فرقون اور قبائل کے باہمی اختلاف وعداوت وجنگجوئی کو مٹا کر ایک قوم بنانا صرف ضیاء الملت والدین کا کام تھا۔ وہی لوگ جو لڑائی جھگڑے کے عاشق۔ مارنے مرجانے پر شیدا۔ نا اتفاقی پہ کمر بستہ۔ اور ہر قسم کے جرم کرنے پر تیار تھے آج فرمان بردار۔ قانون کے پابند اور قومی حمیت کے خیال وشائستگی کے لحاظ سے بھی بہتر حالت مین ہین قومی وملکی ضرورتون کو سمجھتے ہین اپنے امیر کو دینی ودنیوی پیشوا و مذہبی حکمران تسلیم کیا ضیاء الملت والدین خطاب دیا۔ فوج باقاعدہ۔ مہذب وآراستہ۔ تنخواہ دار مسلح اور اخلاقی حالت مین تعلیم یافتہ قومون کے پہلو بہ پہلو ہے ملک مین امن۔ جرایم مین کمی۔ خفیہ پولیس۔ اور انتظام بھی ہر طرح اطمینان دہ ہے۔ تعلیم وتعلم کے ساتھ امتحانی قواعد مقرر ہین۔ تجارت کو ترقی دی۔ رعایا کی بہبودی کا خیال رکھا۔ خود غرضی ورشوت ستانی کو بند کیا۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا کے ساتھ دوستانہ تعلق بھی قایم رکھے اور اپنی آزادی کو

بھی محفوظ رکہا۔

امیر دوست محمد خان بھی دانشمند و قابل حکمران تھے۔ مگر پورا افغانستان کبھی اونکے زیر فرمان نہوا قبائل کی تفریق و خانہ جنگی وہی رہی۔ یہ صفت امیر عبدالرحمن خان ستھے جنہون نے بحیثیت ایک ملک و ایک قوم کے حکومت کی اور ایسی قابلیت کے ساتھ کہ انکا نام اعلیٰ فرمان رواؤن کے طبقہ مین شمار کیا جائیگا۔ اور تاریخ مین یادگار رہیگا آخر وقت تک وہ گورنمنٹ برٹش کے خالص دوست رہے ؎

درین حدیقہ بہار و خزان ہم آغوش ست	زمانہ جام بدست و جنازہ بر دوش ست

اعلیحضرت ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان

۱۳- اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء کو امیر عبدالرحمن خان نے وفات پائی۔ مرنے سے ایک دن پہلے تمام آرا کین سلطنت کے مشورہ سے امیر حال کی تخت نشینی کا فیصلہ فرمایا۔ بپابندی وصیت امیر مرحوم۔ قومی انتخاب اور اپنی اہلیت کی بناپر بعد وفات امیر مرحوم کے۔ ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان سریر آرائے تخت کابل ہوگئے مگر باضابطہ تخت نشینی کا دربار مارچ سنہ ۱۹۰۲ء مین ہوا۔ ارکان دولت و اکابر قوم کی خواہش پر آپنے سراج الملتہ والدین کا معزز لقب اختیار کیا سرداران افغانستان نے حاضر دربار ہوکر جو بات اونکے دل مین تھی اوسکا زبان سے اقرار کیا۔ عنان سلطنت اپنے ہاتھ مین لینے کے بعد اپنے حقیقی بھائی شاہزادہ نصر اللہ خان کو خطاب نائب السلطنت عطا فرمایا۔ دوسری سال شاہزادہ عنایت اللہ خان کو معین السلطنت کے خطاب سے سرفراز فرماکر ولیعہد قرار دیا۔

امیر عبدالرحمن خان مرحوم سا دوراندیش خاک کابل سے پیدا ہونا مشکل ہے۔ اگلے پچھلے شاہان کابل کے حالات سے وہ بیخبر نہ تھے اسکا یہ نتیجہ تھا کہ وہ علانیہ طور پر باضابطہ کسیکو اپنا ولیعہد نہ بنائین اونکا خود بیان ہے کہ وحشی و جاہل لوگون پر مین ظاہر کرنا نہین چاہتا کہ میرا جانشین کون ہوگا۔ مگر جنکو خدا نے عقل دی ہے اور جو ذرا بھی سمجھ

رکھتے ہین۔ انہین میرے طرز عمل و انتظام سلطنت سے بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا کہ میرے
بعد میرا وارث تخت کون ہوگا۔ پھر وہ لکھتے ہین کہ مین اپنے بیٹون کو پاے تخت کابل مین
رکھتا ہون وہ سب میرے بڑے بیٹے حبیب اللہ خان کے زیر فرمان ہین مین نے
بتدریج اوسکے اختیارات کو وسعت دی ہے اب حالت یہ ہے کہ مین خود دربار نہین کرتا
کل کام اوسکے سپرد کر دیا ہے۔ مین نے اپنے دوسرے بیٹے نصر اللہ خان کو جو حبیب اللہ خان
کا حقیقی بہائی ہے صیغہ مالگذاری و محاسبی کا افسر اعلی مقرر کیا ہے وہ ہر معاملہ
مین اپنے بہائی کی ہدایت پر چلتا ہے میرے دوسرے بیٹے امین اللہ خان۔ محمد عمر جان
غلام علیخان۔ اسد اللہ خان بھی رفتہ رفتہ مختلف سرکاری کامون پر مقرر کیے جاینگے
اور اپنے بہائی حبیب اللہ خان کے ماتحت رہینگے۔ میرا بڑا بیٹا صرف خاص اور ضروری
معاملات مین میرا حکم لیتا ہے ورنہ سارے ملک کا انتظام خود ہی کرتا ہے۔ امیر مرحوم دوست و
دشمن کو خوب پہچانتے تہے اونہون نے شورہ پشتون سے اپنی زندگی مین ملک کو پاک کر دیا
تھا اور با اثر اشخاص و قبائل کو مطیع و منقاد بنا لیا تھا اسیکا نتیجہ ہے کہ ایک امیر کے بعد دوسرا
فرمان روا بغیر کسی جہگڑے و فساد کے تخت نشین ہوا اور اب تک اندرونی یا بیرونی کسی
فساد کا گمان نہین ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ امیر مرحوم کا جانشین۔ روشن خیال۔ بیدار مغز
زمانہ شناس۔ ملکی ترقی کا ساعی۔ برٹش گورنمنٹ کے ساتھ تعلقات و اتحاد بڑہانے مین اپنے
پدر عالی قدر سے بہی ایک قدم آگے ہے امیر مرحوم کی وفات کی تعزیت اور ہز مجسٹی امیر حال
کے تخت نشینی کی تہنیت کے لیے گورنمنٹ آف انڈیا کا ایک کمیشن افغانستان گیا وہان
اوسکا دوستانہ استقبال کیا گیا بعدہٗ ڈین مشن کی مدارات و مہمانی کابل مین اوسی معزز طریقہ
سے کی گئی جو ایک فرمان روا کے لیے ایسے با وقار مشن کے مناسب حال تھی۔ وہان
جب مشن مہمان تھا اوسی زمانہ مین شاہزادہ سردار عنایت اللہ خان کو ہندوستان بہیجکر
دوستی و اتحاد کا اظہار فرمایا۔ اور آخر مین خود بدولت نے بذات خاص سلطنت ہند کا مہمان

بتکر اپنے خلوص کا ثبوت دیا - ہز مجسٹی نسباً - ابدالی النسل قبیلہ دُرانی صدوزی کے بیتیجے - بارکزی کے چشم وچراغ ہین سنہ ۱۸۷۲ء مین بزمانہ قیام امیر مرحوم سلطنت روس مین پیدا ہوے - اب سن مبارک پینتیس سال کا ہے - خداوند عالم نے جوانی مین پیرانہ تدابیر اور انجام بینی کا خاص مادہ آپ کو عطا فرمایا ہے -

لارڈ کرزن کی دعوت اور انکار کرنے کے اسباب لارڈ منٹو کا پیام مہمانی اور قبول کرنیکے وجوہ

جس زمانہ مین منجانب لارڈ کرزن پیام دعوت اعلیحضرت کو دیا گیا ضیاء الملت والدین امیر عبدالرحمن خان کی وفات اور سراج الملت والدین کی تخت نشینی کو زیادہ مدت نگذری تھی گو شورشین یا مخالفتین بظاہر کہین پائی نہ جاتی تھین مگر شہرتین اس کے خلاف تھین اخبارون مین خبرین مشتہر ہوتی تھین کہ باہم بہائیون کے سلوک نہین - مادر و فرزندین کشیدگی ہے اگرچہ انکا وجود نہ تھا لیکن ملکی حالات وخیالات کی بنا پر جو خلاف رائے قایم کیجاوے وہ بعید القیاس نہین ہوسکتی یہ بھی ممکن ہے کہ اوس زمانہ مین تمام قبائل وجرگون کی طرف سے اطمینان کامل نہوگا - پس اس صورت مین ملک سے جدا ہونا - ایک دور اندیش حکمران کے لئے کسی پہلو سے مناسب نہ تھا اسکے علاوہ پیام دعوت کے الفاظ خصوصیت ومحبت کے حدود سے بیگانہ تہے - لہذا امیر صاحب نے مصلحت وقت پر نظر ڈالکر احتیاط سے کام لیا اور قبول دعوت مین عذر کیا - لارڈ کرزن جیسے وائسرائے کو ایسا رد دعوت اہانت آمیز اشتعال تھا - اسپر مغایرانہ ودلشکن کارروائی کی گئی جو واب محبت ودائرہ سلاطین سے دور - دور اندیشی سے بعید ایک آزاد قوم کو خودمختار فرمانروا کے لئے برہمی مزاج کا باعث تھی خوف یا ضرر کے خیال سے دعوت کا منظور کرنا معمولی حیثیت کے آدمی کے ذمے بہت کچھ مکروہ الزامات قایم کرا دیتا ہے - چہ جائیکہ ایک ایشیائی بادشاہ کے حق مین -

جہان تک سنا گیا انکار دعوت پر بحث محدود نہ رہی بلکہ وہ رقم کثیر جو گورنمنٹ ہند کیطرف

سے افغانستان کو سالانہ دیجاتی ہے - ایک مدت تک معرض التوا مین رہی - اسوجہ سے عوام مین مختلف افواہین پھیلی ہوئی تھین یہ امر بہت قرین قیاس ہے کہ اسبارہ مین لارڈ کرزن نے سفیر دولت خداداد افغانستان متعینہ ہندوستان سے شورہ نہ لیا ہوگا - اونکے تحکمانہ مزاج و خودرائی نے اسکو گوارہ بھی نکیا ہوگا - ورنہ یہان تک کشیدگی کی حالت و انکار دعوت کی نوبت نہ واقع ہوتی

اب لارڈ منٹو نے جن محبت آمیز دوستانہ پیرایہ مین مدعو کیا تھا اوسکا تقاضا یہ تھا کہ اخلاقاً قبول دعوت مین کوئی انکار نکیا جاوے - پھر شہزادہ کامگار معین السلطنت سردار عنایت اللہ خان ۱۹۰۵ء مین بطور سیاحت ہند تشریف لائے اونکی مدارات شاہانہ کی گئی - جس وقار و تمکین سے اس نو عمری مین شاہزادہ موصوف نے زمانہ سیاحت کو بسر کیا اوس سے تجربہ کاران یورپ و ہند کو حیرت و استعجاب ہے - ساتھ ہی وہ خود بھی محظوظ ہوکر یہان سے محبت و مہمان نوازی کے پاکیزہ خیالات اپنے ہمراہ لیگئے یہ منظوری دعوت کا سبب خاص ہوسکتا ہے -

بڑی وجہ یہ ہے کہ مہمان بادشاہ کو اپنی ملکی حالت سے ہرطرح اطمینان ہوگیا تھا کہ اب غیر حاضری ملک اونکو ضرر رسان نہوگی اسپر بھی بمزید احتیاط اونہون نے قبایل و جرگونکے سردار و باثر اشخاص سے شورہ کیا اور بعد اطمینان قلبی قصد فرمایا -

قیاس چاہتا ہے کہ موجودہ حلیم و متین - رمز شناس روشن خیال والیسرائے نے اسباب مین قبل پیام دعوت جن لوگون سے کہ شورہ کی ضرورت سمجھی گئی ہوگی دریغ نکیا ہوگا خصوصاً کرنیل سردار محمد اسمعیل خان صاحب کی قبول دعوت مین تحریک ہو تو تعجب نہین اول پروگرام سیاحت مین مقام کلکتہ نہ تھا - امیر صاحب کی خواہش پر اسکا اضافہ کیا گیا - حضور والیسرائے نے کمال مسرت و فرط محبت کا اظہار کیا اور لکھا کہ چونکہ جناب والا اپنے ملک سے زاید دو ماہ جدا رہنا نہین پسند فرماتے - اور نیز یہ کہ بمبئی - کلکتہ سے زیادہ

خوشنما خوبصورت شہر ہے اسلیئے بمبئی کو کلکتہ پر ترجیح دیگئی تھی۔ اب چونکہ جناب کلکتہ بھی دیکھنا چاہتے ہین۔ ہماری تو یہ عین آرزو ہے کہ آگرہ کے بعد دوبارہ شرف ملاقات میسر ہو یہ نوازیاد محبت کی خاص نشانی ہے۔

غرضکہ امیر صاحب نے ابتدا سے دورہ حکومت لارڈ منٹو مین بخوشی خاطر عزم ہندوستان فرمایا۔ تعلیم یافتہ قوم کے دلون پر اپنے محبت و تہذیب و اخلاق کا نقش بٹھایا۔ اور خاطر و مدارات و مہمان نوازی سے محظوظ ہوکر برٹش میزبانان کی صداقت و الفت کا گہرا نقش اپنے دلپر لے گئے جبکا پتہ وقت روانگی ہر محبتی کے ہر کلمہ سے پایا جاتا تھا آخر مین صاف لفظون مین اوہنون نے اعتراف فرمایا کہ جس خلوص محبت و عنایت سے میری مہمانداری کی گئی اگر مین ہندوستان نہ آتا تو مجکو اس کا وہم و گمان بھی نہوتا۔ اس موقع پر ہم اپنے نیک نیت حلیم مزاج مدبر وائسرا ے کو مبارکباد دیئے بغیر باز نہین رہ سکتے اُنکے ساتھ سر ہنری میکموہن چیف کمشنر و مسٹر ڈابس ڈپٹی فارن سیکرٹری خاص طور پر مبارکباد کے مستحق ہین جنہون نے اپنے حسن خدمات سے ایسے معزز مہمان کے دل کو اسدرجہ خوش کیا کہ وہ بیچین ہوکر اظہار محبت پر مجبور ہوا۔

مسٹر مورلے نے لارڈ کرزن کی حکمت عملیون پر اعتراض کیا۔ افغانستان کے ساتھ جو رویہ لارڈ موصوف نے جایز رکھا۔ اوسکو مسٹر مورلے نے بہت نامناسب ثابت کیا۔ اور دکھا دیا کہ جو کچھہ بیچینی ہندوستان مین ہے یہ سب سابق وائسرا ے کی عنایت سے ہے۔

وزیر ہند نے فرمایا کہ امیر صاحب کی تشریف آوری پر نہ صرف ہمارے قلمرو مین نہایت دلچسپی ظاہر کی گئی بلکہ تمام ایشیا مین اسکا چرچا تھا۔ ہوم گورنمنٹ نے نواب گورنر جنرل ان کونسل ہند کو پہلے سے ہدایت کردی تہی کہ امیر صاحب کے ساتھ کسی پولٹیکل معاملہ پر گفتگو نہ کیجاوے اسکا یہ نتیجہ نکلا کہ ہمارے تعلقات امیر صاحب کے ساتھ نہایت

مضبوطی سے قایم ہو گئے یہ بات کسی عہد نامہ سے حاصل نہو سکتی تھی۔

امیر صاحب کی تقریر بعد واپسی ہند کا خلاصہ مسٹر مورلے نے بیان کیا "امیر صاحب نے فرمایا کہ گورنمنٹ کے افسران نے پولیٹکل معاملات کے متعلق کبھی ایک نقطہ نہین کہا وہ اپنے عہد پر قایم رہے۔ لیکن مین نے جب کبھی موقعہ دیکھا تو بالواسطہ طور پر کسی معاملات پر جو ملک و قوم کے فایدے کے تھے گفتگو کی لیکن فریق ثانی نے کبھی اسکا نامناسب فائدہ نہ اوٹھایا اور نہ اس معاملہ کا میرے سامنے ذکر کیا۔

لارڈ منٹو کا پیام دعوت ایسے مناسب الفاظ مین تھا کہ مجھے اسکے قبول کرنے مین تامل نہوا۔ جو پیام ہز اکسلنسی نے بھیجا وہ لارڈ کرزن سے مختلف تھا۔ جو پیام دعوت دہلی دربار کے موقعہ پر میرے پاس آیا تھا۔ مینے عزم مصمم کر لیا تھا کہ دہلی دربار کے موقعہ پر خواہ کچھ ہو ہر ایک خطرہ کو برداشت کرونگا۔ اور اگر ضرورت ہوئی۔ تو اپنی سلطنت اور اپنی جان کو بھی قربان کر دونگا۔ مگر اس دعوت کو ہرگز قبول نہ کرونگا جو مجھے دہلی دربار مین شامل ہونے کے لئے دی گئی ہے

مسٹر مورلے نے کہا کہ ان معاملات پر بحث کرنا بڑی سنجیدہ بات ہے لیکن مجھے یہ اطمینان ہے کہ اسکے بعد گورنر جنرل ہند کو ہوم گورنمنٹ نے جس حکمت عملی پر عمل کرنے کی ہدایت کی تھی۔ اب تک اسکا نتیجہ نہایت اطمینان بخش ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ لارڈ کرزن نے افغانستان کے ساتھ تعلقات نازک کر دئے تھے اور غالباً تحکمانہ پیام دعوت بھیجکر امیر صاحب کو نارضامند کر لیا تھا۔ یہ امر انگلستان کے مسئلہ سرحدی پالیسی کے خلاف تھا۔ یہ امر کس قدر اطمینان بخش ہے کہ مسٹر مورلے اور لارڈ منٹو۔ لارڈ کرزن کی حکمت عملیون کے خلاف ہین۔

نقل وحرکت اعلیٰ حضرت ہزمجسٹی امیر افغانستان

۲ جنوری ۱۹۰۷ء - آج ہز مجسٹی امیر صاحب رونق افروز لنڈی کوتل ہوئے - یہ مقام پشاور سے تیس ۳۰ میل کے فاصلہ پر پہاڑون کے درمیان ایک وسیع میدان مین واقع ہے - اعلیحضرت کے استقبال کے لئے سر ہنری میکموہن اور اونکا پولٹکل اسٹاف میجر روس کیپل پولیٹکل افسر خیبر اور اونکا ملٹری اسٹاف اور سوارون کا اسپورٹ نو بجے سے قبل لنڈی کوتل سے روانہ ہوکر حد افغانستان وہندوستان پر جا ٹھیرا یہی مقام ہے جہان دونون سلطنتین ملتی ہین -

اول امیر صاحب کی پلٹن ہمراہی آئی - منتظرین کو خیال گذرا کہ شاید خود بدولت امیر حسب صاحب ہین - مگر فوراً معلوم ہوگیا کہ یہ فوج ہراول ہے - اسکے بعد ایک دوسرا دستہ آیا - تیسرا دستہ سوارونکا جسکی نگرانی مین مہمانون کا اسباب تھا - چوتھے ہاتھیون کی قطار - پانچوان دستہ کے ساتھ خزانہ شاہی - چھٹا میدانی ہسپتال کا سامان - ساتوان گھوڑون کی ایک لمبی قطار کا دستہ - آٹھوین دستہ مین خود بدولت اعلیحضرت نہایت آہستہ آرہے تھے - سر ہنری میکموہن نے آگے بڑھکر سلام ومزاج پرسی کی رسم ادا کی اور وایسرائے کی طرف سے خوش آمدید کہا ایک لمحہ توقف کے بعد سب خیبر کی طرف روانہ ہوئے اور بڑی شان تجمل سے سرحد مین داخل ہوئے - امیر صاحب فوجی لباس وخاکی وردی مین تھے طپش آفتاب سے بچنے کے لئے انگریزی وضع کی ٹوپی زیب فرق مبارک تھی جسکو دھوپ کے وقت آپ اکثر استعمال فرماتے ہین - کیمپ کے نزدیک پہونچکر داخل خیمہ ہوئے سر ہنری میکموہن نے اپنے پولیٹکل اسٹاف کے ممبران میجر ڈاکٹر برڈ - میجر بروک - کپتان ریجر نے - لفٹنٹ فیلڈ - مسٹر ڈابس کو امیر صاحب کے سامنے پیش کیا - آپ ہر ایک سے بخندہ جبین ملے ڈاکٹر برڈ سے شفقت کے پیرایہ مین گفتگو کی - اور فرمایا کہ مین دوست کو کبھی نہین بھولتا - اسکی وجہ یہ ہے کہ میجر برڈ متعینہ گورنمنٹ امیر صاحب کے

علاج کی غرض سے کابل بھیجے گئے تھے۔ میجر بروک نے کمانڈر انچیف کی طرف سے مبارکباد دی اسپر امیر صاحب نے فرمایا کہ کمانڈر انچیف صاحب کو لکھدو کہ سیاحت ہند سے جو مجکو مسرت ہے اوسکا بڑا سبب یہ ہے کہ میں اپنے دوستوں میں ہوں۔ مسٹر ڈابس سے جو ڈین مشن کے ہمراہ کابل گئے تھے امیر صاحب نے بہت تلطف آمیز باتیں کین اسکے بعد درہ خیبر کے پولٹیکل افسر میجر راس کیپل پیش ہوئے۔ اونہون نے اپنے ملٹری اسٹاف کے ممبران کو پیش کیا امیر صاحب ہر ایک سے نہایت بشاشت و گرمجوشی سے پیش آئے۔ اسی دوران مین سر ہنری نے حضور ملک معظم قیصر ہند کا ٹیلیگرام پیش کیا۔ اعلیحضرت نے لفافہ کو چاک کرکے اپنے سکرٹری کے حوالہ کیا جسمین امیر صاحب کو لقب ہز مجسٹی سے مخاطب کیا تھا اور مضمون یہ تھا۔

"آپکی سیاحت سے مجھے کمال مسرت ہوئی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یور مجسٹی اور میری گورمنٹ کے تعلقات دوستانہ ہین۔ مین امید کرتا ہون کہ یہ سیاحت آپکو سلطنت کے گرانبار بوجہ سے محفوظ رکھے گی۔ یہ تار سنکر امیر صاحب کو بیحد خوشی ہوئی سر ہنری میکموہن اور امیر صاحب فارسی مین گفتگو کرتے رہے۔ درمیان گفتگو کبھی کبھی انگریزی زبان مین بھی باتین ہوجاتی تھین۔

خیمہ مین پہونچنے کے تھوڑی دیر بعد امیر صاحب نے میجر برڈ کو شرف ملازمت بخشا سر ہنری نے سرکاری طور پر وایسرائے کیطرف سے خوش آمدید کہا اور وایسرائے کا پرائوٹ خط امیر صاحب کے سامنے پیش کیا۔ چار بجے امیر صاحب نے سارے کیمپ کی سیر فرمائی اور بغیر تار کی تار برقی کو ملاحظہ فرمایا۔ اہلکاردن سے اسکے متعلق متعدد سوال کئے جنکے جواب دینے مین وہ لوگ کسیقدر عاجز رہے۔

نئی چیز جو اس مقام پر طلب فرمائی وہ پان تھا۔ مہمانداروں مین سے اسکا کسیکو وہم وگمان بھی نہ تھا مگر اسکی بہت جلد تعمیل ہوئی۔

یہان ایک خاص واقعہ کا ذکر ضروری ہے۔ ورود لنڈی کوتل سے دو روز قبل کرنل سردار محمد اسمعیل خان صاحب سفیر کابل متعینہ ہند حضور مین بمقام ڈکہ طلب ہوئے تھے۔ اونکو جہان اور احکام ملے اونمین ایک ضروری حکم یہ بھی تھا کہ موقع دہلی بروز عید الضحیٰ قربانی کے لئے انتظام دو سو بکرون کا کیا جاوے۔ اس حکم کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ ہم اپنے سیاحت ہند مین کسی کو آزردہ کرنا نہین چاہتے قربانی گائے سے اصلی باشندگان ہند کو رنج پہونچے گا۔ اور یہ امر شرط مروت و اقتضائے انسانیت سے بعید ہے چونکہ ہماری شریعت بھی ہمکو اجازت دیتی ہے کہ حلال جانورون مین جس جانور کو چاہین قربانی کے لئے اختیار کرین اسصورت مین ہم قربانی گاے کو غیر ضروری سمجھتے ہین ہمارا مذہب گائے کی قربانی پر ہمکو مجبور نہین کرتا۔

چنانچہ ہمنے حسب ہدایت سفیر صاحب فوراً مرزا محمد اکبر علیخان ممبر کمیٹی انتظامی کو تحریر کیا کہ وہ دو سو بکرے موقع عید الضحیٰ پر موجود رکھین۔ شب کو لنڈی کوتل مین قیام ہوا۔

۳ جنوری ۱۹۰۷ء ہز مجسٹی امیر صاحب نے خیبر کے راستے سے پشاور کو کوچ فرمایا۔ لنڈی کوتل جہان مہمانون نے شب کو قیام کیا تھا وہ اور پہاڑ و چٹانین۔ برف کی اونچی چوٹیان۔ درے اُنہون نے پیچھے چھوڑے اور ہندوستانکا ایک وسیع میدان سامنے آگیا ہندوستان مین خیبر سے بڑہکر آیندہ دو ماہ کے عرصے مین کوئی اس قسم کا سفر نہوگا۔ امیر راستہ مین خیبر کے ہر حصہ کو نظر غور سے ملاحظہ کرتے ہوئے اور تجسس کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے۔ سوالات بہت ہی تلاش کنندہ کرتے ہوئے جارہے تھے۔ لنڈی کوتل سے جمرود تک برابر راستہ مین چوکیان قایم تھین۔ پچاس پچاس قدم پر پہرے لگے ہوئے تھے۔ آفریدی فوجین جا بجا سر راہ اشتیاق دید مین بیٹھی ہوئی تھین قریب ایک بجے کے جمرود پہونچے۔ جو مسافر پہلی دفعہ خیبر مین سے گذرے گا وسکو

تحیر ہوجاے گا۔ دلکش نظارون کے اعتبار سے نہین بلکہ ایک فوجی اہمیت کے لحاظ سے ایک قابل قدر درہ ہے۔ جغرافی طور پر یہ ایک میدان مرتفع ہے جو وادی کی شان لئے ہوئے ہے جسکی دونون طرفین بلند دشوار گذار پہاڑون سے محصور ہین۔ یہ آفریدی قومون کا مرکز ہے۔ داہین ناہموار ہین۔ چند سو قدم فاصلہ پر کی چیزون کا نظر آنا محال ہے۔ لنڈی کوتل سے جمرود تک جسکا فاصلہ بیس میل ہے یہی حالت نظر آتی ہے۔ جمرود پہونچکر پہاڑون کا سلسلہ ایک پختہ دیوار پر آکر ختم ہوجاتا ہے۔

لنڈی کوتل سے پانچ بجے صبح افغانی پیدل فوج چھ بجے سوار۔ اور نو بجے خود اعلیحضرت روانہ ہوئے چلنے والا جلوس میلون تک پھیلا ہوا تھا معلوم ہوتا تھا گویا کہ کل افغانستان ہندوستان پر چڑھ آیا ہے۔ ہاتھی۔ اونٹ۔ گھوڑے اور سپاہیون کے چلنے سے جو خاک اوڑتی تھی وہ اونکی تعداد کو کئی حصے بڑہاتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ اسی شان سے جمرود پہونچے یہان مہمانون نے دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔

یہان وائسرائے کا ٹیلیگرام ملا جسکا مضمون یہ تھا۔ مین یہ سنکر خوش ہوا ہون کہ یور مجسٹی سرحد کو عبور کرآئے ہندوستان مین قدم رنجہ فرمانے پر مین آپکو دل سے خوش آمدید کہتا ہون۔ منٹو۔

اعلیحضرت نے یہ جواب دیا۔ عالیشان برٹش گورنمنٹ کی سرحد کو گذر کر مین انگریزی علاقہ مین داخل ہوگیا ہون سرحدی افسران نے اپنے فرایض نہایت عمدگی سے ادا کئے یور ایکسلنسی کی سپاس گذاری کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون۔ سراج الملۃ والدین

میجر مرسے جنکے سپرد نارتھ ویسٹرن ریلوے پر مہمانون کے سفر کا انتظام تھا۔ انہون نے چار اسپیشل ٹرین تیار رکھی تھین۔ ایک امیر صاحب کے واسطے

ایک مصاحبون اور باوقار افسرون کے لیئے ایک عہدہ داران فوجی وہمراہیون کے واسطے۔ اور ایک سپاہیون کے لیئے۔ مگر امیر صاحب نے حکم دیاکہ اونکے سوار وتمام اسباب باربرداری کے نگران اور سوبجر اپنا بقیہ سفر سڑک کے راستہ سے ختم کرین لہذا دو اسپیشل ٹرین کافی ہوگیئین۔

اعلیحضرت کو یہ پہلا موقعہ ریل کے سفر کا تھا۔ ٹرین وقت سے آدہ گھنٹہ بعد چلی روانگی مین جو توقف ہوا اوسکا بدل یہ کیاکہ بجاے چالیس[۴۰] منٹ کے بتیس[۳۲] منٹ مین جمرود سے پشاور تک راستہ ختم کیاگیا۔ اس سے طبیعت پر کچھ گرانی ہوئی مگر آپ کے مضبوط دل نے اس قابل بنادیاکہ کوئی کمزوری کا احساس نکرسکے تمام رسومات اپنی آمد کے متعلق پوری کین اور آپ فرودگاہ مین بخیر وخوبی رونق افروز ہوئے۔

اسٹیشن پر ٹرین پہونچنے سے پہلے سرحدی صوبہ کے تمام افسر فل ڈریس مین اپنے باوقار مہمان کو خوش آمدید کہنے اور رسم استقبال بجالانے کے لیئے حاضر تھے مشکل سے ٹرین رکی تھی کہ امیر کا ملٹری اسٹاف باہر کو دپڑا اونکے فوجی افسر جو کالی یونیفارم پہنے اور سنہری پٹیان وسونے کی زنجیرین سینہ پر لگائے تھے اور سول سرداران افغانی فراک کوٹ وسفید کالر زیب کیئے ہوئے مشکل سے یوروپین مین سے تمیز کیئے جاتے اگر اونکا گندمی چہرہ اور گول ٹوپیان نہوتین۔ اس کے بعد سر ہنری میکموہن معہ اپنے اسٹاف کے سنہری پولٹیکل یونیفارم پہنے ہوئے اوترے ہزمجسٹی امیر کو اوترنے مین اُنہون نے مدد دی۔ ہزمجسٹی کے سامنے سر ہرلڈ ڈین چیف کمشنر سرحدی صوبہ کو پیش کیا۔ جنہون نے نہایت جوش وخوش دلی سے پشتو مین عرض کیاکہ مین یور مجسٹی کو اپنے صوبہ کے دارالحکومت کے رونق افروز ہونے پر خوش آمدید کہتا ہون۔ جسکے جواب مین امیر صاحب نے ارشاد کیاکہ مین پشاور آنے اور اپنے دوستون مین ہونے سے بیحد خوش ہون۔

چیف کمشنر کے اسٹاف کے لوگ پیش کئے گئے اور ہر ایک سے امیر صاحب نے بے تکلفی سے ہاتھ ملایا مسٹر گرانٹ سیکرٹری چیف کمشنر کو آپ نے فوراً پہچان لیا کیونکہ وہ ڈین مشن کے ہمراہ کابل گئے تھے۔

سر ایڈورڈ ڈیبرو کمانڈنگ افیسر پشاور پیش ہوئے جنہون نے اپنے اسٹاف کو پیش کیا۔ ہر ایک سے ہز مجسٹی امیر نے ہاتھ ملایا سب کے بعد گارڈ آف آنر کا ملاحظہ فرمایا۔ اور مسٹر ایڈورڈ ڈیبرو سے فرمایا کہ اس عمدہ رسالہ کے دیکھنے سے جو میری پیشوائی کے لئے حاضر ہوا ہے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اب توپین سلامی کی چلنا شروع ہوئین اور بڑی شان وشوکت سے ہزارہا آدمیون کے درمیان ہوتے ہوئے شاہی مہمان خانہ مین پہونچے۔ تھوڑی دیر کے بعد مسٹر گرانٹ سیکرٹری گورنمنٹ۔ ہز مجسٹی کی مزاج پرسی و چیف کمشنر کی جانب سے بطریق احسن خوش آمدید کہنے اور اکیس ہزار روپیہ گیارہ کشتیون مین ہمراہ لیکر حاضر ہوئے جو ضیافت و نذر کے طور پر پیش کیا گیا جسکو اعلیحضرت نے قبول فرمایا بعدہ لفٹننٹ جنرل کمانڈر پشاور ڈویژن شرفیاب ہوئے پھر آرام فرمایا ۴ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء۔ مسٹر گرانٹ نے حاضر ہو کر چیف کمشنر کیطرف سے عرض کیا کہ مجھے امید ہے کہ سفر یور مجسٹی نے آرام سے طے فرمایا ہوگا۔ جواب مین ارشاد کیا کہ میرا سفر دشوار تھا خدا نے کچھ اسی مین بہتری سمجھی ہے کہ ہمارے دونون ملکون کو بہت رکاوٹون کے ساتھ ملایا ہے۔ بہرحال جو کچھ کہ انسانی قوتین سفر کو آرام دہ بنانے مین صرف کیجا سکتی تھین وہ سب کیگئین۔

ہز مجسٹی امیر کی بات چیت کا طریقہ میزبانون کے ساتھ سادہ اور بے تصنع ہوتا ہے وہ اخلاق برتتے ہین مصنوعی باتون سے پرہیز فرماتے ہین مسٹر گرانٹ نے عرض کیا کہ مجھے امید ہے کہ اعلیحضرت شاہی مہمان خانہ مین راحت سے بسر فرمائینگے

اور اگر کسی بات کی کمی اون شاہی آسایشون مین ہوجاسے جنکے یورمجسٹی عادی ہین تو امید ہے کہ اعلیحضرت باین خیال کہ پشاور سلطنت ہند کا بیرونی سرحدی حصہ ہے اور دشوار گزار سرحدی کونہ پر واقع ہے معاف فرمائینگے۔ ہماری مقامی کوششون کا جہانتک امکان تھا ہمنے اوسمین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا۔

اعلیحضرت امیر نے نہایت خندہ جبینی و مسرت سے فرمایا کہ مین بالکل آرام و اطمینان سے ہون یہ گفتگو فارسی مین شروع ہوئی۔ پشتو مین جاری رہی۔ انگریزی مین ختم ہوئی۔ مسٹر گرانٹ نے ہز مجسٹی امیر کی انگریزی کی تعریف کی اسپر ہز مجسٹی امیر نے فرمایا کہ مین انگریزی اچھی نہین بولتا ہین اسکا کبھی باقاعدہ مطالعہ بھی نہین کیا۔ مجھے بہت کم موقع انگریزی کی مشق کے پیش آئے۔ پشاور کے اعلی عہدہ داران سے عمدہ اخلاق کے ساتھ باتین کین مگر اوسکے ساتھ متانت کا پہلو قایم رکھا اونھون نے ہر طریقہ سے اس بات کا یقین دلادیا کہ شاہانہ۔ تہذیب سخن فہمی اور دانشمندی اونمین اعلی پایہ کی ہے۔

آج جمعہ کا دن ہے اعلیحضرت شاہی تزک و احتشام سے جامع مسجد روانہ ہوسے اہل پشاور نے تمام کاروبار بند کردے تھے جسکو جہان جگہہ ملتی تھی مشتاقانہ منتظر کھڑا ہوا تھا۔ پشاوریون نے اظہار عقیدت مین کوئی امر فرو گذاشت نہین کیا۔ خوش آمدید کے نعرون سے ہوا مین گونج پیدا ہوگئی تھی ہر ایک نے اپنے جذبات کا اظہار پورے طور پر کیا۔ اعلیحضرت برابر دہنے ہاتھ سے سلام لیتے جاتے تھے اور جب تک مسجد مین نہ پہونچ گئے اس ہاتھ نے آرام نہ پایا۔ خود امام بنے اور دس ہزار روپیہ مرمت مسجد کے لئے عطا فرمایا۔ سنا کہ میان کریم بخش سے جنکا شمار پشاور کے بڑے دولتمندون مین ہے اور مہمانداری کے انتظام مین تھے ناخوشی کے لہجہ مین فرمایا کہ جہان مسلمانون کی تعداد ہندوؤن سے بدرجہا زیادہ ہے

اور مسلمان صاحب ثروت و متمول بھی ہوں اور ہم مسجد کی یہ حالت دیکھیں بڑے
شرم کی بات ہے اس ناخوشی کی نسبت فقیر صاحب وانکے اعزا نے شہرت دی
کہ یہ امر انہیں کی تحریک معنوی کا نتیجہ تھا۔ خدا جانے اصلیت کیا تھی مگر اسمیں شک
نہیں کہ اسکے بعد سے میاں کریم بخش کے مزاج میں صلاحیت آگئی اور فقیر صاحب
کی پشاور میں دہاک بندہ گئی۔

سپہر کے وقت ہز مجسٹی امیر نے پولو کا ملاحظہ فرمایا۔ ہز مجسٹی نے یورپین
حکام سے اسکے متعلق اظہار پسندیدگی کیا گفتگو حکام سے ہوتے ہوتے کلام
کا سلسلہ یورپین لیڈیوں تک پہونچا۔ ان سے بہت اخلاق و تہذیب سے
باتیں کیں۔ سرداران افغانی نے بھی اپنے پادشاہ کی خوشدلی کی تقلید کی۔ دکن
ریویو نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۷ء میں تحریر ہے کہ پولو کا کھیل ایران سے نکلا ہے سن عیسوی سے
کئی سو برس پہلے اسکے رواج کا پتہ لگتا ہے پولو کے قدیم ایران میں رائج ہونے
پر ایک نہایت عمدہ مضمون شمس العلما دستور رتن پشتوتن سنجانا نے لکھا ہے۔

آج شب کو چیف کمشنر نے گورنمنٹ ہوس میں ایک مکلف ڈنر دیا۔ مہمان وقت
مقررہ پر پہونچے۔ سر ہرلڈ دین مراسم استقبال بجالا کے ملاقات کے کمرے میں
لائے۔ دیگر مہمان پہلے جمع ہو چکے تھے باواز بلند کہا گیا کہ حضرات ہز مجسٹی امیر
افغانستان تشریف لائے یہ سنکر سب نے مراسم ادب ادا کئے۔ اسکے بعد سر ڈین
ہز مجسٹی امیر کو اور مسٹر گرانٹ سرداران افغانی کو اپنے ساتھ کھانے کی میز پر لے گئے
یورپین لیڈیاں پس پردہ یہ کیفیت دیکھ رہی تھیں۔ کھانا مغربی طریقہ پر تھا۔ امیر صاحب
نے اس بے تکلفی سے کھایا کہ گویا وہ اسکے عادی ہیں۔ یورپین تہذیب کے موافق
دوران کھانے میں ہز مجسٹی۔ سر ہرلڈ ڈین و سر ہنری مکموہن سے گفتگو کرتے جاتے
تھے۔ بعد فراغت مذاق ہوتا رہا۔ پھر سر ہرلڈ دین اٹھے اول قیصر کا جام صحت

اوسکے بعد بہنایت خوشی وفخر سے ہزمجسٹی امیر افغانستان کا جام صحت تجویز کر کے
بیان کیا کہ مین اس صوبہ مین والیسرا ے کے نائب ہونے کی حیثیت سے ہزمجسٹی
کو خوش آمدید کہتا ہون اور دعا کرتا ہون کہ ہندوستان مین اونکی سیاحت ہر طرح سے
اونکے لیے مبارک ہو پھر ہزمجسٹی امیر اوٹھے اور فارسی مین فرمایا - سر ہرلڈ ڈین مین
آپکے لطف آمیز خیالات کا شکریہ ادا کرتا ہون اور حضرات آپ کے جام صحت نوش
کرنے پر مین آپ صاحبون کا مشکور ہون - آپ صاحبون کو انگریزی مین مخاطب
نہ کرسکنے کا مجھے افسوس ہے - مگر مجھے امید ہے کہ جو مین فارسی مین کہہ رہا ہون اوسے
آپ لوگ سمجھتے ہین مین اپنے دوست والیسراے کی دعوت پر سیاحت سے
بہت خوش ہون - مجھے ہندوستان مین قدم رکھتے ہی معلوم ہو گیا کہ مین اپنے دوستون
مین ہون - مجھے اس ملک سے بے انتہا دلچسپی ہے مین اس دور دراز سیاحت کا
اندازہ مسرت سے کرتا ہون جسکی ابتدا پشاور مین اس خوبی سے شروع ہوئی ہے
اس شاہانہ خیالات کے اظہار پر بیشمار چیرز دیے گئے - سر ہنری میکموہن نے ہزمجسٹی
امیر کی تقریر کا ترجمہ انگریزی مین سنایا - پھر سب حاضرین ملاقاتی کمرے مین
آئے سگار و سگرٹ کا شغل ہوا - ہزمجسٹی امیر و سرداران افغانی - انگریزی مہمانون سے
بے تکلفانہ و محبتانہ خوش گپیان کرتے رہے آدھی رات تک یہ صحبت رہی -
۵ جنوری ۱۹۰۷ء - آج ہزمجسٹی امیر نے چھاونی کی سیر فرمائی پشاور کی چھاونی ہندوستان
مین بہت بڑی اور بے انتہا نفیس ہے - دوران سیر چھاونی مین امیر کی گاڑی
ایک جگہہ دفعتہً رکی - سر ہنری میکموہن سے دریافت کیا کہ یہ کیا جگہہ ہے اُنہون
نے عرض کیا کہ یہ بلیک واچ پلٹن کی لین ہے - امیر صاحب نے فرمایا کہ کیا مین اندر
جاسکتا ہون - عرض کیا کہ بالکل اعتراض نہین - لیکن ہزمجسٹی کے استقبال کے
لیئے کوئی تیاری نہین - ہزمجسٹی نے فرمایا کہ مین کسی قسم کی تیاری نہین چاہتا - صرف

اس مقام کو دیکھنا چاہتا ہون جس حالت مین کہ یہ ہمیشہ رہتا ہے - اپنے لین کا اچھی طرح ملاحظہ کیا اور عصر کی نماز وہین ادا فرمائی نماز کے بعد آپ نے ایک سپاہی کو دیکھا کہ جو چوگان ہاتھ مین لئے جا رہا تھا - چوگان بازی کی کیفیت دریافت کی جو سمجھائی گئی - اتنے مین ایک سارجنٹ کی بیوی نظر آئی امیر صاحب نے پوچھا کہ یہ کون ہے اسکا جواب ذرا تامل سے دیا گیا وہ عورت نہایت خوبصورت تھی تاہم ہز مجسٹی امیر کے حضور مین آنے کے لئے لباس سے آراستہ نہ تھی آپ نے اوس سے چند باتین کین لیڈی نے اپنے جنس کی عادت و تہذیب کے موافق بہت خوش اسلوبی سے گفتگو کی -

۶ جنوری ۱۹۰۷ء - آج تین بجے شام کے انجمن حمایت اسلام لاہور کا ڈیپوٹیشن امیر کے حضور مین پیش ہوا یہ خیر مقدم کا ڈیپوٹیشن تھا - امیر نے ہاتھ اوٹھاکر دعا مانگی کہ افغانستان کے لڑکے بھی اسی دار العلوم کیطرح اعلی تعلیم حاصل کرین اور انجمن اپنے مقاصد مین کامیاب ہو -

۷ جنوری ۱۹۰۷ء صبح کی چاء کے بعد ہز مجسٹی پشاور سے روانہ ہوئے - گیارہ بجے دن کے نوشہرہ پہونچے جو اس زمانہ مین ایک مہتم بالشان ترقی پذیر چھاونی ہے جیسے ہی ٹرین نوشہرہ اسٹیشن کے باہر استادہ ہوئی اعلیحضرت نے ایک پورے بریگیڈ کو حاضر پایا - اور گرد اوسکا معائنہ فرمایا - شاہی سلامی سر ہوتے اور فوج کی بے عیب نقل و حرکت دیکھکر نہایت خوش ہوئے جنرل ڈلاکس کو طلب فرماکر سپاہیون کی مستعدی - سرگرمی پر مبارکباد دی -

دوسری مرتبہ ٹرین اٹک پر ٹھہری - ٹرین سے نکل کر ہز مجسٹی امیر تیز قدمی سے پل کی طرف روانہ ہوئے - پل کی محراب سے گزرکر اوس آہنی شہتیر کے آخری سرے پر جا کھڑے ہوئے جو بمشکل تین فیٹ چوڑا ہے - اور کسی قسم کا

جنگلہ نصب ہین۔ نکوئی اور صورت حفاظت ہے مزید برآن اوسکا آہنی زیرین حصہ میخون وقابلون سے پٹا ہوا سطح دریا سے سو فیٹ سے بھی زیادہ بلندی پر واقع ہے۔ اوسوقت یورپین و افغانی رفقا کی حیرت و اضطراب کی کوئی انتہا نہ رہی لیکن کوئی متنفس مداخلت کی جرات نہ کرسکتا تھا۔ پھر وہ جگہہ چھوڑکر اگلی محراب کے آہنی شہتیر پر روانہ ہوئے جس خطرناک حالت مین ہز مجسٹی امیر استادہ تھے اسے تبدیل کئے بغیر سر ہنری میکموہن سے گفتگو مین مصروف ہوگئے۔ اور اسکے بعد ہی بخیر و عافیت گاڑی مین تشریف لے آئے۔

تیسری مرتبہ ہز مجسٹی کی اسپیشل ٹرین سہ پہر کو راولپنڈی مین ٹھیری کمانڈنگ راولپنڈی ڈویزن اور اونکے اسٹاف نے استقبال کیا۔ باقاعدہ ریویو کے ساتھ سپاہ نے مارچ پاسٹ کیا جسکو امیر نے نہایت شوق سے ملاحظہ فرمایا۔ توپخانہ دیکھا۔ پھر چاء پی ہز مجسٹی نے سپاہ راولپنڈی کی معمول سے زیادہ تعریف کی۔

چوتھی مرتبہ مندرا کے اسٹیشن پر ٹرین رکی اور مغرب کی نماز ادا کی یہان اعلیحضرت امیر کی خواہش پر تماشائیون مین سے کچھہ غریب مسلمان بھی جماعت نمازین شامل ہوئے۔

۸ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء سرہند سے ایکسو میل کے فاصلہ پر علی الصباح کھڑکی سے امیر نے دیکھا تو آسمان کو ابر آلود اور زمین کو بارش سے تر پایا اسوقت خفیف ترشح ہو رہا تھا۔ جب ٹرین سرہند کے اسٹیشن پر پہونچی تو آفتاب نکل آیا تھا ریاست پٹیالہ کیطرف سے ہز مجسٹی کی مہمانداری کے لیے شاہانہ اہتمام کیا گیا تھا۔ اس جگہہ تشریف آوری کی وجہ مزار حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رح پر فاتحہ خوانی تھی۔ اعلیحضرت کو یہان صرف بارہ گھنٹے قیام فرمانا تھا ہند و ریاست نے مسلمان بادشاہ کی خاطر و مدارات مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا ہز مجسٹی امیر نے بھی اسیر اظہار مسرت

فرمایا اہلکاران مین ایک صاحب ساکن دہلی تھے جنسے اعلیحضرت نے اپنے
اوس خیال کا اظہار فرمایا جو نسبت قربانی کے موقع عید الضحیٰ پر پہلے سے
قایم کر لیا تھا امیر چند گھنٹوں کی استراحت کے بعد باہر تشریف لائے تو موٹو ریلوے کا
معائنہ غور سے کیا جسکی لین بچتہ سڑک کی کچی پٹری پر نکالی گئی تھی۔ ٹرین مین پٹیالہ فوجی
باربرداری کے خچر جتے ہوئے تھے۔ ان مین ایک نہایت شاندار موٹو گاڑی تھی
جو ریاست نے اسی موقع کے لئے تیار کرائی تھی جسمین توپخانے کے گھوڑے
جتے ہوئے تھے تاکہ ہز مجسٹی اسپر سوار ہوکر زیارتگاہ تک دو میل کا فاصلہ طے فرمائین
لیکن اعلیحضرت نے لینڈو مین مقبرہ تک جانا پسند فرمایا۔ ساڑھے چار بجے سوار
ہوئے اور قریب پانچ معہ اپنے سرداران و نیز منتظم مہمانداری کے مقبرہ پر پہونچے
اعلیحضرت داخل حجرہ ہوکر قریب پونے دو گھنٹہ کے اندر رہے پونے سات بجے
برآمد ہوئے متولی سے بہت سی باتین کین اور ایکہزار روپیہ عنایت فرمایا۔

ہز مجسٹی نے چھوٹی سی فارسی کتاب مین جسکی جلد مطلا تھی مندرجہ ذیل عبارت
پڑھی۔ واضح ہو کہ اس قبر مین فانی پیر شیخ احمد رح کی لاش مدفون ہے۔ شیخ احمد رح موصوف
خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کی اولاد سے تھے اور مجدد الف ثانی کے لقب سے مشہور
تھے۔ شیخ ممدوح کے آبا و اجداد ترک وطن کرکے عرب سے ترکستان آئے ان کے
دادا امام محمد رح خاندان مین پہلے شخص تھے جو سرہند مین قیام رکھکر یہین مدفون ہوئے
شیخ احمد رح غالباً سنہ ۹۹۳ ہجری عہد اکبری مین پیدا ہوئے۔ انکی شہرت دہلی تک
پہونچی امراء و ارکین ارادتمندانہ حاضر ہونے لگے لیکن جب انہون نے اکبر کے
خلاف فتویٰ دیا تو بادشاہ معہ اعیان سلطنت کے ان سے پھر گیا اور اہانت
کی گئی۔ عہد جہانگیری مین غیر ہمدردی نیز عزتی کا یہ نتیجہ ہوا کہ شاہی قیدی کی حیثیت
سے چھ ماہ تک قلعہ گوالیار مین محبوس رہے اور پھر کچھ عرصہ تک بادشاہ نے

ساتھ رکھا بعدۂ خلعت دیکر رخصت کیا۔ اس واقعہ کو جہانگیر نے اپنی تزک مین تحریر کیا ہے۔ تریسٹھ سال کی عمر مین اس جہان فانی سے رحلت فرمائی۔ اورنگ زیب کے بڑے شہزادہ شاہ عالم کی صاحبزادی نے مقبرہ بنوایا۔ اور ہر طرح کے سامان سے اراستہ کیا۔ سنہ ۱۱۲۲ ہجری مین بندا سکھہ نے اس مقبرہ کو لوٹا پھر سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین تاراج ہوا۔ اب ایک معمولی حالت مین ہے۔ متصل مقبرہ کے پرانا قلعہ وگوردوارہ ہے اس قلعہ مین گورو گوبند سنگھہ کے دو لڑکے فوت ہوگئے تھے اعلیحضرت نے گوروواره کو دوسو روپیہ عنایت کئے اور فرمایا کہ ما بدولت کابل کے گوروداره کا بھی خاص خیال رکھتے ہین۔

بعدۂ فرودگاه پر آکر نماز مغرب ادا کی۔ ۱۰ بجے شب کو اسپیشل ٹرین پر سوار ہوئے اہلکاران وکارپردازان ریاست جو پلیٹ فارم پر حاضر تھے اونکا سلام بخندہ جبینی قبول فرمایا اور داخل سیلون ہوئے۔

۹ جنوری سنہ ۱۹۲۸ء صبح سات بجے ٹرین جلیسر روڈ پر پہونچی یہان صبح کی چائے پی۔ خفیف خفیف ترشح ہو رہا تھا۔ اسوجہ سے خود بدولت باہر نہ برآمد ہوئے مگر سرداران افغانی و برٹش افسران مین اکثر اوترے اونہون نے انتظامی خوبی پر اظہار مسرت کیا۔ قریب ۹ بجے دن کے ٹرین آگرہ جنکشن پر رکی جہان ہز مجسٹی و مہمانون و افسران ہمراہی نے تبدیل لباس کیا اور وقت سے ایک گھنٹہ بعد ٹرین آگرہ فورٹ پر پہونچ گئی ریلوے اسٹیشن پر۔ سر جے پی ہیوٹ لفٹننٹ گورنر ممالک متحدہ استقبال کے لئے معہ اپنے اسٹاف دہفتدہم نیزہ داران کے اسکورٹ و سرجان اسٹنلی چیف جسٹس سر الفرڈ گیسلی لفٹننٹ جنرل کمانڈنگ معہ اسٹاف و دیگر معزز برٹش افسران و یورپین لیڈیز و جنٹلمین و نیز چند ہندوستانی عمایدحاضر تھے۔ ریلوے اسٹیشن جھنڈیون و پہولون سے خوب آراستہ تھا

رائل بریگیڈ کا گارڈ آف آنر پلیٹ فارم پر سلامی کے لیئے موجود تھا - اول ٹرین سے برٹش افسران ہمراہی اوسکے بعد سرداران افغانی اوترے بعدہٗ خود بدولت ہز مجسٹی امیر افغانستان فوجی لباس مین برآمد ہوئے - سر جان ہیوٹ نے ممالک متحدہ مین رونق افروز ہونے پر خیر مقدم کیا - آپنے ہاتھ ملا کر خیر مقدم پر اظہار مسرت فرمایا - لفٹنٹ گورنر نے اول الفرڈ گیبلی اور پھر یکے با دیگرے افسران کو پیش کیا - پیش شدہ افسران کی نسبت آپنے متعدد سوالات کئے اور ہرایک سے ہاتھ ملایا - بعدہٗ گارڈ آف آنر کا معائنہ فرمایا - موسیقی نواز دستے نے افغانی فوجی ترانہ بجایا - اور شاہی سلامی دی اسکے ساتھہ ہی اسٹیشن کے مراسم کا خاتمہ ہوا -

اس کے باہر شاہی گاڑیان قطار باندھے تیار کھڑی تھین - تماشائیون کے علاوہ سپاہ بھی تھی جو پانچہزار گز کی مسافت مین دورویہ استادہ تھی - ہز مجسٹی امیر کا موسیقی نواز دستہ سواران بھی حاضر تھا جس نے دروازہ اسٹیشن پر پہونچتے ہی قومی ترانہ بجایا - اسکے عقب مین افغانی رسالہ باڈی گارڈ تھا - ابر گھرا ہوا تھا - نزول رحمت باری ہورہا تھا - ترشح نے کچھ بھیگی پیدا کر رکھی تھی باوصف اسکے سپاہ کے پیچھے تماشائیون کا اژدہام جلوس مین حد درجہ کی دلچسپی لے رہا تھا - ہزارہا آدمی دونون جانب کھلے مقامات پر استادہ - گھرون کی چھتون اور کھڑکیون سے نگران تھے اہل آگرہ نے بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا ریلوے اسٹیشن سے پریڈ تک دورویہ آدمی اشتیاق زیارت مین ہمہ تن چشم ہورہے تھے جہان اور جو موقع جسکو ملا تھا - اس منظر کا لطف اوٹھا رہا تھا - جلوس آہستہ آہستہ روان تھا ہر سمت سے نعرہ تحسین و آفرین بلند ہوتے تھے - جسکو ہز مجسٹی مسرت سے قبول فرمانے جاتے تھے - اہل ہنود آگرہ نے اپنے

خلوص عقیدت کے اظہار مین پہول برسائے ہر جگہہ آداب و تسلیمات بجا لائے
بتدریج بارش مین زیادتی ہو گئی جسکی وجہ سے مہمانون میزبانون و تماشائیون
مین بے لطفی ہو گئی - ہز مجسٹی نے ہز آنر لفٹننٹ گورنر سے مخاطب ہو کر فرمایا
کہ کابل مین بارش عمدہ شگون ہے - عرض کیا گیا کہ اجازت ہو تو گاڑی کا ٹپ چڑھوا
دیا جاے یا حضور اوورکوٹ زیب جسم مبارک فرمائین - فرمایا کہ شیوہ مردانگی
و مروتسنا کے خلاف ہے کہ سپاہ بہیگے اور مین آسایش چاہون - ہجوم تماشائیان
جو محض میرے اشتیاق مین تکلیف اوٹھا رہا ہے اوسکا خیال بھی مجھے ضرور
چاہیے - آپکی سپاہیانہ طبیعت نے موسم کی مطلق پروا نکی - تمام راستہ نظارون
کی دلچسپی لیتے رہے - کیمپ پہونچنے پر برٹش گارڈ آف آنر نے سلامی دی اکتیس
توپون کی سلامی بہی سر ہوئی - سر لوئی ڈین معہ ممبران وایسریگل اسٹاف کے انتظار
کر رہے تھے - جنسے امیر نے نہایت تپاک سے ملاقات فرمائی اور دوستانہ اخلاق
کا اظہار کیا - اکیس ہزار روپیہ بطور ضیافت حضور مین ہز مجسٹی کے پیش کیا گیا - ہز مجسٹی
نے ہز اکسلنسی وایسراے کو خوبی انتظامات کے بارہ مین تحریری اظہار مسرت
کیا - جب سر الفرڈ گیسلی رخصت ہونے لگے تو آپنے فرمایا کہ مین خود سپاہی
ہون تمہین اور سپاہ کو جو تکلیف ہوئی اوسکی نہایت قدر کرتا ہون اور اوسکے
رویہ کی تعریف کرتا ہون - ہز مجسٹی اون خیمون مین رونق افروز ہوئے جو آپکے
واسطے ہر قسم کی زیب و زینت سے آراستہ کئے گئے تہے - کیمپ کی خوبی و
خوشنمائی قابل دید و ہر طرح لایق تعریف تہی - بعدہ حکام انگریزی رخصت ہوئے
سر الفرڈ گیسلی نے کمانڈ آڈر خاص طور پر شایع کیا تہا ہز مجسٹی امیر نے
جنرل کمانڈنگ ایسٹرن کمانڈ کو ہدایت کی ہے کہ یہ بذیر ظاہر کرین کہ ہز مجسٹی
کے آمد کے اعزاز مین افسوس ہے کہ سپاہ بارش سے بہیگی - ہز مجسٹی سپاہیانہ

طریقہ کی قدر دانی مین یہ ظاہر فرمانا چاہتے ہین - چونکہ سیاہ اُور کوٹ پہنے ہوئے نہ تھے اسلئے ہز مجسٹی نے بھی بارش مین اورکوٹ نہ پہنا "آج کی تاریخ کے واقعات مین روشنی کا واقعہ قابل تذکرہ ہے - روشنی کے لئے کیمپ مین بجلی کا انجن قایم ہوا تھا - بوجہ بارش و نیز نئے ہونے کے سبب سے یکایک خراب ہوکر تمام کیمپ مین اندھیرا ہوگیا ہز مجسٹی نے منتظمان مین سے مرزا منظور علیخان کو طلب فرما کر روشنی کے گل ہونے کی کیفیت دریافت فرمائی - جو اصلی واقعہ تھا وہ عرض کیا گیا اور لیمپ وغیرہ کا فی الفور انتظام ہوا تھوڑی دیر مین انجن درست ہوگیا اور برقی روشنی بھی ہوگئی - اسپر طرح طرح کی افواہین اور لغو شہرتین شہر مین پھیلین جو بالکل بے اصل تھین - بعض اخبارون نے بھی غلط افواہ کا اتباع کیا -

۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء ہز مجسٹی نے آج ہز اکسلنسی وایسرا سے ملاقات فرمائی گو آپنے مشرقی فرمانرواؤن کی طرح تکلفات سے کام نہین لیا محض سپاہیانہ لباس مین تشریف لائے - مگر جلوس کی شان و شوکت شاہانہ تھی ہز اکسلنسی وایسرا نے عین وقت پر سر لوی ڈین فارن سیکرٹری کے ہمراہی مین چند ممبران و اسکورٹ رسالہ کو ہز مجسٹی امیر کے حضور مین پیشوائی کے لئے بھیجا - خیمہ کے دروازہ پر افغان سرداران نے نہایت متانت و سنجیدگی سے ان سے ملاقات کی اور باقاعدہ ہز مجسٹی امیر کے حضور مین پیش کرنے کے لئے لے گئے - اوسکے بعد جلوس (پروسیشن) شروع ہوا - راستہ مین دونون کنارون پر جو لوگ استادہ تھے - ہز مجسٹی نہایت مسرت سے اونکا سلام لیتے ہوئے کیمپ وایسرا تک پہونچے - درباری خیمہ کے دروازہ پر لارڈ منٹو گورنر جنرل استادہ تھے جنھون نے خلوص محبت سے مہمان

محترم کا خیر مقدم کیا۔ اپنے ساتھ خیمہ مین لے گئے جو نہایت پرتکلف شاہانہ طور سے آراستہ تھا۔ ہز مجسٹی امیر نے خدام دربار پر نگاہ ڈالی اور نہ کچھ خیمہ کی طرف توجہ فرمائی۔ ہز اکسلنسی سے باتین کرتے ہوئے ادن مطلا کرسیون پر دونون حکمران جاکر جلوہ افروز ہوئے جو ان کے لئے مخصوص تھین بعد معمولی رسومات کے اعلیحضرت نے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ اپنے سردارونکا آپ سے تعرف کراؤن۔ پھر باری باری افغانی سردارون کا تعرف کرایا گیا۔ بعدہٗ برٹش افسران مین سے ہر ایک آگے بڑھا اور ہز مجسٹی کو سلام کیا۔ اسکے بعد ترجمان کے ذریعہ سے گفتگو شروع ہوئی ایک سے دوسرے نے اپنے شوق و تمنا کا اظہار کیا۔ سفر کی دلچسپی و انتظام کی خوبی کا تذکرہ مسرت و احسانمندی کے طریقہ سے ہوتا رہا۔ کلکتہ مین تشریف لانے پر وائسرائے نے بہت ہی خوشی کا اظہار کیا۔ اس اثنا مین چاء آئی۔ چاء نوشی کے درمیان مذاق و محبت کی باتین ہوتی رہین۔ وائسرائے نے بذریعہ ترجمان فرمایا کہ ہز مجسٹی کے ہندوستان داخل ہونے کی خبر سنکر شہنشاہ بہت خوش ہوئے ہین۔ اس اطلاع کا نہایت گرمجوشی سے ہز مجسٹی امیر نے شکریہ ادا کیا۔ بعدہٗ ہز اکسلنسی نے نہایت متانت و تہذیب سے کہا کہ مین آج شام کو ہز مجسٹی کے کیمپ مین بازدید کے لئے مشتاقانہ آؤن گا۔ جسپر ہز مجسٹی نے فرمایا کہ آپکی تشریف آوری میرے لئے مسرت کا باعث ہوگی۔ پھر ہز مجسٹی امیر و وائسرائے اوٹھے در خیمہ تک ہز اکسلنسی نے آپکو پہونچایا۔ ہاتھ ملاکر رخصت ہوئے۔ روانگی کے وقت ۳۱ توپون کی سلامی ہوئی۔

سہ پہر کی بازدید کے لئے وائسرائے کیمپ ہز مجسٹی مین تشریف لے گئے اعلیحضرت نے بھی اپنے سرداران افغان کو وائسرائے کی خدمت مین پہلے سے

روانہ کیا تھا۔ در خیمہ تک والیسرائے کا حسبِ دستور مہمانی خود استقبال کیا۔ والیسرائے نے اپنے اسٹاف کو ہز مجسٹی سے انٹرڈیوس کرایا۔ پہر دوستانہ بات چیت کے بعد واپس ہوئے۔ شام کو والیسرائے نے شاہانہ گارڈن پارٹی دی جسمین قریب ایکہزار مہمانون کے مدعو تھے۔ حضور والیسرائے نے ہز مجسٹی کا استقبال کیا۔ لیڈی منٹو۔ لیڈی ایلیٹ کو انٹرڈیوس کرایا۔ والیسرائے نے فرمایا کہ میرا کنبہ بہت بڑا ہے۔ ہز مجسٹی امیر نے جواب دیا کہ وہ آدمی نہایت متبرک و خوش قسمت ہے جسکا کنبہ بڑا ہو۔ لیکن مسکرا کر کہا کہ نہ اس قدر جسکی تعداد بیسیون تک پہونچتی ہو۔

اسکے بعد والیان ریاست سے تعرف کرایا گیا۔ مگر آپنے انکی نسبت زیادہ دلچسپی نہین لی۔ بعض بعض سے گفتگو کی اونکے ملکی و تاریخی حالات بہی کچھہ بیان فرمائے۔ تہوڑی دیر چہل قدمی کے بعد ہز مجسٹی ایک خاص مقام پر حضور والیسرائے لیڈی منٹو و دیگر مہمانون کے ساتھ بیٹھ گئے اور سامان چاء وغیرہ حاضر کیا گیا۔ بڑے لطف سے یہ صحبت ختم ہوئی۔

---

۱۱ جنوری کو والیسرائے نے ہز مجسٹی کی دعوت کی۔ دعوت مین ہز مجسٹی کا جام صحت تجویز کرتے ہوئے والیسرائے نے فرمایا۔

"آج کی شب ہم ہمسایہ ملک کے لائق حکمران دوست کی رونق افروزی کا اعزاز کرین جسکا ملک معظم نے ہندوستان مین تشریف لانے پر خیر مقدم کیا ہے۔ ہز مجسٹی نے ہندوستان مین دعوت قبول فرمائی۔ جب وہ افغانستان معاودت کرینگے۔ تو انہین یقین ہو جائیگا کہ ہند مین انہون نے بہت سے دلی و خاص دوست پیدا کر لیے اور اپنی رعایا کی بہبودی کے لیے نیک خواہشین ساتھہ لیجائینگے" جواب مین ہز مجسٹی نے ارشاد کیا "مین اپنے مکان سے اپنے دوست کے گھر آیا مینے اپنا اور اپنی گورنمنٹ کا خاص دوست پایا جو برتاؤ میرے دوستون نے کیا اس سے مین بیحد خوش ہون

۱۲-۱۳-۱۴-۱۵- جنوری کو دوران قیام آگرہ مین لارڈ کچنر۔ سر ہیوٹ وغیرہ کی دعوتون مین شریک ہوئے۔ فوجی قواعد۔ مصنوعی جنگ۔ وو وسرے کرتبون وروشنی وآتشبازی کو ملاحظہ فرماکر محظوظ ہوئے۔
فوجی حالت سے دلچسپی لی۔ فوج کی تعریف کی مشہور مقامات کی سیر فرمائی۔ جامع مسجد مین خودہی جمعہ کو خطبہ پڑہا۔ اور امام بنے۔ ایڈریس لیا۔ فتحپور سیکری کے محلات دیکھے۔ حضرت شیخ سلیم چشتی کے مزار پر فاتحہ پڑہی۔
غرضکہ آگرہ کے تفریحی جلسون سے بیحد مسرور ہوئے۔ اور خوشنودی ظاہر کی۔
یہان کے جلسون مین قابل ذکر عطاے خطاب کا دربار ہے جو شب کے وقت قلعہ میں منعقد ہوا۔ اس موقع پر تمام حاضرین والیان ریاست و دیگر معززین وعمائدین کا باوقار مجمع تہا۔ قلعہ مین دربار عام کے نام سے جو مقام موسوم ہے وہان یہہ پُر رونق و باعظمت جلسہ تہا۔
حضور وائسرائے گورنر جنرل بہادر ستارۂ ہند گرینڈ ماسٹر کا لباس پہنے اور اعلیٰ تمغے لگائے ہوئے رونق بخش اور ہز مجسٹی شاہ افغانستان شان شاہانہ سے جلوہ افروز تہے وائسرائے ہند نے یہہ فرماکر کہ مین قیصر ہند کیطرف سے اوران کے ارشاد کی تعمیل مین طبقہ باتہہ کا نہایت معزز تمغہ وخطاب پیش کرتاہون۔ اعلیحضرت نے اُسے تعظیم کے ساتہہ قبول فرمایا اور کہا کہ یہ تعظیم شہنشاہ کے لیے ہے۔
فارن سکرٹری نے نئے نائٹ گرانڈ کراس کو نام اور پورے خطاب کا اسطرح اعلان کیا ہز مجسٹی سراج الملۃ والدین امیر حبیب اللہ خان گرانڈ کراس آف دی موسٹ آنریبل آرڈر آف دی باتہہ جی سی۔ بی نائٹ گرانڈ کراس آف دی موسٹ ڈسٹنگوئشڈ آرڈر آف سینٹ مکائیل وسینٹ جارج جی سی۔ ایم جی امیر افغانستان وممالک ملحقات۔

غرضیکہ اپنی دلچسپیون کو ختم کرکے آگرہ کا زمانہ جشن ختم ہوا اور ہر طرح سے یہان کا اہتمام اطمینان بخش رہا۔ یہان کے حُسن انتظام کے صلہ مین مسٹر پورٹر صاحب مجسٹریٹ و کلکٹر متعینہ اسپیشل ڈیوٹی مسٹر ہریلے سپرنٹنڈنٹ پولس۔ سید حبیب اللہ جنٹ مجسٹریٹ۔ مسٹر ڈمس اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولس۔ اور مرزا منظور علیخان سیکرٹری انٹرٹیمنٹ کمیٹی اپنے اپنے مرتبہ کے اعتبار و خدمات کے لحاظ سے مستحق تحسین و آفرین ہین۔

۱۲ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء آج صبح آگرہ سے اعلیحضرت خلد اللہ ملکہٗ روانہ ہوئے۔ قریب گیارہ بجے کے رونق افروز علیگڈہ ہوئے ریلوے اسٹیشن پر صاحب کمشنر قسمت میرٹھ و صاحب کلکٹر علیگڈہ۔ ممتاز الدولہ نواب فیاض علیخان پریسیڈنٹ و نواب محسن الملک بہادر سیکرٹری و مسٹر آرچیولڈ پرنسپل کالج استقبال کو موجود تھے۔ اسٹیشن سے دروازہ کالج تک متنوع کمرون سے تمام راستہ آراستہ کیا گیا تھا۔ دونون جانب مخلوق منتظرانہ شوق دید مین بیٹھے ہوئے تھے۔ دروازہ کالج پر ٹرسٹیان کالج و کالج اسٹاف نے مراسم استقبال ادا کئے۔ نواب محسن الملک نے ہر ایک کا تعرف کرایا۔ اعلیحضرت نے ٹرسٹیون سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ہم کالج کے اخبارات برسے پہلے سنتے رہے ہین۔ اچھی خبرین ہمین کم ملی ہین۔ مگر شنیدہ دروغ دیدہ راست پر ہمارا عمل ہے اسی غرض سے بدولت یہان آئے ہین۔

استقبالی کمیٹی مین ایک بزرگوار شیعہ تھے جن سے اعلیحضرت نے سوال کیا کہ آپ کی رائے مین ہنود بہتر ہین یا سنی المذہب مسلمان وہ ہنوز خاموش تھے اور کچھہ جواب نہین دینے پائے تھے کہ فرمایا مین متعصب نہین ہون لیکن جانشینان رسول پر جو کوئی طعن کرتا ہے مین اوسے اچھا نہین جانتا۔ اگر یہ بات داخل تعصب ہے تو مین بلاشبہ متعصب ہون۔ مین نے دل آزاری ہنود کے خیال سے موقع عید الضحٰی پر دہلی مین بجائے قربانی گائے کے بکرون کی قربانی کو

پسند کیا ہے۔ اب کیا اس کو نازیبا نہ سمجھین گے کہ جانشین رسول کو برا کہکر اپنے بھائی مسلمانون کے بڑے گروہ کی دل آزاری کو جایز رکھا جاے۔ یہ فرماکر آگے بڑہے۔ دروازہ سے اسٹریچی ہال تک دورویہ طلبا صفین باندہے عمدہ و صاف لباس مین استادہ تھے۔ جن کو دیکھکر فرمایا کہ مین ان تکلفات کو دیکھکر خوش ہوا۔ لیکن ان کی عدم موجودگی مین اس سے زیادہ خوش ہوتا میرے آنے کی غرض یہ تھی کہ مین تم سے۔ تمہارے کالج کے رنگ مین ملون اور سب کو جماعتون مین بیٹھا ہوا حالت درس و تدریس مین دیکھون نہ کہ تعطیل کی شان مین۔ پھر مسکراکر فرمایا کہ شاید آپ اس امر کو پسند نہ کرتے کہ مین آپ کی تیاری سے پہلے نکتہ چینی کے لئے آموجود ہوتا۔ پھر ٹرسٹیون سے متعدد سوالات مذہبی کرتے ہوے۔ اور اون کو ایک حالت یاس و انتشار مین چھوڑکر کھانے کے کمرے مین داخل ہوئے۔ کھانے کے بعد کالج کے مکانات ملاحظہ فرماے پھر نماز ظہر مسجد مین ادا کی۔ غالباً جب سے کالج و مسجد کی بنا پڑی ہے اب تک ایسے پرشکوہ جماعت کبھی نہ ہوئی ہوگی بعد نماز کالج کی جماعتون کا ملاحظہ کیا۔ کتب خانہ دکھلانا چاہا تو فرمایا کہ مین کتابین دیکھنے نہین آیا ہون پڑہنے والون کو دیکھنے آیا ہون۔ نواب محسن الملک ہمراہی مین تھے۔ اسی دوران مین ایک موقع پر نواب صاحب نے عرض کیا کہ اعلیحضرت کالج کی نسبت اپنی راے کا کچھہ اظہار فرمائیے۔ جواب مین ارشاد کیا کہ اس سوال کے نتیجہ پر غور کر لیجئے۔ اوس وقت ایسا کہئے اسی طرح دوسری استدعا کی کہ ٹرسٹیون کو اعلیحضرت شام کے کھانے مین اپنا شریک فرماکر عزت افزائی فرمائین اس کا جواب دیا کہ کھانا اپنا دوستون کے ساتھہ ہوا کرتا ہے۔

مین ابھی تک آپ کا دوست نہین اگر پہلوِ دوستی نکل آیا تو فبہا ورنہ ما بخیر و شما سلامت۔

پھر درجون مین طالب علمون سے اسلامی ارکان و مسائل دین کے متعلق بکثرت سوالات کیے۔ جنکے جوابات سے خوشنودی ظاہر فرمائی۔

ایک درجہ مین علی الدین خلف مولوی رفیع الدین صاحب وکیل علی گڈھ جو بی۔اے کا طالب علم ہے۔ قرآن پڑھنے کا اشارہ کیا۔ جسپر طالبعلم نے نہایت خوش الحانی سے ایک رکوع سنایا۔ قرآن سننے پر وجد کی سی کیفیت ہوگئی ضبط گریہ کی قدرت نہ رہی۔ امتحان وغیرہ کے بعد اسٹریچی ہال مین جلوہ افروز ہوئے۔ یہ وہ واقعہ ہے جو کالج کی تاریخ مین سنہری حرفون سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ ایڈریس لیا۔ جواب نہایت عاقلانہ و ناصحانہ دیا ارشاد فرمایا کہ "مین اس دار العلوم کی بابت مختلف اخبار سنتا تھا لیکن شکر ہے کہ طلباء اخلاق و عقاید اسلامی سے آراستہ ہین۔

آیندہ جو بدگویون کی زبان بند کرنے والا ہو سکتا ہے تو وہ مین ہون۔ نصائح مین اسپر زور دیا کہ تعلیم مذہبی مقدم ہے۔ اور مشرقی علوم لازمی ہین۔ مین مغربی علوم و فنون کو ضروری جانتا ہون مگر درستی عقائد و مذہبی تعلیم کے بعد"۔

اسی کے ساتھہ پانصد روپیہ ماہانہ برائے دوام و بیس ہزار یکمشت عطا فرمایا۔ اور کہا کہ حقیقت مین جیسا مین چاہتا ہون نہین دے سکتا۔ مین اپنے ملک مین تعلیم کے لیے خود حاجتمند ہون۔ اسکے بعد ہی ارشاد کیا کہ شام کے کھانے پر پچیس[۲۵] ٹرسٹی میرے ہمراہ شریک ہون۔ اب آپ کو امان خدا کہتا ہون۔ یہان کا انتظام ہر طرح قابل تعریف تھا۔

ہم ایک تاریخ بھی جو کالج کی تشریف آوری پر کہی گئی یہان تحریر کرنا مناسب خیال کرتے ہین۔

تو عزت مدرسہ فزودی — اے زیب دہ سریر کابل
امروز بعرض خیر مقدم — کوکب است کہ ہمصفیر کابل
کعبہ بزمین تراست سایہ — کیوان بفلک وزیر کابل
ماہم و دعا و حرف آمین — ہر طفل و جوان و پیر کابل

تاریخ ورود ہند این است
در ظلّ ملک امیر کابل

یہان سے دس بجے کے بعد ٹرین روانہ کانپور ہوئی۔

---

۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء۔ صبح ٹرین کانپور پہنچی۔ سرکاری افسران نے باضابطہ استقبال کیا ملازمان و افسران گورنمنٹ بڑی سرگرمی سے مصروف خدمات تھے۔ گاڑیان بکثرت موجود تھین۔ یہان کے حسن خدمات کی انجام دہی مین نواب سیف اللہ خان ڈپٹی کلکٹر خاص طور پر مستحق تعریف ہین۔ لیکن ہمارے انٹرٹیننٹ کمیٹی کے انتظام مین بہت بڑا موقع نکتہ چینی و شکایت تھا۔
اسجگہہ حقیقت مین مہمانون کو تکلیف ہوئی۔ چار کے ساتھہ دوسری ٹرین کے لیے بسکٹ تک نہ تھے۔ زیادہ تعجب یہہ تھا کہ یہان خود ایک ممبر کمیٹی دوسرے ممبر کے ایک بھائی کرسیون پر بیکار بیٹھے ہوئے بے انتظامی کا تماشہ دیکھہ رہے تھے بڑے شور و غل کے بعد بسکٹ آئے۔ جو ضرورت سے کم اور نہایت ذلیل اور ادنے درجہ کے تھے۔ اعلیحضرت جب کارخانہ جات کو ملاحظہ فرمانے کیلیے سوار ہوے تو راہ مین گاڑی کے ٹپ اُٹھانے چاہے۔ آپ نے فرمایا کیون ایسا کیا جاتا ہے عرض کیا احتیاطاً۔ حکم دیا کہ ہرگز ایسا نہ کرو ہمارا کوئی دشمن نہین ہے

اول اونی کارخانے مین قدم رنجہ فرمایا۔ دستکاری سے خام اون سے کپڑے بنتے دیکھے جن کی عمدگی کی تعریف فرمائی۔ پھر کوپر املن کے کارخانے کو دیکھا۔ بوٹ وشو و دیگر چرمی فوجی سامان کو بنتے دیکھکر نہایت دلچسپی ظاہر کی۔ یہان فیکٹری کے ایک کاریگر نے تئیس منٹ مین بوٹ تیار کردیا اس پر کوئی تعجب نہین ہوا۔ فرمایا کہ کابل مین بتیس[32] منٹ مین تیار ہوجاتا ہے۔ ہر ایک چیز کو ہر جگہ بغور دیکھا۔ ملون کے انجنیرون سے متعدد سوالات کئے۔ پانچہزار بوٹون کی فرمایش دی اور بھی بہت سا سامان خرید فرمایا۔ ایک کارخانے مین ایک برش ہاتھہ مین لیکر دیکھنے لگے ایجنٹ نے احتیاطاً و ادباً عرض کیا کہ یہہ سور کے بالون کا ہے ہنسکر جواب دیا کہ خشک بالون کے چھونے مین کچھہ ہرج نہین۔

ایک اسلامی ڈپوٹیشن پیش ہوا۔ حافظ محمد حلیم نے ایک قلمی کلام اللہ و دلائل الخیرات پیشکش کئے قرآن مجید کی نسبت عرض کیا کہ عہد عالمگیر مین عارف ہردی نے لکھا تھا جس کے صلہ مین یاقوت رقم خطاب پایا۔ ان ہدایہ کو اعلیحضرت نے بطیب خاطر قبول فرمایا۔

شام کو نمائشی خیمہ کا معائنہ کیا جس مین قسم قسم کے صنعتی اشیار کے نمونے دکھلائے گئے بعدہٗ شب کو ٹرین روانہ گوالیار ہوئی۔

۱۸۔ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء کو ہز میجسٹی رونق افروز گوالیار ہوئے۔ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب گوالیار نے معہ اپنے سرداران کے شاہانہ استقبال کیا۔ اپنے سردارون کو پیش کیا۔ سلامی سر ہوئی۔ ہز میجسٹی کو خود مہاراجہ صاحب نے سونے کے پھولون کا ہار پہنایا۔ ریلوے اسٹیشن سے محل تک رجمنٹ رسالہ و ریاست کا کیڈٹ کور کا اسکورٹ ہمراہ

تھا۔ سڑک پر دو رویہ فوج صف بستہ ایستادہ تھی۔ اعلیحضرت محل مین جاکر فروکش ہوئے۔ کھانے کے بعد اعلیحضرت نے جامع مسجد مین نماز جمعہ ادا کی۔ شام کو فوجی کھیلون کا تماشہ دیکھا۔ اس موقع پر گوالیار کی فوجی وردی مین شاہان مغلیہ کے وقت سے جواب تک تغیرات ہوئے تھے وہ بھی دکھائے گئے مصنوعی جنگ بھی دیکھی۔ ۲۰۔جنوری کو صبح سپاہ کا معائنہ فرمایا بعدہ شکار کھیلا۔ دو چیتے شکار ہوئے۔ اور دراصل گوالیار آنے کی یہی غرض تھی۔ شب کو ڈنر پر ہز ہائنس نے بیان کیا میرے دارالریاست مین اعلیحضرت کے تشریف لانے سے مجھے کمال مسرت ہوئی۔ امید ہے کہ جب ہز میجسٹی اپنی سلطنت مین واپس پہنچ جائینگے تو یہان کے مختصر قیام کو فراموش نہ فرمائینگے۔ مین اس موقعہ کو قابل یادگار اور تاریخی سمجھتا ہون کہ ہندوستان کے والیان ریاست مین ہز میجسٹی کی مہمانی کا صرف مجھے ہی فخر حاصل ہوا۔ اعلیحضرت نے نہایت موزون و مناسب الفاظ مین فرمایا کہ مین گورنمنٹ انگریزی کا مشکور ہون کہ جو میرے یہان آنیکی باعث ہے۔ اگرچہ میرا قیام گوالیار مین قلیل رہا تاہم مہاراجہ صاحب ایسے پرتپاک میزبان کو مین کبھی فراموش نہ کرونگا۔ بعدہٗ مہمانون کے کیمپ سے لیڈیان پارٹی مین شرکت کی غرض سے آگئین ہز میجسٹی امیر ڈیوک و ڈچز آف مانچسٹر کے ساتھ دیر تک گفتگو فرماتے رہے نصف شب کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

۲۱ جنوری ۱۹۰۷ء صبح قریب آٹھ بجے ہز میجسٹی امیر دہلی پہنچے۔ حکام انگریزی و روسائے ہندوستانی

نے استقبال کیا۔
پلیٹ فارم پر پینتیسوین سکھ کا گارڈ آف آنر استادہ تہا۔ ریلوے اسٹیشن نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا تہا۔ راہ مین جا بجا فارسی مین خیر مقدم کے فقرات نمایان تہے۔ اسٹیشن کے متصل اسلامی مدارس کے طلبا رصف بستہ استادہ تہے اُنہون نے جس اسلامی جوش سے سلام ادا کیا۔ اعلیٰحضرت امیر نے بہی اُسی محبت وخوشی سے جواب دیا۔
یون تو جہان جہان ہز مجسٹی کا ابتک گذر ہوا اور جہان جہان آیندہ ہوگا ہر جگہہ خیر مقدم کی بہی روشن مثالین نگاہ سے گذرین اور گذرینگی۔ گر دہلی مین جو بات ہوئی وہ اسی شہر کا حصّہ ہے۔
مسجد فتحپوری کے قریب یہ ایک شعر خوش قلم آویزان تہا جو مصنّف کی قادر الکلامی کا ثبوت اور مایۂ ناز ہے ؎

دیار ہند خوش ہست از سخای ظلّ اللہ
رسول پاک بگفت۔ السخی حبیب اللہ

راستون کی آرایش۔ فوجی ترانہ۔ مشتاقون کے ہجوم کا نظارہ ملاحظہ فرماتے ہوئے قیام گاہ پر رونق افروز ہوئے۔ سلامی وغیرہ کی مراسم شاہانہ بدستور یہان بہی ادا کیگئیں سرکٹ ہوس کا کیمپ نہایت خوبصورتی سے آراستہ کیا گیا تہا خیمون کے آگے نفیس کیاریان بنائی گئی تہین۔ کٹس کی روشنی کا انتظام تہا۔
دوپہر کو موٹر کار پر سوار ہوکر براہ کشمیری دروازہ اوّل قلعہ معلّی کا معائنہ کیا۔
وہان سے براہ دہلی دروازہ درگاہ خواجہ نظام الدین اولیاء مین گئے۔ بچّون کے باولی مین کودنے کا تماشہ دیکہا۔

اندر جاکر امیر خسرو و حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے مزارات پر فاتحہ پڑہی خدام نے تبرکات پیش کیے۔ جنین ایک قرآن مجید نہایت خوش قلم خانقاہ کی ملکیت تہا اُسے وقف فرماکر درگاہ مین دے دیا۔
بائیس ۲۲ اشرفیان بخارا کے سکہ کی خانقاہ مین عطا کین بعدہٗ مقبرۂ ہمایون کا ملاحظہ کیا۔ وہان کے محافظ کو پانچ اشرفی مرحمت فرمائین وہانسے قطب مینار گئے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار پر فاتحہ پڑہی۔ چوالیس ۴۴ اشرفی درگاہ مین دین۔ واپسی مین صفدر جنگ کا مقبرہ دیکھا۔

---

۲۲ جنوری ۱۹۰۶ء۔ کرنال مین بطون کا شکار کھیلا۔ شہر سے ۲۲ میل پر جھیل تھی نواب رستم علی خان نے قابل تعریف انتظام کیا تہا اعلیحضرت اُن کے انتظام سے مسرور اور اُن کی خدمات کے مشکور ہوئے۔
واپسی مین اسٹیشن پانی پت پر چند منٹ ٹھہرے۔ عمائد و عوام کا بڑا ہجوم تہا۔
متولیان و مجاوران مزارات پانی پت تبرکات لیے حاضر تھے صرف ایک حمائل تحفہ مین قبول فرمائی۔ باقی بزرگوار اپنے اپنے تحایف پیش کرنے سے قاصر رہے۔ وقت کافی نہ تہا۔ دہلی پہنچکر اُسی شب اجمیر شریف روانہ ہوئے

---

۲۳ جنوری ۱۹۰۶ء۔ آج پونے نو بجے اجمیر پہنچے۔ اسٹیشن پر صاحب کمشنر و دیگر برٹش افسرون نے استقبال کیا۔ باہر دروازہ اسٹیشن کے ممبران میونسپل و آنریری مجسٹریٹان وغیرہ کا بڑا ہجوم تہا۔ پہلے خیال تہا کہ ہز مجسٹی اول قیامگاہ پر جائینگے وہانسے درگاہ آئینگے لیکن سوار ہوتے ہی دہلی دروازہ سے گذر کر درگاہ پہنچے زینۂ درگاہ پر دیوان جی بلند

دروازے پر متولی صاحب بیگمی دالان مین خدام تبرکات لیے حاضر تھے۔
ہز مجسٹی گاڑی سے اُتر کر مع جوتے کے بغیر کسی جانب متوجہ ہوئے بلا گفتگو کیے اندر داخل ہوئے۔ مزار کا دروازہ بند کر کے مراقبہ مین مصروف ہو گئے۔ جوتہ اُتارنے کی نسبت نہ مجاورون مین سے کسی نے عرض کیا اور نہ اوجھا جوتون مین کوئی مانع آیا۔

بعد فاتحہ خوانی کے امیر بیگمی دالان مین جلوہ فرما ہوئے۔ خدام غیبیہ طلب کیے گئے تحائف مین ایک قبضہ تلوار قبول فرمایا۔ بعدہ اکبری مسجد مین جا کر مدرسہ و طلبا کا حال استفسار کیا۔ پانچسو روپیہ طلبا کو عطا کیے۔ اس کے بعد ڈھائی دن کی مسجد دیکھی جو شکستہ حالت مین ہے۔

بارہ بجے کے قریب قیام گاہ پر رونق بخش ہوئے۔ یہہ بارہ دری سنگ مرمر زمانہ شاہی کی تعمیر آنا ساگر پر واقع ہے۔ منظر دلکش۔ مقام پر فضا ہے۔ اُسکو نہایت عمدگی سے آراستہ کیا گیا تھا۔

بعد دوپہر کے ایک مندر کا معائنہ کیا۔ ازان بعد میو کالج کو دیکھا۔ اور آخر مین ورک شاپ مین تشریف لے گئے۔ دروازے پر ایک یوروپین کی لڑکی نے گلدستہ پیش کیا۔ آپ نے دو اشرفی انعام دیا۔ کارخانہ کو بہت غور سے دیکھا۔ کہ ایک گاڑی کی تکمیل مین کتنے مدارج طے کرنے پڑتے ہین۔ چلتے وقت۔ دیوان جی متولی صاحب و خدام کے لیے پانچ پانچسو روپیہ صاحب کمشنر بہادر کو دیتے گئے۔

خدام وغیرہ نے بوٹ پہنکر اندر جانے پر آزردگی کا اعلان کیا۔ مگر یہہ کسی سے نہ ہوسکا کہ اول ہی اسکے متعلق عرض کرتے تاکہ موقع شکایت اُنہین پیش ہی نہ آتا۔ جبکہ ہز مجسٹی غیر اقوام کی دل آزاری

سے پرہیز فرماتے ہین تو اپنے بہائی مسلمانون کو ناممکن تہا کہ وہ رنجیدہ کرتے۔
اسکی تائید مین یہہ کافی ہے کہ جب دہلی مین اطلاع دی گئی تو آپ
عیدگاہ و جامع مسجد مین جوتہ اُتار کر اندر گئے۔
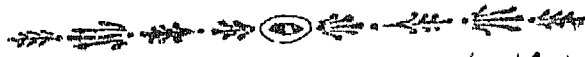
۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء - آج صبح پونے چھ بجے دہلی واپس تشریف لائے۔ مقامی حکام نے حسب ضابطہ استقبال کیا۔ بعد ناشتہ کے برٹش افسران و افغان سرداران کو ہمراہ لیکر گنیش فلور ملز کا معائنہ کیا۔ کارخانہ کا بیرونی دروازہ جھنڈیون و پہریرون و پہولون اور خیر مقدم کے قطعات سے آراستہ کیا گیا تہا۔ منیجنگ ڈائرکٹر و منیجر وغیرہ نے رسم استقبال کو ادا کیا۔ منیجر نے کارخانہ کی سیر کرائی۔ ہز مجسٹی نے مشین کے متعلق بہت سے سوالات کیے اس کارخانہ کے بعد ہند و بسکٹ فیکٹری و جمنا کاٹن ملز کو نہایت شوق سے ملاحظہ فرمایا

۲۵ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء - آج روز عید ہے۔ ہز مجسٹی شاہ افغانستان نے نماز عید کی عیدگاہ مین اور نماز جمعہ جامع مسجد مین ادا فرمائی امام عیدگاہ و امام جامع مسجد کو خلعت عنایت فرمائے۔ دونون عبادتگاہون مین جوتہ اُتار کر تشریف لیگئے اسکی وجہ یہہ ہے کہ اسکے متعلق یہان عرض کیا گیا تہا۔ سرکٹ ہوس جو قیامگاہ اعلیحضرت ہے اُسکے دروازہ پر قطعہ ذیل نہایت خوش قلم تحریر تہا۔

خوشا عیدے کہ نشو میزبان ہست   خوش و خوشتر امیرش مہمان است
شہ کابل کہ رونق بخش دہلی است   مقام شکر و جائے امتنان است

اہل دہلی مین سے چند معززین ہندو و مسلمانون کو دربار عید مین شرف ملازمت بخشا۔

ہز مجسٹی کے ایڈیکانگ نے ہر ایک کو پیش کیا۔ پہلے خود اعلیحضرت نے عید کی مبارکباد دی۔ علی الترتیب حاضرین نے کلمات تہنیت ادا کیے۔ شمس العلماء مولوی حافظ نذیر احمد صاحب نے مصافحہ کے ساتھ یہہ شعر پڑہا ؎

عیدٌ وعیدٌ وعید صرن مجتمعہ وجہ الحبیب ویوم العید والجمعہ

(آج کے دن تین عیدین جمع ہوگیئں ایک وہی حبیب (اشارہ بجانب ہز مجسٹی) دوسری عید تیسرا جمعہ

جسکو سُنکر اعلیحضرت متبسم و مسرور ہوئے۔ پہر سب لوگونکو کرسیون پر بیٹھنے کی اجازت دی گئی۔

بعدہ دہلی مین عید ہونے سے جو مسرت ہوئی اُسکا اظہار فرمایا۔ اپنے خیالات بے آزاری و بے تعصبی کا ذکر کیا اور یہ شعر پڑہا۔

مباش درپئے آزار ہرچہ خواہی کن کہ در طریقت ما غیر ازین گناہے نیست

ہندو و مسلمانون کو آپس مین اتفاق سے رہنے محبت سے پیش آنے اور آرام وہ[۵] زندگی بسر کرنے کی تحریک فرمائی۔

[۵] بعض اتفاق کی متعلق جداگانہ بھی بحث کی ہے۔

کارخانہ جات کے تذکرون مین یہہ ارشاد کیا کہ مین سیر و تفریح کی غرض سے کارخانون کو نہین دیکہتا پہرتا۔ مسلمانون سے خاص طور پر فرمایا کہ آپ لوگ یہ سُنکر خوش ہونگے کہ افغانستان مین اسلام کی حالت بہت اچہی ہے۔ وہان ممنوعات شرعی کا ارتکاب کوئی شخص نہین کرسکتا۔

بہنگ۔ چرس۔ شراب۔ زناکاری بند ہے۔ ناچ و باجے کے واسطے سازندہ بہی میسر نہین آسکتا۔ محتسب مقرر ہے وہ ان اُمور کی نگرانی کرتا ہے۔ ہندوؤن کو اپنے فرائض مذہبی بجالانے مین آزادی حاصل ہے اُن کے حقوق کی پوری حفاظت کیجاتی ہے۔

پہر مسلمانون کو مخاطب کرکے ارشاد کیا کہ میرا عقیدہ تو اسلام مین ایسا محکم ہے کہ جیسا بڑے سے بڑے عالم کا ہوسکتا ہے۔ لیکن اگر تم عمل کی بابت سوال کرو تو مین جواب دونگا کہ مجہہ سے زیادہ بےعمل دنیا مین شاید کوئی ہو۔ لیکن اسلام کا عقیدہ خوف و رجا کے درمیان ہے۔

انسان کو یہہ عقیدہ رکہنا چاہیے کہ اگر تمام عالم کے واسطے جنت کا حکم ہو اور ایک شخص کو دوزخ کا تو اسکو یہہ خوف رکہنا چاہیے کہ شاید وہ شخص مین ہی ہون۔ اسیطرح اگر تمام عالم کو دوزخ کا حکم دیا گیا اور ایک شخص کو جنت کی امید دلائی گئی ہو تو وہ یہہ امید رکہے کہ شاید وہ مین ہی ہون۔

پہر فرمایا کہ ایسی خفیف باتون مین جسپر در اصل اسلام کا حصر نہو ہمیشہ اس بات کا خیال رکہنا چاہیے کہ اپنے ہمسایون کی دل شکنی نہ ہو۔

البتہ اگر کوئی۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکاۃ یا مساجد مین جانے سے روکے یا اُس کی اہانت کرے تو اس بات پر جان تک دیدینا چاہیے۔

اسی سلسلہ مین کئی مرتبہ برٹش گورنمنٹ کی عطائے آزادی اور ہر فرقہ کے لیے آسانی سے اظہار خوشنودی کیا۔

ہز مجسٹی کی خوش اخلاقی۔ بےتعصبی اور روشن خیالی نے حاضرین کو بیحد محظوظ و مسرور کیا۔ اور خوبی یہہ کہ گفتگو اُردو مین ہی کی۔ سب کے لیے عافیت کی دعا اور امان خدا فرمایا۔

اسکے ساتہہ دربار برخاست ہوگیا۔ درباری اصحاب مین سے ہر ایک کو ایک ریشمی رومال مین شیرینی دروازہ پر افغانی سرداروں نے دی۔ یہہ کابل کا خاص دستور ہے۔ بعدہ برٹش افسران متعینۂ کیمپ حاضر ہوے بعد اداے رسم تہنیت و مبارکباد وہ بہی واپس ہوئے۔

۲۶ جنوری ۱۹۰۶ء کو دہلی سے روانگی ہوئی راستہ مین شام کا کہانا جلیسر روڈ پر ہوا۔

۲۷ جنوری ۱۹۰۶ء صبح کی چا بہرواری ضلع آگرہ آباد مین نوش فرمائی۔ آگرہ آباد اسٹیشن پر چند منٹ گاڑی ٹھہری۔ لیکن پلیٹ فارم پر کوئی اُترا نہین البتہ اسٹیشن ٹنیی پر اُترے۔

سہ پہر کی چاء دلدار نگر مین اور شب کا کہانا داناپور مین ہوا۔

۲۸ جنوری ۱۹۰۶ء صبح ہز مجسٹی رونق افروز کلکتہ ہوئے گو یہان کی آمد پرائیوٹ تہی۔ مگر ریلوے اسٹیشن پر نہایت سرگرمی وجوش سی استقبال ہوا ریلوی کمپنی نے شاہی رونق افروزی کو شاندار بنانے مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکہا تہا تمام دیوارین پہولون۔ پتون۔ وجہنڈیون سے مزین تہین اسٹیشن سے پل تک سڑک جہنڈیون بہرپرون۔ پہولون وسبزے سے آراستہ کیگئی تہی۔ پلیٹ فارم پر یوروپین جنٹلمینون ولیڈیون کا ہجوم تہا۔ ہوڑا کے پل پر ایک سرے سے دوسرے سرے تک تماشائیون کا انبوہ کثیر نظر آتا تہا۔ جسوقت ٹرین پلیٹ فارم پر پہنچی ورود کا نشان بلند ہوتے ہی۔ فورٹ ولیم سے توپون کی سلامی سر ہوئی۔ برٹش حکام ومیونسپل کمشنران۔ گارڈ آف آنر نے اپنے اپنے فرایض ادا کیے عام لوگون نے اپنی مسرت کا اظہار بڑے جوش سے کیا۔

ہز مجسٹی کی سواری پل ہوڑا سے سٹرینڈ روڈ۔ نیپیر روڈ۔ سینٹ جارج روڈ سرکلر روڈ۔ کورٹ روڈ ہوتی ہوئی ہیسٹنگز ہوس مین پہونچی یہان سینز دہم راجپوت کے ایک سو سپاہیون کا گارڈ آف آنر وموسیقی نوازدستہ موجود تہا۔ جس کا معائنہ فرماتے ہوئے

اعلحضرت شاہی مہمان خانہ مین رونق افروز ہوے سرلوی ڈین فنارن سکرٹری نے گورنمنٹ کیطرف سے تحائف پیش کیے جسمین اسلحہ ہاے آتش فرشی جہاڑ۔ میز کا سامان آرایشی۔ دیگر خوبصورت و کارآمد و دل خوش کن اشیا تہین

آج ہی ٹکسال۔ عجائب گہر۔ چڑیا گہر کا ملاحظہ فرمایا۔ شیرون وچیتون کو دیکہکر بہت خوش ہوئے۔

ہنگام معائنہ ٹکسال ایک ضعیف العمر مستری نے بعد ادائے آداب عرض کیا کہ مجہے ٹکسال کابل مین کام کرنے کا فخر حاصل ہے آپ نے نام پوچہا اور انعام دیا۔

شب کو لارڈ کچنر کے ساتھہ شریک طعام ہوئے۔

۲۹ جنوری ۱۹۰۷ء۔ آج صبح میڈیکل کالج کو نظر غائر سے ملاحظہ فرمایا مریضون کے امراض کو دریافت کیا۔ عمل جراحی ہوتے ہوے دیکہا۔ کمرۂ تشریح وغیرہ مین گئے وہان طلبا کے کام کو معائنہ فرماتے رہے۔ انسانی دماغ کا ایک حصہ اور دیگر اجزا جسم انسانی حیرت سے دیکہے۔

کیمیکل ڈپارٹمینٹ مین کپتان بلیک نے ایک تجربہ کرکے دکہلایا۔ کہ کسطرح بیوک سائڈ گیس آگ کو بجہا دیتی ہے۔ بعدہ طب نظری وجسمانی کے صنعتی نمونے خوردبین سے بعض نمونے دکہلائے گئے۔ ہاسپٹل مین پہلے یورپین وارڈ دکہایا گیا۔ دوسرے حصہ کی بابت سوال کیا کہ کسکے لیے ہے جواب دیا گیا کہ ہندوستانیون کیلیے پہر استفسار فرمایا کہ انہین اور دوسرے مین کچہہ فرق ہے کہا گیا کہ مطلق نہین۔ مگر جب خود دیکہنے گئے تو فرمایا کہ ہندوستانیون کے لیے برقی پنکہے کیون نہین ہین۔ میڈیکل کالج مین امیر کی گاڑی آتے دیکہکر ایک فقیر ایک نے قریب پہنچنے کی کوشش کی مگر پولیس نے روکا اسپر ایک شور مچ گیا اعلحضرت نے آگاہ ہوکر عورت کو طلب کیا اوسکی پرُدرد کہانی

سُنکر دو اشرفی عطا کین۔
بعد دوپہر پیپر میوزیم کو ملاحظہ فرمایا۔ شب کو مع اپنے دو خاص سرداروں کے حضور وائیسرائے کے ہمراہ کھانا تناول فرمایا سر لوئی ڈین بہی شریک دعوت تہے۔
ہز مجسٹی امیر نے کلکتہ منیوسپلٹی کا ایڈریس خیر مقدم لینا اور بہت سی دعوتون کو نامنظور کیا۔
وہ شہر کے نظارون کو حتی الامکان خاموشی سے دیکھنا چاہتے ہین مسٹر کارلائل نے ایڈریس کے نہ لیے جانے کے متعلق غلط فہمی دور کرنے کے واسطے ایک گشتی چٹھی شایع کرائی جس مین تحریر تہا کہ مجھے ۲۹ جنوری کی صبح کو اس مضمون کا تار ملا کہ چونکہ بہت سی جماعتون و انجمنون نے ایڈریس پیش کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ اسلیے ہز مجسٹی یہہ کہنے پر مجبور ہوی ہین کہ اُنہین کلکتہ مین کسی ایڈریس کے قبول کرنے سے معاف رکھا جائے کیونکہ اسطرح ان کے کلکتہ کے پرائیویٹ قیام مین نقصان پہنچیگا۔

---
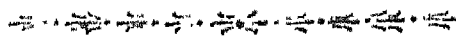
۳۰ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء۔ آج اسلحہ و سامان حرب سازی کے کارخانونکو معائنہ فرمایا ساڑہے آٹھہ بجے ہز مجسٹی مع سر ہنری میکموہن اور اپنے دو سردارون کے موٹر کار پر سوار ہو کر اول کارخانہ کاشی پور مین تشریف لے گئے۔ آنریبل میجر جنیل اسکاٹ وغیرہ نے استقبال کیا۔ ہز مجسٹی نے نہایت غور و توجہ سے کارخانہ کی ہر ایک چیز کو معائنہ کیا۔ بعدہ یہان سے کارخانہ ڈمڈم پہنچے۔ میجر واکر وغیرہ نے استقبال کیا۔ ہز مجسٹی نے گولون و کارتوسون کی ساخت مین بڑی دلچسپی ظاہر کی اُنہون نے کارتوسون پر دہات لپیٹنے کے طریقہ کے دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا جب افسر انچارج نے ایک مستری کو دہات کا ٹکڑہ کاٹنے کا حکم دیا تو خود بدولت نے ہتوڑا

اور چھینی اُس کے ہاتھہ سے لیکر خود بات کو کاٹا۔ کارخانہ سے روانہ ہونے
سے قبل اُن سب کا شکریہ ادا کیا جنہون نے پوری توجہ سے ہر ایک چیز کو دکھلانے
کی سعی کی تھی۔

بعدہ ڈمڈم انسٹیٹیوٹ مین ٹھہر کر دوپہر کا کھانا تناول کیا۔ تقریباً
ایک بجے عیسی پور کے کارخانہ مین رونق افروز ہوئے۔ میجر بلوک نے
استقبال کیا۔ ایک توپ ڈہالکر دکھلائی گئی۔

کارخانہ توپ سازی کو نہایت غور سے دیکھا۔ اُن کی ترکیب سے معلوم
ہوتا تھا کہ وہ کبھی اس معائنہ سے نہ تھکین گے۔ بعدہ ہز مجسٹی نے
لارڈ کچنر کے ساتھہ لیڈی منٹو مینا بازار کی سیر فرمائی۔ فوجی نمایش سے نہایت
مسرور ہوئے۔ جلالت مآب کی رونق افروزی کی وجہ سے آج مینا بازار کو
بارہ ہزار آدمیون نے دیکھا۔

۳۱ جنوری ۱۹۰۷ء۔ آج اعلیٰحضرت نے خضر پور گھاٹ کا معائنہ فرمایا۔ آٹھہ بجے صبح آپ
وارد ہوئے چھہ سردار افغانی و میجر برڈ سر ہنری میکموہن ہمراہ تھے مسٹر الیف۔ اے۔ بلیک چیرمین
پورٹ کمشنر وغیرہ نے استقبال کیا گھاٹ خوب آراستہ کیا گیا تھا ہز مجسٹی نے جہازات کے
متعلق بہت سے سوالات کیے یہ کہ وہ کہان جائینگے۔ ان پر کیا مال لدا ہے۔ بعدہ ہز مجسٹی
امیر حضور وائسرای کی دُخانی کشتی ماڈ نامی مین سوار ہوکر عجائب خانہ کو روانہ ہوئے۔

یکم فروری ۱۹۰۷ء۔ آپ کلکتہ مین آزادانہ طور پر سیر فرما رہے ہین کہین آنے جانے کا خاص
پروگرام نہین۔ یہان کی سیر سے آپ بہت خوش و محظوظ معلوم ہوتے ہین۔
مینا بازار جانا اور دوکانون سے بمقدار کثیر اشیاء خرید فرمانا اُنکے
خاص شغلون مین ایک دلچسپ شغل یہہ بھی ہے۔

۲۔ فروری ۱۹۰۷ء ۔ ہز مجسٹی سر ہنری میکموہن اور ذاتی اسٹاف کے ممبرون کے ساتھہ مینا بازار مین تشریف لائے۔ ان کی وجہ سے مینا بازار مین بڑا ہجوم تھا۔ چند منٹون موسیقی نواز دستہ کا ترانہ سنکر ہز مجسٹی وایسرایگل دکان کی طرف تشریف لے گئے۔ جہان لیڈی منٹو سے ملاقات ہوئی۔ ہر اکسلینسی نے دُکان کی عمدہ چیزین بہ نفس نفیس دکھلائین آپ بہت خوش ہوئے۔ فیاضی سے اشیا خریدین۔ ایک خوبصورت ایرانی قالین بھی خرید کیا۔

لیڈیز وائلٹ۔ ڈربی ایلٹ۔ اور ڈیوک اور ڈچز آف مانچسٹر بھی جبکہ ہز مجسٹی خرید اشیار مین مصروف تھے۔ اس دوکان پر آگئے۔ فوٹو گرافرون کے خاص فائدے کے لیے ہز مجسٹی امیر و ہر اکسلینسی لیڈی منٹو وایسرایگل دوکان کے سامنے تھوڑی دیر کیلئے ٹھہر گئے۔ بعدہ دوکان فوٹو گرافرون کا معائنہ کیا۔

پھر لیڈی منٹو کے ساتھہ قہوہ خانہ مین چاء پی۔ شب کو لارڈ کچنر کے ساتھہ کھانا تناول فرمایا۔

سرحد انگریزی مین داخل ہونے کے بعد صرف لارڈ کچنر ہی ایسے عہدہ دار ہین جنسے اور ہز مجسٹی سے تپاک کی گفتگو و ملاقات ہوتی ہے۔

۳۔ فروری ۱۹۰۷ء کا دن ہز مجسٹی نے حضور وایسراے کے ساتھہ بارکپور مین بآرام بسر کیا۔ شام کو منٹو مینا بازار مین گئے دُکانون سے اشیا خرید فرمائین۔

۴۔ فروری ۱۹۰۷ء ۔ آج ہز مجسٹی نے نو ہزار سے زائد کے اشیار منٹو مینا بازار مین خرید فرمائین۔

دوپہر کے بعد چورنگی مین وائٹ اوے اینڈ لیڈلا کی دُکانپر گئے

دوکان کے مختلف حصّون کو دیکھا۔ پوستین۔ بچون کے کپڑے ولایتی پلنگ خریدکیے۔ ایک وقت کی نماز بہی یہان ادا فرمائی شام کے بعد دوکان سے مراجعت فرما ہوے۔

۵۔ فروری ۱۹۱۱ء۔ آج برّی وبحری ذخائر کے معائنہ کے واسطے تشریف لے گئے۔ جہان مزید خریداری فرمائی۔
پہر گرینڈ ہوٹل مین جاکر ڈیوک وڈچز آف مانچسٹر کے ساتہہ ٹفن تناول کیا۔
شب کو اپنے سفارت خانہ مین رونق افروز ہوئے اپنے سفیر کے ساتہہ کہانا تناول فرمایا۔ سفیر صاحب نے تفریح کی خاطر موسیقی کا جلسہ بہی قرار دیا تہا جب اعلیحضرت کو اسکا علم ہوا تو دل شکنی کی غرض سے بظاہر صاف انکار نہ کیا۔ لیکن شریک صحبت بہی نہوئے۔ وضو کے لیے ایک کمرے مین پانی رکہوایا۔ نماز عشا کی ادا کی۔ اور پہر دوسرے کمرے سے ہوکر موٹر کار پر سوار ہوچکے سے تشریف لیگئے۔ حاضرین کو چلے جانے کا اُسوقت علم ہوا جب موٹر کار کی روانگی کی آواز آئی۔

۶۔ فروری ۱۹۱۱ء۔ آج میسرز برون اینڈ کمپنی کے کارخانہ انجنیری کے معائنہ مین بڑی دلچسپی لی ۳ گہنٹہ صرف فرمائے۔ کارخانہ کو کچہہ فرمائشات دین جنمین بڑی فرمایش جلال آباد مین معلق پل تیار کرنے کی تہی اسکی درمیانی محراب ۵۰ ۳ فیٹ اور پہلوؤن کی ڈیڑہ ڈیڑہ سو فیٹ ہونگی۔ مزید بران دیگر کئی چہوٹے پلون۔ اور آہنی اشیاء کے آرڈر دیے۔

ہوڑا یارڈ کے صیغہ خشت سازی یعن اینٹون کے متعلق معلومات حاصل کرنیکی نسبت ہز مجسٹی نے بڑا اشتیاق ظاہر کیا۔ اور کابل مین خشت سازی کا کارخانہ قایم کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ بعدہٗ مینا بازار تشریف لیگئے جہان موٹر کارونکا معائنہ کیا۔

۷۔ فروری سنہ ۱۹۰۶ء۔ آج بھی دوکانون کی سیر فرمائی۔ ہز مجسٹی کی خریدکردہ اشیار آمدہ کیمپ مین فوجی و بحری کارخانہ کی تین کشتیان ہین۔ جو ہز مجسٹی نے شکار و تفریح دریا کے لیے خرید فرمائی ہین۔ آج سہ پہر کو پرنسپ گھاٹ تشریف لے گئے اور مارگو یریٹہ نامی خوبصورت کشتی مین دریا عبور فرمایا کشتی کی تیز رفتاری سے بہت مسرور ہوئے۔ ڈیوک آف مانچسٹر بھی ہمراہ تھے۔
بعدہ مینا بازار تشریف لے گئے۔ شب کو ہز آنر لفٹنٹ گورنر بنگال کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔

۸۔ فروری سنہ ۱۹۰۶ء۔ آج ہز مجسٹی اعلیٰحضرت نے ذکریا مسجد مین نماز جمعہ ادا فرما کر جمعہ گذشتہ کی تلافی کی۔ اور مسلمانون کو کمال مسرور فرمایا۔ دوسری مرتبہ نواب لفٹنٹ گورنر بنگال کے یہان مہمان ہوئے۔ سر ہنری میکموہن۔ مسٹر ڈابس اور متعدد افغانی سردار ہمراہ تھے کھانے کے بعد چند اشعار خوش الحانی سے آپنے پڑہے۔ حاضرین کمال محظوظ ہوئے جب انگریزون نے اسکاچ رقص کیا تو آپ نے بھی خوش ہوکر داد دی۔

۹۔ فروری سنہ ۱۹۰۶ء۔ آج گھوڑ دوڑ دیکھی آج ہی روز روانگی تہا شب کو کمانڈر انچیف کے یہان دعوت تھی دعوت مین دیر تک بیٹھے رہے۔ ہز آنر لفٹنٹ گورنر بنگال نے بیان کیا کہ شب کو ہگلی کا پل کھول دیا جاتا ہے جسکی وجہ سے ادہر کا آدمی اسطرف اور ادہر کا اسطرف رہجاتا ہے اسپر بجاے اسکے کہ اعلیٰحضرت کو کچھ گھبراہٹ ہوتی نہایت متانت سے فرمایا کہ کچھ مضایقہ نہین مین ایک سپاہی ہون۔ فورٹ ولیم کے کنارے گھاس پر

پڑکر رات بسر کرلون گا۔ لارڈ کچنر بھی سپاہی ہین انہین بھی اسکی کچھہ پروانہوگی البتہ سویلین حکام جو نرم وگرم بچھونون پر جلد سو جانے کے خوگر ہین اُن کو ہرکا تردد ہونا چاہیے۔ یہہ سُنکر پھر روانگی مین تعجیل کی کسیکو جرأت نہ ہوئی۔ اور یہہ امر ہز مجسٹی کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا۔

کلکتہ کے خاص واقعات ودلچسپ حالات

مینا بازار مین مندر ومسجد کے طرز کی برابر دوکانین دیکھکر ارشاد کیا کہ کوئی مقام ایسا نہین کہ جہان ہندو ومسلمان باتفاق نہ رہ سکتے ہون۔

نمائشگاہ مین نذرین قبول فرمانیسے انکار کر دیا۔ ان کی روانگی پر بندے ماترم اور امیر صاحب کی جے کے نعرے بلند کیے گئے۔

فریمین لاج مین شرکت فرمائی۔ اسکے متعلق مبسوط بحث ہمنے اسی مضمون مین جداگانہ لکھی ہے۔ یہان صرف اسقدر لکھنا ہے کہ آپ کے فریمین لاج مین شریک ہونیسے پہلے ڈیوک آف کناٹ جو ہند کے لاجون کے گرینڈ ماسٹر ہین اور اسوقت کلمبو (سیلون) مین تھے اُن سے اجازت چاہی جنھون نے اظہار مسرت کے ساتھہ بذریعہ تار اجازت اور اطلاع دی کہ ہز مجسٹی کو بہ لحاظ اُنکے مرتبے کے اعلیٰ مدارج جو عام ممبران لاج کو تبدریج مدت مدید مین دیے جاتے ہین شرکت کے وقت ہی دیدیے جاوین۔

مینا بازار کلکتہ مین جب لیڈ ینٹو ہز مجسٹی امیر کیساتھہ لیے دوکانون کی سیر کرا رہی تھین تو پھولون کی کمیٹی کی ممبر مس کیمبل نے ہز مجسٹی کے فراک کوٹ کے داہنی جانب ایک پھول لگادیا۔ آپ نے ایک اشرفی انعام دی۔ پھولون کی نمایش کے سامنے مس رم پہنچی۔ دوسری ممبر نے بائین طرف دوسرا پھول لگادیا۔ اسے بھی ایک اشرفی دی۔ اسی دوران

ین مسز ہر نگٹن نے جنکا تعلق بہی پہولون کی کمیٹی سے تہا۔ پہولون کی ایک ٹوکری بہری ہوئی مین سے ایک پہول پیش کیا۔ آپ نے قیمت دریافت کی خوبصورت بیچنے والی نے جواب دیا کہ صرف دس روپیہ۔ آپ نے ہنسکر فرمایا بہت زیادہ ہے اور اپنے ایک مصاحب خاص کو طلب فرماکر قیمت کے بارہ مین رائے پوچھی اوسنے عرض کیا کہ بہت ہی ارزان ہے۔ اسپر ہز مجسٹی خوب ہنسے اور مسز ہر نگٹن سے کہا کہ دو پہول لگا دو۔ مسز ہر نگٹن نے پہول لگا کر کہا کہ اب آپ بہت خوبصورت معلوم ہوتے ہین آپنے دو اشرفی مرحمت فرمائین مسز ہر نگٹن نے شکریہ ادا کیا۔

یہ کیفیت و رنگ دیکھکر میرزا محمد اکبر علیخان صاحب نے فی البدیہہ یہ شعر موزون فرمایا

بہند ہم شہ کابل جلالتے دارد
بتان بگرد حبیب آلہ میگردند

جس کو سرداران افغانی سُنکر پہڑک گئے۔ ۱۰ بجکر ۳۹ منٹ پر کلکتہ سے روانگی تہی مگر ایک بجے کے بعد ٹرین روانہ ہوئی۔

۱۰۔ فروری سنہ ۱۹۰۷ء۔ راہ مین باڑہ دانا پور۔ دلدار نگر۔ آلہ آباد مین کہانا و چاء وغیرہ ہوئے۔ آلہ آباد مین مسٹر میکینیر کلکٹر آلہ آباد کی میم صاحبہ کو ایک انگوٹھی عنایت کی جنہون نے ہندوستانی زبان مین رسم سلام ادا کی تہی۔ سہاگپور کا انتظام جو بابو سیتارام کے سپرد تہا کلکتہ کے زیادہ قیام نے درہم و برہم کر دیا اس انتظام کے متعلق ایک خاص امر قابل تحریر ہے کہ اس ہندو منتظم نے اعلیحضرت کے زہد و اتقا کا پاس ملحوظ رکھکر اطراف و جوانب کے میلون تک شرابخانے دیسی بند کروا دیے تہے۔

۱۱۔ فروری سنہ ۱۹۰۷ء۔ بمبئی جاتے ہوئے سیتارام پور مین کوئلہ کی کان کا معائنہ

بابو سیتارام صاحب کو میم صاحب کابل کی حضوری کا شرف حاصل ہوا اور سردار محمد اکبر علیخان کی ضمانت مین بنارسی کی ایک ... اخلاق و رسم اسلام ... تعلیم ... باقی ...

نہ فرماسکے کیونکہ شب کو اس جگہہ ٹرین پہنچی تھی۔

۱۲۔ فروری سنہ ۱۹۰۶ء۔ ہزمجسٹی کو ان کی اسپیشل ٹرین کے بمبئی پریسیڈنسی مین داخل ہونے پہ ہزاکسلینسی گورنر بمبئی کا مندرجہ ذیل تار خیر مقدم موصول ہوا۔

مین ہزمجسٹی کو بمبئی پریسیڈنسی مین تشریف لانے پر تہ دل سے مبارکباد دیتا ہون اور توقع کرتا ہون کہ یہان ہزمجسٹی کی سیاحت خوشگوار ہوگی۔ بجواب اسکے ہزمجسٹی نے مندرجہ ذیل تار دیا

آپ کے پر محبت خیر مقدم کے جواب مین شکریہ ادا کرتا ہون اور متوقع ہون کہ بمبئی کی چند روزہ قیام کو مین خوش آیند پاؤن گا۔

ٹہیک ساڑہے تین بجے ٹرین وکٹوریہ اسٹیشن پر داخل ہوئی۔ استقبال کیلئے ہزاکسلینسی لارڈ لیمنگٹن گورنر و دیگر جلیل القدر برٹش حکام موجود تھے ہزمجسٹی مسکراتے ہوے ٹرین سے اُترے اور ہزاکسلینسی کیطرف بڑھے اسکے بعد سر ہنری میکموہن کی ذریعہ سے باقاعدہ تعرف ہوا۔ امیر البحر چیف جسٹس ممبران کونسل و لفٹیننٹ جنرل کمانڈنگ ویسٹرن کمانڈ یکے بادیگرے پیش کیے گئے ہزمجسٹی نے ہر ایک سے تپاک کے ساتھہ ہاتھہ ملایا امیر البحر نے بحری افسرون کی ملاقات کرائی چیف جسٹس نے ججون کو پیش کیا چیف سکرٹری گورنمنٹ نے زاید ممبران کونسل کو ہزمجسٹی سے انٹرڈیوس کرایا لفٹننٹ جنرل کمانڈنگ نے فوجی افسران کی نسبت اس فرض کو ادا کیا۔

بعدہ ہزمجسٹی امیر ہزاکسلینسی لارڈ لیمنگٹن و سر ہنری میکموہن ایک ساتھہ قیامگاہ کو روانہ ہوے حاضرین نے بڑے جوش سے نعرہ خوشی بلند کیے۔ اہل بمبئی اس جلوس سے نہایت محظوظ معلوم ہوتے تھے ہر طبقہ و ہر فرقہ کے ہزارون آدمی خیر مقدم کیلیے رستوپر موجود تھے اسلامی حصہ آبادی مین خوب زیب و زینت کیگئی تھی۔ ہزمجسٹی سمندر دیکھتے ہوے اپنی کوٹھی مین جو موقع و منظر کے لحاظ سے بہت ہی دلکش جگہہ واقع ہے وارد ہوئے۔

پانچ بجے شام کے ہزمجسٹی نے گورنمنٹ ہوس مین ہزاکسلینسی گورنر سے شاہی ملاقات فرمائی

اپنے استقبال کے اعلیٰ انتظام پر شکریہ ادا کیا اور بمبئی کے دیکھنے سے جو خوشی ہوئی تھی اُسکا تذکرہ فرمایا۔ آج مغرب کی نماز ایک چھوٹی سی مسجد مین ادا فرمائی۔
شب کو شاہی دعوت دی گئی۔ دعوت مین لارڈ ولینگٹن نے جام صحت علیحضرت امیر کا نوش کرتے ہوئے بیان کیا۔
"کہ ہم سب کے سب یور مجسٹی کو بمبئی تشریف لانے پر خیر مقدم کہتے ہین۔ ہمارے پُر تپاک خیر مقدم کی صرف یہی وجہ نہین ہے کہ یور مجسٹی نہایت عالیمرتبہ مہمان ہین بلکہ اخبارات کے وزیعہ سے ہم یور مجسٹی کے حالات سیر و سیاحت ہند سے آگاہ ہوتے رہے ہین۔ ہمنے آپ کی تقریرین پڑہی ہین اور آپ کی کارروائیون و طریق پر غور کیا ہے جو ویسا ہی ہمدردانہ ہے جیسا کہ پُر زور ہے اور معلوم ہوا ہے کہ یور مجسٹی کیسے غور و خوض سے ہندوستان کی جدید زندگی کی تعلیمی۔ تجارتی۔ علمی ترقیون کو ملاحظہ فرماتے ہین اور انہین خود اپنی آنکھون سے دیکھنے اور ان کے حالات کانون سے سُننے کے مشتاق ہین۔ نیز یور مجسٹی کی سپاہیانہ صاف دلی اور دلآویز تقریرین یہ تمام باتین اسپر دال ہین کہ یور مجسٹی کی رونق افروزی پر تہ دل سے اظہار مسرت کیا جاوے۔ ہمین امید ہے کہ اس شہر مین یور مجسٹی کو بہت ہی دلچسپ باتین ملینگی۔ صرف بندرگاہ اور سمندر جو ہمین گھیرے ہوئے ہے یہ ان کے لیے ایک نئی چیز ہوگا ہمین امید ہے کہ ہزاکسیلنسی امیر البحر یو ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کے جنگی جہازات کی قابلیت اور ان کی کلون وغیرہ کے کچھ نمونے آپ کو دکہانے مین کامیاب ہو سکے۔ مین امید کرتا ہون کہ ہم لوگون مین آپ کا قیام فرحت و مسرت کا موجب ہوگا
اور ہماری تمنا ہے کہ کراچی (جو اس پریزیڈنسی کا ایک بارونق حصہ ہے) کا سفر بھی خوشگوار ہو۔ مین آخر مین دعا کرتا ہون کہ سفر آیندہ مین صحت و سلامتی آپ کی رفیق ہو۔ اور یور مجسٹی کی یہ سیاحت اس ملک

اورافغانستان کے درمیان اتحاد مزید تقویت کا باعث ثابت ہو۔

اب لیڈیز و جنٹلمین سے درخواست کرتا ہون کہ آپ ہزمجسٹی امیر افغانستان کی صحت وسلامتی اور وطن کو بمسرت مراجعت کی نسبت جام بہر کر نوش فرمائین"

جواب مین اعلیحضرت نے فارسی مین تقریر ذیل فرمائی۔

" ہندوستان مین کیا آیا مین اپنے مہربان دوستون کے ملک مین آگیا ہون ہندوستان آنے سے پیشتر ہم اپنے آپ کو دوست کہتے تھے۔ اب مین یہہ کہنے کے قابل ہون کہ پہلے ہماری دوستی جو بمنزلہ ایک پودے کے تھی اب بڑے درخت کے مانند ہوگئی ہے یہہ ایسا عظیم الشان درخت ہے کہ ہم سب اس کے سایہ مین بیٹھہ سکتے ہین اور پہل جمع کرسکتے ہین۔ مین اپنے مہربان دوستون کی عنایتون اور شفقت آمیز برتاؤ کا کسی طرح شکریہ ادا نہین کرسکتا۔ مین نے ہندوستان مین بہت سا تجربہ حاصل کیا ہے۔ اور توقع ہے کہ مین آیندہ اس سے اپنے ملک کو فائدہ پہونچا سکونگا۔

مجھے یہہ کہنے دیجیئے کہ افغانستان کبھی ہندوستان کی دوستی سے مُنہ نہ موڑے گا۔ جبتک کہ سلطنت ہند دوستی کو قایم رکھنے کی خواہان ہوگی تب تک افغانستان و برطانیہ باہم دوست ہونگے۔

دوران سیاحت ہند مین میرے اس قدر ذاتی دوست ہوگئے ہین کہ مین کہہ سکتا ہون کہ بجائے کسی غیر ملک کے مین اپنے ملک مین ہون

آج ہم سب ہزاکسلینسی گورنر کے مہمان ہین۔ مین آپ سے درخواست کرتا ہون کہ میرے مہربان دوست لارڈ لیمنگٹن کا بہترین جام صحت نوش کرین۔

۱۳۔فروری سنہ ۱۹۰۶ء۔پھر اہی برٹش افسران کے شمالی و جنوبی توپ خانون کا معائنہ کیا۔توپون کی گولہ باری سے بہت خوش ہوئے۔اور خود بھی ایک توپ چلائی۔چند گھنٹے بری و بحری اسٹورمین بسر کیے اور کچھ خریداری بھی فرمائی پھر میدان گھوڑ دوڑ مین جاکر وہان کی سیر کی۔گھوڑون پر جنرل رچرڈسن کے ساتھہ بازیان لگائین۔مگر آپ کا انتخاب کیا ہوا کوئی گھوڑا نہ جیتا شرط ہارنے پر آپ خوب ہنسے اور جنرل رچرڈسن کو جیتنے پر مبارکباد دی گھوڑ دوڑ کے میدان ہی مین نماز ادا کی۔

بعد نماز لارڈ لیمنگٹن و لیڈی جنکنس کی پارٹی کے ساتھہ چاء مین شریک ہوئے۔رات کو سرلارنس جنکنس چیف جسٹس کے یہان مہمان ہوئے شہر مین شب کو چراغان ہوا آپ کو بدیر اطلاع ہونے سے آپ نہ جا سکے مگر اپنے جملہ سرداران کو جانے کا حکم دیا۔

۱۴۔فروری سنہ ۱۹۰۶ء۔آپ کے ملاحظہ کے لیے آج یونیورسٹی۔ہائیکورٹ سکریٹریٹ کے دفاتر آراستہ کیے گئے لیکن ہز مجسٹی بری و بحری کارخانہ کو تشریف لے گئے بہت سی اشیاء تھوڑی تھوڑی مقدار مین خرید فرمائین۔ ۳ بجے سہ پہر کو اپالو بندر پر بیڑہ جہازات کا ملاحظہ فرمایا۔کمانڈر نے استقبال کیا جہازون سے اتواپ سلامی سر ہوئین۔جہاز ڈاڈم پر برقی بٹن دبا کے آپنے ایک توپ چلائی۔آپ بہ نسبت بری سازوسامان کے بحری سامان حرب و کلون مین بہت دلچسپی لیتے ہین۔

جہاز ہر مز پر آپنے فرمایا کہ میرے ملک مین سنتری نہین جب مین حکم دے دیتا ہون کہ کوئی بازار مین نہ چلے تو اسکی تعمیل ہوتی ہے۔رات کو سرکس کے کرتب معائنہ فرما کر بہت محظوظ ہوئے

۱۵- فروری ۱۹۰۷ء - احمد دلوجی تجار کے کارخانہ فرنیچر مین ایک نہایت نفیس سیاہ چوبی فرنیچر جو ایک ہندوستانی والی ریاست کی فرمایش سے کارخانہ نے تیار کیا تہا اُس کی قیمت دریافت کرکے آپ نے فرمایا کہ فرنیچر کابل بہیجنے کے لیے فروخت کر دیا جاوے اور مکرر ارشاد فرمایا کہ ایسا بڑا کارخانہ ہندوستانی والی ریاست کے محل کے لیے فرنیچر کا دوسرا سٹ بہت جلد تیار کر سکتا ہے عرض کیا کہ سٹ بہت جلد کابل بہیجدیا جاویگا۔

آپ اور آپ کے ہمراہی۔ ہندوستانیون کو لکڑی کے کام مین ایسا ماہر اور اعلےٰ درجہ کا صناع و کاریگر پاکر بہت خوش ہوئے اور وعدہ فرمایا کہ وقت ملا تو پہر کارخانہ مین ہم آئینگے۔

بعدہ جامع مسجد مین نماز جمعہ ادا فرمائی۔ وہان سے ٹریچر اینڈ کمپنی کے کارخانہ مین گئے پہر قیامگاہ پر تشریف لائے۔

۱۶- فروری ۱۹۰۷ء - آج عربی گہوڑون کے اصطبل کا معائنہ فرمایا بارہ گہوڑے خریدے۔ وہان سے گہوڑدوڑ مین تشریف لائے۔ رات کو مسٹر سر ارچیبالڈ ہنٹر کے یہان مہمان ہوئے۔

۱۷- فروری ۱۹۰۷ء - آج پونا تشریف لیگئے۔ اوّل یہان گنیش کنڈ مین اُترے بعدہ روشیرول تشریف لیگئے۔ جو دریا کے کنارے واقع ہے اور پونا کا بہترین مقام ہے شام کو واپس بمبئی ہوئے اور شب کو چیف جسٹس کے مہمان ہوئے۔

۱۸- لغایت ۲۵- فروری ۱۹۰۷ء غرضکہ بمبئی مین خوب سیر کی سرکس کا تماشہ دیکہا دکانون مین آزادانہ جاجاکر ضروری اور خوشوضع و خوبصورت چیزین خرید فرمائین۔ مختلف لباسون مین اپنی تصویرین اُتروائین۔ اعلیٰ عہدہ داران برٹش کے مہمان ہوئے خوش ہوی اور اُن کو

خوش کیا۔ خصوصاً لارڈ لیمنگٹن گورنر سر لارنس جنکنس چیف جسٹس و لیڈی جنکنس وغیرہ نے ہز مجسٹی کو محظوظ و مسرور کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ مسجدون مین جاکر نمازین ادا کین۔ غار الی فینٹا کا معائنہ کیا۔ مشہور مخیرہ عجیب و غریب عورت مسماۃ جانکی سے ملکر غریب حاجیون کی امداد و اعانت کے متعلق اُس کی کوششون کا شکریہ ادا فرمایا۔

۲۵۔ فروری ۱۹۰۷ء۔ سہ پہر کو ساڑھے تین بجے بقصد روانگی کراچی اپولو بندر پر تشریف لائے۔ شاہی گاڈی پہنچتے ہی بڑے جوش و خروش سے چیرز دیے گئے۔ دُخانی کشتی مین سوار ہوکر جنگی جہازات کیطرف تشریف لے گئے۔ سلامی سر ہوئی۔ ہر مز جہاز کو معائنہ کیا۔ بعدہٗ اسٹیمر ڈفرن پر سوار ہوے جہاز کے متحرک ہوتے ہی دیگر جہازون نے سلامی کی توپین سر کین۔

۲۶۔ فروری ۱۹۰۷ء دریا مین گذرا

۲۷۔ فروری ۱۹۰۷ء۔ کو ایک بجے دن کے کراچی مین ورود ہوا۔ التوپ سلامی سر ہوئین۔ کمشنر سندھ و کمانڈنگ افسر فوج مع اپنے اسٹاف کے استقبال کے لیے موجود تھے۔

پونے پانچ بجے کیپٹن بلیک ڈائرکٹر صیغۂ بحر اور دیگر افسران جہاز ڈفرن ہز مجسٹی کے وداعی سلام کو حاضر ہوئے۔ آپ نے جہاز ڈفرن پر آرام و آسایش کے اعلےٰ انتظام پر خوشنودی ظاہر کی ملازمان جہاز کو فیاضی سے انعام عطا فرمایا۔ اسکے بعد موٹر کار مین سوار ہوکر بندرگاہ کی سڑک سے سرکاری باغات گیے چڑیا گھر دیکھا۔ اپچیلی کی دوکان سے چند اشیا خریدین اور یہین نماز شام ادا کی بعدہ ریلوی اسٹیشن پر وارد ہوے، روانگی سے پہلے کمشنر سندہ اور اُنکی میم صاحبہ کو اپنی ایک ایک تصویر اور میم صاحبہ کو ایک مالا بھی عنایت کی پونے نو بجے کراچی سے ٹرین روانہ

۲۸ فروری ۱۹۰۷ء۔ راہ مین اسٹیشن بہاولپور پر کچھ ٹھرے نواب مرحوم کی تعزیت فرمائی۔

یکم مارچ ۱۹۰۷ء۔ لاہور پہنچے۔ اسٹیشن خوب آراستہ تہا۔ ٹرین سے ہز مجسٹی اُتری یورپین حکام و ہندوستانی رؤسا استقبال کے لیے موجود تہے۔ اسٹیشن کے باہر کیمپ کی سڑک پر خلقت کا اژدحام تہا۔ آج شاہی مسجد مین نماز جمعہ ادا فرمائی مسجد مین عیدین سے بہی زیادہ مجمع تہا مسجد کو عمدہ طریقہ سے آراستہ کیا گیا تہا امام مسجد نے خطبہ پڑہا اور نماز پڑہائی آپ نے امام کی قرأت سے خوش ہو کر خلعت مع زر نقد مرحمت فرمایا موذن کو بہی ایک دو شالا بخشا۔

مسجد سے نکلنے پر لوگون نے آپ پر پہول برسائے۔ مسجد سے سیدہے آپ شہنشاہ جہانگیر کے مقبرہ پر گئے۔ فاتحہ پڑہی چند منٹ مراقبہ مین رہے کچھ اشرفیان قبر پر رکھکر اُٹھ کہڑے ہوئے۔ مالی باغ نے بہی انعام پایا اُس کے بعد چیفت کالج گئے جہان پرنسپل و ممبران اسٹاف نے استقبال کیا۔ معززین طلبا مین خوردسال مہاراجہ پٹیالہ۔ کمسن راجہ فریدکوٹ۔ ولیعہد چمبہ۔ خیرپور سندہ کے خوردسال میر سے ملاقات فرمائی پرنسپل کے ساتہ تمام عمارات کالج کا معائنہ کیا۔ کچھ سوالات کیے اور کتاب مین اپنے معائنہ و مسرت کا تحریری اظہار فرمایا۔

کالج کے بعد آپ چہاؤنی میانمیر مین تشریف لائے۔ لفٹنٹ جنرل والٹر پکہنر نے استقبال کیا۔ سر چارلس ریواز اور شہر و چہاؤنی کے جنٹلمین و لیڈیان بہی موجود تہین۔ لیڈیون کی ایک کمیٹی جو خیر مقدم کے لیے بنائی گئی تہی وہ حاضر ہوئی۔ آپ ہر ایک سے نہایت خوش خلقی سے پیش آئے۔ لیڈیون کو جگنیان۔ انگوٹھی۔ چہلّے وغیرہ عنایت کیے۔ شبکو لفٹنٹ گورنر پنجاب کے مہمان ہوئے۔

۲۔ مارچ ۱۹۰۶ء۔ آپ کے پروگرام مین تہا کہ اعلیحضرت آج دوپہر کو سنگ بنیادی اسلامیہ کالج نصب فرمائین گے۔ جسکی وجہ سے اطراف و جوانب سے بکثرت عمائد و خواص جمع ہوے تہے۔ عین وقت پر خبر ملی کہ آپ بجائے آج کے کل شام کو پانچ بجے تشریف لائین گے۔ آج گیارہ بجے تک کیمپ سے کہین باہر تشریف نہین لے گئے۔

بعدہ مسرز کک اینڈ کلوی جوہری کی دوکان پر گئے وہان دس ہزار کا مال خرید فرمایا۔ جسکو ہمراہ لائے۔ سہ پہر کو لارنس حال مین ٹینس اور کرکٹ کے کہیل ملاحظہ فرمائے۔ شب کو لفٹنٹ گورنر کے مہمان ہوئے۔

۳۔ مارچ ۱۹۰۶ء۔ آج امرت سر تشریف لے گئے۔ اسٹیشن سے اُتر کر سیدہے دربار صاحب پہنچے حسب معمول عام جوتہ اُتار کر اندر گئے۔ اندر جانیسے پہلے جیب سے سگار نکال کر پہینکدیا۔ خدام دربار نے وہ چتر جو مہاراجہ رنجیت سنگہ کے سر پر لگایا جاتا تہا اور کرسی حاضر کی آپنے ان تکلفات کو منظور نفرمایا اور کہا کہ مین فقیر کے دربار مین آیا ہون مجہے یہان شان و شوکت درکار نہین۔ پہر آپ گورو صاحب کے اُس تخت تک گیے جہان آج تک کوئی سکہ بہی نہین جاسکا۔

یہہ آپ کی خصوصیت باعتبار رعایا پرور بادشاہ کے ہے۔ جس کی شان ہر مذہب و ملت کی حمایت و پرورش ہوا کرتی ہے۔ تمام اہل دربار نے باربار دلی جوش کیساتہ سری ست اکال بلہی مہاراج کی جے اور بہنون نے اشیرباد اشیرباد کے دعائیہ نعرے لگائے (باہا حبیب اللہ کا مختصر ہے) آپ نے علاوہ خدام کے دربار کے لیے بہی معتدبہ رقم عنایت فرائی۔ یہان سے آپ خالصہ کالج تشریف لے گئے وہان بہی کچہہ عطا فرمایا۔ اسیوقت واپس لاہور ہوے

ٹرین سے اُتر کر ساڑھے پانچ بجے کے قریب اسٹیشن سے سیدہے اُس موقع پر جہان اسلامیہ کالج کے بنیادی پتھر رکھنے کا جلسہ تھا پہنچے خلقت کا اژدہام خیال سے بہت زیادہ تھا۔ جلسہ کیطرف سے ایڈریس دیا گیا۔ آپنے جواب مین جو تقریر فرمائی اُسکے لفظ لفظ سے راستبازی۔ مذہبی جوش۔ اسلامی محبت ٹپکتی تھی یہہ شعر ارشاد کیا۔

ہمچو پرکاریم یکپا در شریعت مستقیم
پائے دیگر سیر ہفتاد و دو ملت میکنم

آپ نے روز گذشتہ کے نہ آنے کی تلافی ایسی فرمائی کہ مسلمان فرط خوشی سے باغ باغ ہو گئے۔ جوش ارادت مین ہر متنفس کا دل آپ پر قربان ہونے کو چاہتا تھا۔ اِس کے بعد لوگون نے نظم پڑہنے کی اجازت چاہی جسپر فرمایا کہ کام کی باتین کرنا چاہیئین۔ فوراً اُٹھکر وہان آئے جہان سنگ بنیادی نصب کرنا تھا سنگ مرمر کے کتبہ کو اپنے ہاتھ سے نصب فرمایا۔ اور سوار ہو کر تشریف لیگئے

۴۔ مارچ ۱۹۰۷ء۔ آج شالامار باغ تشریف لے گئے وہان بعض عمدہ درختون کے بیج افغانستان ہمراہ لیجانے کی خواہش ظاہر کی۔

شب کو مسٹر ڈابس ڈپٹی فارن سکرٹری جو ہز مجسٹی کے ساتھ شروع سفر سے تھے اور جنکا رتبہ بعد سر ہنری میکموہن کے برٹش پارٹی ہمراہی مین تھا۔ اُن کی شادی مین شریک ہوئے جو سر چارلس ریواز کی بھتیجی کے ساتھ ہوئی۔ اور آج کا قیام اسی تقریب کی وجہ سے عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ شب کو اکونٹ جنرل کے مہمان ہوئے اور قریب ایک بجے شب کے لاہور سے روانگی ہوئی۔

۵۔ مارچ ۱۹۰۷ء۔ شام کے بعد ٹرین پشاور پہنچی رات کی تاریکی کیوجہ سے مراسم و تکلفات کما حقہ ملحوظ نرہ سکے

۶۔ مارچ ۱۹۰۷ء۔ شب کی بارش نے راستون کی حالت بدتر کر دی تھی۔ آج صبح سے بھی خفیف ترشح برابر ہوتا رہا تھا۔
کیچڑ پانی سے پیدل چلنے والون کی مٹی خراب تھی زبان حال سے راہگیر یہ کہتے تھے

پاؤن نیچے سے پکڑتی ہے یہان کی کیچڑ
ڈھولین اوپر سے لگاتا ہے تڑاتڑ پانی

دوپہر کو کچھ مطلع صاف ہوا۔ اُسوقت ہز مجسٹی موٹر کار مین سوار ہوئے (پھسلنے کی وجہ سے موٹر کار کو تیز نہین چلایا جاسکتا تھا۔) اور آپ اُس مقام پر پہنچے جہان کئی دن سے فوجی کھیل ہو رہے تھے۔ ہائلینڈر۔ برگیڈ کے کرتب ملاحظہ فرمائے۔ بالخصوص تلوارون کے ناچ سے بہت محظوظ ہوئے۔ شب کو سر ہرلڈ ڈین چیف کمشنر کے مہمان ہوئے۔
۷۔ مارچ ۱۹۰۷ء۔ آج زمانۂ سیاحت ہند ختم ہوا۔ صبح آٹھہ بجے آپ اسٹیشن پیشاور پر وارد ہوئے۔ پلیٹ فارم پر فوجی و ملکی عہدہ داران کا بہت بڑا ہجوم تھا حاضرین مین ہر شخص سے بقدر مراتب رخصتی اخلاق فرمایا اور ٹرین مین سوار ہوئے نو بجے سے پہلے گاڑی جمرود پہونچ گئی۔ سرحدی توپخانۂ قلعہ نے سلامی سر کی ہز مجسٹی کے اُترنے پر مقامی افسران خیبر رائفل نے استقبال کیا رخصت ہونے وقت ان لفظون مین اظہار مسرت و خوشنودی فرمایا۔
جمرود در وقت مراجعت از سفر ہندوستان و داخل شدن بخاک افغانستان
از دورۂ ہندوستان کہ در شصت و چہار روز بدورۂ مذکور بودم آنقدر محظوظ ہستم کہ از حد بیان بیرون ہست۔ آنچہ از گورنمنٹ انڈیا خود و جناب وایسراے صاحب و کمانڈر انچیف صاحب وغیرہ افسران نظامی و حکام ملکی ہندوستان ملاحظہ کردم۔ ہمہ محبت و دوستی بود۔ و ہمہ شان را

دوست دولت افغانستان و دوست خود یافتم من میتوانم گفت که درین قلیل زمان گروش خود در ہندوستان
اتقدر دوستہاے صادق براے دولت افغانستان و براے شخصی خود پیدا کردم که اگر از افغانستان دو دہ
ہندوستان بلی آدم بیست سال پیدا کردہ نمی توانستم پس امروز ملت افغانستان و خود را مبارکباد میدہم که یک
خوب دوستہا ہستم ۔ دوست من سر ہنری میکموہن این مضمون نوشته براے مدیر اخبارات راجع
بہ ہند تا در اخبار خود شایع کنند که تمام عالم واقف شود امضاء سراج الملۃ والدین

سر ہنری میکموہن کی خدمات کے صلہ مین شکریہ کے ساتھ تمغۂ حرمت و خطاب سردار عطا
فرمایا۔ اور میجر برڈ و میجر بروک کو بھی تمغہ حرمت عنایت کیا۔ کیپٹن ڈرمنڈ۔ میجر ڈبوک و کپٹن پیری
کو تمغۂ عزت اور مسٹر فیلڈ و مسٹر وای کو تمغۂ خدمت مرحمت فرمائے۔

اسٹیپیان کے لیئے ایک رقم بالمقطع سر ہنری میکموہن کی تفویض کی کہ آپ علیٰ قدر مراتب
جسکو جیسی قابل سمجھین انعام کے طور پر ہدایۃً بخشین۔

بعدہ ہز مجسٹی اور اُن کے ہمراہی متعدد گاڑیون مین سوار ہوئے خیبر کے راستہ کا انتظام
کافی تھا۔ ساڑھے بارہ بجے رونق افروز لنڈی کوتل ہوئے قلعہ سے سلامی سر ہوئی۔ یہان دوپہر
کا کھانا تناول فرمایا۔ بے تار کی تار برقی کا کچھ تجربہ کیا۔ ساڑھے چار بجے ایک اسپ ہرنگ پر
سوار ہوکر لنڈی خانہ سے انگریزی اسٹاف کو واپس کرکے مع الخیر اپنے ملک کو تشریف لیگئے

ہز مجسٹی شاہ افغانستان کے اخلاق و صفات

اعلیحضرت مین جو جو قابلیتین و خوبیان پائی جاتی ہین وہ ایک ایشیائی
فرمانروا کی ذات واحد مین مشکل سے جمع ہوتی ہین۔ خداوند عالم نے خوبیان و صفات عطا
فرمائے ہین اُن کے ساتھ اپنی فیاضانہ عنایت سے کام لیا ہے۔ وہ دانشمند۔ ذہین و ذکی
رحمدل۔ روشن خیال۔ حلیم۔ خلیق۔ مستقل مزاج۔ متین۔ متواضع۔ غیر متعصب۔ ظریف۔ سخی
جری۔ صاحب علم۔ خوش بیان۔ علوم و فنون کے شایق۔ اسلامی خیالات و مذہبی عقائد
کے لحاظ سے وہ ایک پاکباز اور نیک کردار مسلمان ہین۔

اون مین دو صفات اعلیٰ درجہ کی ہین۔ اوّل یہہ کہ جو بات دل مین ہے وہی زبان پر

ظاہر و باطن یکسان ہے۔ ریاکاری جو بدترین خصائل انسانی مین سے ہے اُن مین نہین۔ دوسرے حسد نہین بہانہ ڈہونڈہکر کسی کو سزا نہین دیتے بلاوجہ کسی کے خواہان زوال نہین مسائل دینی کی بصیرت مین اُن کا مرتبہ کسی طرح ایک فقیہ سے کم نہین۔ طلبار علیگڈہ کالج وڈسٹیان سے متعدد سوالات مذہبی کا دریافت کرنا ہمارے اس بیان کی قوی حجت ہی قرآن پاک سننے پر رقت طاری ہونا اور گریہ کا ضبط نہ کرسکنا نرمی دل وخوف خدا کی بیّن دلیل ہے۔

بیان مین روانی۔ راستی وسلاست ہے جس موقع پر جو کچھ فرمایا وہ نہایت صاف و سچا و مناسب وقت تہا۔ اون کی گفتگو مین بناوٹ کو دخل نہین۔ اُن کا بیان راست و سنجیدہ ہوتا ہے۔ اونہون نے بعد ملاحظہ علی گڈہ کالج جو تقریر فرمائی وہ ہر طرح حیرت انگیز تہی۔ وہ ایک فقرہ اسپیچ کا فارسی مین فرماتے تہے۔ ترجمان اُسکا ترجمہ اُردو مین سُناتا تہا۔ اسی طرح ٹہر ٹہر کر اسپیچ ختم ہوئی مگر تسلسل واقعات وخوبی بیان مین فرق نہ آنے پایا یہ وہ صفت ہے جس کی تعریف مشکل سے ہوسکتی ہے۔

تعلیم وتربیت | ابتدائی تعلیم آپ کی مملکت روس مین ایسی ہوئی جیسی کہ حالت و زمانہ کے اعتبار سے ہونی چاہیئے جب امیر مرحوم سریرآرائے تخت کابل ہوے تو پہر باقاعدہ تعلیم مذہبی اخلاقی۔ عربی وفارسی زبانون مین شروع ہوئی اور ساتہہ ہی انگریزی بہی سکہلائی گئی۔ تعلیم سے زیادہ آپ کی تربیت ہوئی۔

فارسی و پشتو تو آپ کی مادری وملکی زبانین ہین۔ عربی کے بہی ماہر ہین۔ روسی وانگریزی زبانون کو بقدر ضرورت جانتے ہین۔ اُردو کو بخوبی سمجہہ لیتے ہین۔ اور اسمین مطلب بہی ادا فرما لیتے ہین۔

امور سیاست کی تربیت جس خوش نصیب شخص نے امیر عبدالرحمن خان مرحوم جیسے مدبر حکمران سے پائی ہو اُس مین کیا کمی رہ سکتی ہے۔ جس سعی بلیغ سے مرحوم مغفور نے

معاملات سلطنت و پولیٹکل مصالح سے آپ کو باخبر کیا ہے۔ اس سے بہتر ناممکن نہین تو دشوار الیقینی ہے۔

تہذیب و شائستگی | اعلیحضرت کی تہذیب و شائستگی نے اہل مغرب کو متحیر بنا دیا۔ آپکی صحبت ذی علم اشخاص مین سے ملاؤن کے ساتھہ رہی لیکن سفر ہندوستان مین ہر موقع پر آپنے ثابت کر دیا کہ آپ پکے مسلمان ہین۔ مگر تنگی خیالات کے مسلمان نہین جس قوم مین آپکی پرورش ہوئی اُس پر نئی تہذیب کا سایہ نہین پڑا مگر مہذب قومون سے تسلیم کرا دیا کہ آپ کی تہذیب ہرگز کسی اعلیٰ درجہ کے مہذب تعلیم یافتہ شخص سے کم نہین۔

شاہ افغانستان کی شائستگی نے اُن کے ہر ملازم کو شائستہ بنا دیا ہے افغانی سپاہی مغربی سولجرون سے زیادہ مہذب ہین اُن کی تہذیب و شائستگی ترکون کی تہذیب کا کچھہ دنون مین دعوے کرے گی۔

افغانی جنگجو بدویانہ زندگی بسر کرنے والی قوم جسپر نہ ہنوز مغربی سایہ پڑا اور نہ جسکو دنیا کی سیر و سیاحت کا موقع ملا اُسکا اس حالت تہذیب پر اسقدر جلد پہنچنا محض اعلیحضرت کی کرامت تہذیب کہنا چاہیئے۔ ورنہ کہان ملک افغانستان اور کہان یہ موجودہ تہذیب و شائستگی۔

اخلاق | ہز مجسٹی امیر خلق محمدی کا نمونہ ہین۔ عام طور پر اخلاق برتنا۔ لوگون کیساتھہ خندہ جبینی سے پیش آنا۔ یہ صفت اُن کی طبیعت ثانی ہے۔ گفتگو مین ایسی دلکشی ہے کہ مخاطب ہمہ تن شوق بنجاتا ہے۔ ایک انگریزی اخبار رقمطراز ہے کہ ہز مجسٹی امیر کابل ایسے اعلیٰ پایہ کے شخص ہین جنپر ایشیا بھر کو فخر کرنا چاہیئے ایک اور انگریزی اخبار کا بیان ہے کہ ظاہر کی طرح آپ کا باطن بھی نہایت شاندار ہے۔ وہ فطرتاً متواضع۔ مہربان۔ خلیق۔ اور تمام انسانی خوبیون سے آراستہ ہین۔ وہ مطلق متکبر نہین۔ وہ تمام امتحانون مین پورے اُترے اُنکا خلق امیرون و غریبون کے ساتھہ یکسان ہے۔ مسلمان۔ عیسائی۔ بنگالی۔ پارسی اور عام ہندو سب ہی ایک زبان ہوکر اُن کے اخلاق کے ثناگر ہین۔

ذہن وذکا ذہانت وذکاوت کیلئے یہ دلائل کافی ہین کہ لنڈی کوتل پر بے تار کی خبر رسانی کے
متعلق اور کانپور مین کارخانون کے انجنیرون سے جو سوالات آپ نے کیے اُن کے جواب مین
ماہرین فن نے بھی اپنی عاجزی کا اعتراف کیا۔

مستعدی ہز مجسٹی نہایت محنتی اور جفاکش ہین۔ تمام زمانۂ سیاحت ہند سے اسکا ثبوت ملتا ہے
کاروبار سلطنت مین جب آپکی مصروفیت ہوتی ہے تو ایک مستعد و باخبر حکمران کے مثل ہوتی ہے
بغیر ختم کیے کام کے وہ آرام نہین فرماتے۔ بعض کا بیان ہے کہ وہ کام کم کرتے ہین مگر جب
اور جسقدر کرتے ہین وہ ہمیشہ کرتے ہین۔ سفر ہند سے جاتے ہی اُنھون نے دورۂ ملک
شروع فرما دیا اور یون بھی وہ ہمیشہ اور اکثر دورہ فرماتے رہتے ہین۔ لوگون کی شکایتون
اور عرضداشتون کو سنتے ہین لیکن احکامات کے اجرا مین تعویق سُنی جاتی ہے
اگر یہہ سچ ہے تو اس نقص کو رفع فرمانا چاہیئے۔ بہی خواہان اسلام کی آرزو ہے کہ کسی
قسم کا نقصان نہ باقی رہنا چاہیئے۔ اصول قانون ہے کہ انصاف مین دیر کرنا حکومت
کو ضرر پہونچانا ہے۔

تواضع وتمکنت مامون الرشید اعظم کا قول ہے کہ شریف کی بڑی پہچان یہہ ہے کہ چھوٹے سے
دب جائے اور بڑے کو دبا لے۔ تواضع وخودداری مین اسیر کی یہی شان ہے تمکنت شاہی
کو عاجزون کے مقابل کام نہین فرماتے۔ برابری کے موقع پر اعتدال رکھتے ہین۔
ایک غریب لڑکے سے بے تکلف باتین کرنے مین مضائقہ نہین کیا۔ مسجد مین اپنے لیے
امتیاز کی جگہہ کو گوارا نہین کرتے۔ عام مسلمانون سے زیادہ حق اپنے آپ کو نہین جانتے
دوستون کی صحبتون مین بے تکلف جانا۔ ملاقاتیون سے مسرت کے ساتھہ ملنا اُن کا
خاص طریقہ ہے۔ لیکن افسرون سے سرکاری طور پر ملنے کا جب اتفاق ہوتا ہے تو اُس
وقت امتیاز مد نظر رکھتے ہین۔ چنانچہ والیسرا ے کی بازدید ملاقات پر اسکا پورا ثبوت دیا۔
جیسے کہ خودداری کو خود عزیز رکھتے ہین ویسے ہی دوسرے کی واقعی عزت کا لحاظ

فرماتے ہین۔ اگرہ کا ذکر ہے کہ حضور وایسرائے نے تقریر کی ہز مجسٹی کا ترجمان اُس کا ترجمہ فارسی مین سُنا رہا تھا اور وایسرائے کے ہر قول کے آغاز مین کہا کہ وایسرای عرض میکنند تو امیر نے سرزنش کی کہ بگو فرمانروائے ہند میفرمایند۔ دوبارہ ٹوکنے پر ترجمان سنبھلا اور اُس نے عرض میکنند نہ کہا۔

جو اعلیٰ خطاب برطانیہ اعظم و ملک معظم قیصر ہند ایڈورڈ ہفتم کیطرف سے امیر کو دیا جانا قرار پایا تھا وہ اصلی خطاب تو وایسرائے کو حاصل نہ تھا اس اعتبار سے وایسرای عطائے خطاب کا منصب نہ رکھتے تھے۔ لہذا فارن سکرٹری نے ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کا ایک خاص فرمان پڑھا جس مین حضور وایسرائے کو بہ نیابت خود خطاب دینے کا اختیار دیا گیا تھا جب فرمان پڑھا جا چکا اور فارن سکرٹری نے فرمان حضور وایسرائے کو دے دیا تو لارڈ کچنر و لفٹننٹ جنرل سر چارلس ایجرٹن ہز مجسٹی کو عطائے خطاب مین مدد دینے کو حسب ایمار وایسرائے اُٹھے۔ اُسوقت ہز مجسٹی اپنے تخت سے جو حضور وایسرائے کی دہنی جانب تھا ایک دو سیڑہی نیچے اُترے اور بآواز بلند انگریزی زبان مین یہہ فقرہ فرمایا کہ "یہہ تعظیم ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کے لیے ہے"۔ جو لوگ رموز سلطنت و کلام ملوک سے واقف ہین وہ اس برمحل فقرہ کا مطلب بخوبی سمجھ سکتے ہین۔

یورپ کے شاہان ہمعصر بھی ایسے موقعون پر عطا کنندہ خطاب بادشاہ کا اسی طرح احترام کرتے ہین۔ بلا تحقیق لاعلمی کی وجہہ سے عوام کا کوئی دوسرا خیال ہو تو اُن کی نادانی کا نتیجہ ہے

دلیری اور شجاعت

امیر مرحوم اپنی تزک مین لکھتے ہین کہ جب مین قندھار اور ہرات کے قبضون کو پاک کرکے کابل پہنچا تو مجھے پروانہ خان و حبیب اللہ خان کی خدمات سے نہایت خوشی ہوئی۔ ان دنون حبیب اللہ خان بالکل بچہ تھا لیکن اُس نے بڑا کام کیا کہ میری غیبت مین سپاہیون مین جاکر میری طرف سے جوش دلایا۔ نہ پریشان ہوا نہ لڑائی کا خوف کیا بلکہ ہر بات و مشورے مین پروانہ خان۔ عبدالحمید خان و دیگر افسرون کے جن کو مین نے اسکی

نگرانی کے لیے مقرر کیا تھا برابر شریک ہوتا رہا اور کوہستان حسارک کے

عبدالرشید۔ جمعہ خان۔ محمود حسین کو نہایت جسارت کے ساتھ

جب ہز مجسٹی امیر جوان ہوے اور امیر مرحوم کے زمانہ مین بغاوتین

حملہ کیا گیا اُن مین سے جس معرکہ مین ہز مجسٹی شریک ہوئے نہایت شجاعت

اور فوج کو لڑایا کبھی جنگ اور دشمن کی طاقت کے وسوسہ کو دلمین نہ آنے

مین بندوق پھٹ جانے سے اُنگلیون مین سخت صدمہ پہنچا عمل جراحی

سے جب اُنگلیان قطع کین تو آپ اخبار پڑھتے رہے اور چتون پر میل نہ

اٹک کے پل کا واقعہ سب کو معلوم ہے۔

ان واقعات سے اُن کی دلیرانہ طبیعت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

دوست و دلیرانہ دلیرانہ صفت کے شیدا ہین انہین صفات نے انہ

نہایت عزیز بنا رکھا ہے۔

بے تعصبی | جب کوئی شخص اپنے مذہب کا احتیاط و سختی سے پابند ہو

اُس سے ضرور ایذا پہونچتی ہے۔ اسی ایذا رسانی کا نام تعصب ہے۔ پادشاہ

تعصب خراب نتائج پیدا کرتا ہے۔ حکمران مین جو ہر دلعزیزی کی صفت

کو نقصان پہونچتا ہے۔ اعلیحضرت کا دامن اس عیب سے پاک ہے۔ ا

شیعہ۔ ہنود و سکھہ۔ پارسی وغیرہ اپنے مراسم مذہبی کو نہایت آزادی

اُن کے معاملات و تنازعات اُنہین کے مذہبی قانون کی رو سے فیصل

عہد امیر مرحوم مین سیاسی و ملکی بنا پر قبائل ہزارہ سے جو مذ

ہوئی اس لڑائی کو گو مذہب سے کوئی علاقہ نہ تھا تاہم شیعہ قبائل

شکایت رہی کہ اختلاف مذہب اس خونریزی کا باعث ہوا۔ اِس

اطاعت کے اس خیال کو دل سے دور نہ کیا لیکن امیر موجودہ

قبیلوں محمود کتاری

لدر رنے سے باز رکھا۔

ہوئین یا کافرستان پر

ت سے خود لڑے

دیا۔ جلال آباد

ہے وقت ڈاکٹر

نے دیا۔ دریا

وہ شجاع و شجاع

مین سپاہ مین

ہے تو مخالف کو

شاہ کے حق مین یہہ

ت ہونا چاہیے جس

افغانستان مین سُنّی

سے بجا لاتے ہین

ل ہوتے ہین۔

ہا شیعہ ہین جنگ

کے اکثر افراد کو یہہ

یے انہون نے باوجود

نے سریر آرای سلطنت

ہوکر اُن کے ساتھہ وہ بے تعصبانہ حسن سلوک برتا جس سے وہ پُرانا خدشہ اُن کے دل سے دور ہوگیا۔ آپ صرف اپنی سلطنت ہی مین بے آزار و بے تعصب نہین ہین بلکہ دل آزاری و تعصب سے آپ کو طبعی نفرت ہے۔ موقع عید الضحی پر بمقام دہلی بجاے قربانی گائے کے بکرے و دُنبے کی قربانی کو ترجیح دینا بے تعصبی کی کافی تائید ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ دہلی کے ہندوؤن کے دل خصوصاً اور ہندوستان کے ہندوؤن کے عموماً ایک سرے سے دوسرے سرے تک اُن کی بے تعصبی شاہانہ کے ثبوت مین گواہی دے رہے ہین۔ اس صفت نے بنگالیون کا بھی اُنہین ممدوح بنالیا۔ اس بات کا صحیح اندازہ کہ غیر قومون کو مذہبی آزادی۔ رسومات مذہبی ادا کرنے مین آسانی جان و مال کی حفاظت کیسی ہے وہی شخص خوب کرسکتا ہے جسکو افغانستان جانے اور وہان کی غیر قومون کی آسایشی زندگی دیکھنے کا موقع ملا ہو۔ تاہم واقعات سفر ہندوستان سے بھی اسکا پتہ چلتا ہے۔ وہ تعلیم یافتہ ہندو جو مسلمان بادشاہون کی شکایتون کے راگ گایا کرتے ہین۔ وہ بھی تو ہز مجسٹی امیر کی تشریف آوری و بے تعصبی کا حال سنکر اپنے جوش مسرت کو نہ دبا سکے۔ خیر مقدم مین بڑی خوشی سے شریک ہوئے۔ جا بجا آپکی بے آزارانہ پالیسی پر اظہار شکر گذاری مین ریگولیشن پاس کیے۔ تارون کے ذریعہ سے اپنی شکر گذاری کی اطلاع دی۔ اکثر جگہہ سواری پر پھول برسائے۔ اُن کی وجہہ سے مکانات کو آراستہ کیا۔ بلا تحریک غیرے روشنی کی۔ یادگارین قایم کرنے کی تجویزین ہوئین۔ اس سے زیادہ ہز مجسٹی کی بے تعصبی اور ہندو صاحبون کی مسرت کا کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔

عفو یہہ صفت ہز مجسٹی مین خاص پایہ کی ہے۔ اس بارہ مین وہ اپنے پدر عالیقدر کی سیاست سے جدا گانہ طرز عمل رکھتے ہین۔ خاص خوبی یہہ ہے کہ جن لوگون کے قصورون سے درگذر فرماتے ہین وہ اِسکے مستحق بھی ہوتے ہین۔ عفو و درگذر کے موقع کو جیسا کہ آپ سمجھتے ہین کوئی مدبر سے مدبر بادشاہ سمجھیگا تو اُن سے بہتر نہ سمجھہ سکیگا۔ اُن کے

درگذر کی روشن مثالین یہ ہین کہ جلا وطن و فراری افغان اسی صفت کی بدولت افغانستان مین جلیل القدر مناسب پر معمور ہین۔
ایک دانشمند بادشاہ کی حکایت ہے کہ تین مجرم ایک ہی جرم کے اُس کے روبرو پیش ہوے۔ بادشاہ نے تینون مجرمون کے قیافہ کو بغور دیکھا۔ اُن مین سے ایک شخص سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہہ بات تمہارے لیے نازیبا تھی۔ دوسرے کو خفیف سرزنش کی۔ تیسرے کو پوری سزا دی۔ دوسرے دن معلوم ہوا کہ جسے زبانی فہمائش کی تھی وہ مرگیا۔ جسکو خفیف سزا دی تھی اُس نے جلاوطنی اختیار کی۔ اور جسکو پوری سزا دی تھی وہ شہر مین خوش پھر رہا تھا۔
اعلیحضرت کا درگذر ایسے لوگون کے ساتھ ہے کہ جو اپنے معافی قصور کی قدر کرتے ہین نہ اُن گنہگارون کے ساتھ جو معافی کے بعد جسارت کرین۔
ترحم | امیر عبد الرحمن خان مرحوم کی نسبت داستانین قہاری و جباری کی مبالغہ کے ساتھ مشہور تھین مگر وہ حقیقت مین ایسے نہ تھے۔ افغانستان کی حکومت جس حالت مین اُن کو ملی تھی اوسکا اقتضا اور ملکداری کا تقاضا یہہ تھا کہ کسیقدر سختی سے کام لین اسوجہہ سے امیر مرحوم کی نسبت شہرتین رحم کے خلاف تھین۔ لیکن ہز مجسٹی امیر موجودہ شروع سے ہی رحیم مشہور ہین۔ جو مجرم امیر مرحوم کے سامنے آنے مین خوف کرتے تھے اُن کو موجودہ امیر کا رحم درگذر کے لیے حاضر کردیتا ہے۔
آپ کے رحم کی ایک حکایت قابل سُننے کے ہے۔ اگست سنہ ۱۹۰۶ء مین بہنگام شکار ایک ضعیف العمر شخص کو آپنے اپنے ہاتھ سے کٹی کرتے دیکھا۔ اُس کے پاس جاکر از راہ مراحم شاہانہ فرمایا کہ تم اس عالم پیری مین کیون اتنی تکلیف گوارا کرتے ہو۔ کیا کوئی اولاد نہین۔ اُس نے عرض کیا کہ مین گھر مین تنہا ہون۔ ایک لڑکا ہے وہ فوجی خدمت انجام دیتا ہے۔ یہ سُننے کے بعد آپ اُس کو اپنے ساتھ جاتے قیام

پر لائے اور اپنا شریک طعام کیا۔ بعدہ اُس کے لڑکے کو بُلوا کر بڈھے کی خدمت مین مامور فرمایا اور ساتھہ ہی دو ہزار روپیہ عنایت کیا۔ لڑکے سے ارشاد فرمایا کہ جب تم اپنے باپ کے اکلوتے بیٹے ہو تو تمپر ملازمت سے زیادہ تمہارے ضعیف باپ کی خدمت کا حق ہے

فیاضی | اعلیحضرت امیر مین صفت سخا اعتدال کے ساتھہ ہے وہ سخی ہین لیکن اہل استحقاق واہل حاجت کو دیتے ہین اُن کی فیاضی و اُلوالعزمی کے کارنامے نگاہ قدر سے دیکھے جانے کے قابل ہین اور تاریخ مین سنہری حرفون سے جگہہ پانے کے لایق ہین ہز مجسٹی نے یہہ بتا دیا کہ حکیمانہ مصارف خیر کے کیا موقع ہوتے ہین۔

تعلیم مین محمڈن کالج علیگڈھ و حمایت الاسلام لاہور مین یتیمون کی پرورش کے لیئے ایک رقم کثیر دوامی و نیز یکمشت عطا فرمانا اور اوس کے ساتھہ راستبازی سے یہہ کہنا کہ مین اپنے ملک مین تعلیم کے لیئے خود حاجتمند ہون اور جو کچھہ دیتا ہون وہ میری خواہش سے بہت کم ہے۔ یہہ اُن کی اصلی فیاضی۔ وجدانی خیر اور نیک نیتی کا کافی ثبوت ہے۔ یہہ آپ کا وہ صدقہ جاریہ ہے جس سے ہندوستان مدت العمر فیضیاب و مرہون منت رہیگا۔

ہز مجسٹی نے جہان معابد و مزارات اسلامی کے محافظون کو عطیات عنایت کیئے وہان ہندوؤن و سکھون کے مناور و گوردوارون کو بھی نظر انداز نہ کیا اور نہ مسیحی مصارف خیر کو ہاتھہ سے جانے دیا۔ (منٹو فینٹ) مینا بازار کلکتہ مین جو فیاضی برتی وہ مسیحی مصارف خیر کا کافی ثبوت ہے۔ تہذیب یافتہ قومون کی ہر بات مین جدت ہوتی ہے۔ مغربی قومون کو جب کبھی مصرف خیر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو وہ چندہ کے علاوہ ایک نمایش کے طور پر بازار قایم کرتی ہین جسمین بڑے بڑے امرا و رؤسا حتےٰ کہ فرمانرواؤن کی لیڈیان و مسین اپنے اپنے ہاتھہ کی مصنوعات و نیز دیگر خوشنما اشیا سے دوکانین سجاتی ہین۔ وہان کھیل و تماشے بھی کیے جاتے ہین۔ خوشحال

صاحب مقدرت لوگ شریک ہوتے ہین۔ اس ذریعہ سے جو منافع ہوتا ہے وہ سب غربا و حاجتمندون کے مصرف خیر مین صرف کیا جاتا ہے۔ اقبالمند قوم کی ہر ادا لفریب اور ہر کام دانشمندانہ ہے۔ کس خوبصورتی و آسانی سے نیک کام انجام دیے جاتے ہین۔

اسی طرح سرہند کا گوردوارہ۔ امرتسر کا دربار۔ قطب مینار کے قریب مندر جوگ باباجی وغیرہ۔ خدام مزارات مجدد الف ثانی۔ حضرت سلطان الاولیا۔ حضرت خواجہ بختیار کاکی۔ حضرت خواجہ السند اجمیری وغیرہ و خادمان و امام جامع مسجد دہلی۔ پُرانے قلعہ کی مسجد مین کنوئین کی مرمت۔ مسجد مہابت خان پشاور وغیرہ وغیرہ مین عطیات۔ ہندو و مسلمانون کے لیئے روشن فیاضیان ہین۔ ہندو و عیسائیون نے اس عطیہ کو نگاہ قدر سے دیکھا۔ لیکن مجاوران مزارات چندان خوش نہ پائینگے۔ اسکا سبب یہہ دریافت ہوا کہ امیر صاحب کی تشریف آوری پر جہان مختلف خیالات پھیلے ہوے تھے وہان شعرا و مجاوران مزار مین بڑی شدومد سے چرچے تھے کہ جہان امیر کا گذر ہوجائیگا اور جسکو شرف حضوری ملجائیگا وہ پشتون تک۔ ورنہ کم از کم اپنی زندگی کے لیئے تو ضرور معاش سے بےنیاز ہوجائیگا۔

مگر امیر ہوٹی تعریت کے مخالف اور شاعری کو بد فضول خیال فرماتے ہین۔ علمائے یونان نے بھی اپنی جمہوری انتظام مین شاعرون کے گروہ کو بیکار محض سمجھکر آبادی سے خارج رکھا تھا۔ اور دلیل یہہ کہ ان سے کوئی غرض وابستہ نہین۔ حالانکہ ہر ادنی اسوادقی اہل حرفہ کسی ضرورت کو نکالتا ہے۔ اور شاعری بیکاری کے سوا کسی کام نہین آتی۔ مگر ہم کو اس سے پورا اتفاق نہین۔ بعض بعض موقعون پر جو کام شعر اسلئے دیا ہے وہ فوجون سے بھی نہین بن پڑا۔ پھر فنون[1] لطیفہ مین شاعر کا مرتبہ سب سے اعلی ہے۔ اس لیے کہ بعض مین ظاہری خوبیان ہین اور بعض مین باطنی۔ مگر شاعری مین دونون خوبیان بدرجہ کمال پائی جاتی ہین۔ ظاہری۔ جیسی موسیقی کی اور باطنی خیال کی وسعت و جذبات کے اظہار کی

[1] فنون لطیفہ مین شاعری۔ موسیقی۔ نقاشی۔ مصوری۔ فن آرہستگی شامل ہین موجودہ زمانہ مین رقاصی و ایکٹ کرنا بھی انھین داخل کر لیا ہے۔ ۱۲

دونون اس مین ملی ہوئی ہین - زندگی خوشگوار نہین ہوسکتی جب تک کہ شعرا اوسکو خوشنما کرکے نہ دکہائین - نیچر کی خوبیان تمہارا دل نہین لبہاسکتین جبتک کہ شعرا اُس کے حُسن وجمال کی تصویر کہینچکر نہ لائین - قوم کی محبت دلون مین پیدا نہین ہوسکتی جب تک کہ شعرا تمہارے اندرونی جذبات کو نہ اُکسائین -

موجودہ زمانہ مین ایشیائی شاعری نگاہِ قدر سے نہین دیکہی جاتی امیر بہی اسیوجہ سے اسکے دلدادہ نہین -

مجاوران مزارین کی طبیعت مین بزرگان دین کی قربت معنوی کا افتخار سمایا ہوا ہے وہ اپنے مقابلہ مین دیگر تمام مستحقین کے ساتہ احسان کرنا خیرات بے معنی خیال کرتے ہین - ان خیالات کے ساتہ جب یہ خبر معلوم ہوئی کہ ایک ایشیائی با اختیار حکمران ہماری گورنمنٹ کا مہمان بنکر آرہا ہے اُسکے تمام اخراجات سفر ومہمانداری گورنمنٹ نے نہایت فراخ حوصلگی سے اپنے ذمہ قبول فرمائے ہین - بادشاہ مہمان بہی خزاین کے صندوق اپنے ہمراہ لیے ہوئے ہے جس نے پشاور پہنچتے ہی جامع مسجد مین دس ہزار روپیہ عطا فرمادیا - علی گڈہ کالج کو چہہ ہزار سالانہ دوامی اور بیس ہزار یکمشت بخشدیا - وہ خوش عقیدت مسلمان بادشاہ مجاوران ومتولیان مزار کو جو کچہہ بہی نذر کرے وہ کم ہے -

یہہ روئداد ایک تمنا سے بیجا کی محرک تہی - مگر نہ وہ امیر کی دانشمندانہ خیرات سے باخبر - نہ اُن کی روشن دماغی سے آگاہ نہ ملکی آمدنی واخراجات سے واقف نہ اُن کی قابلانہ پالیسی سے مطلع تہے -

مقربان مزارات زائرین سے اپنا حق وصول کرنا واجب جانتے ہین اور یہہ عادت اُن کی طبیعت ثانی ہوگئی ہے اس لحاظ سے وہ معذور بہی ہین - مانا کہ خاص عام کے مقابلہ مین جو وہ اپنا حق سمجہتے ہین وہ کسیقدر بجا نہو یا اخلاقی اعتبار سے

وہ ہمارے لیے مایۂ ناز ہی نہون۔ مگر اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ ہم شکایتون کا الزام اپنے ذمہ لین۔ اگر ہم سے ہو سکے تو ہمپر واجب ہے کہ اُن کی اصلاح حالت و خیالات مین سعی کرین اُن کے بہتر بنانے مین امکانی کوششین بجا لائین۔ وہ اُن بزرگان دین کے چشم و چراغ و خدام ہین جن کے طفیل ہندوستان مین رونق اسلام ہوئی غیر اقوام ہمارے سامنے انہین حضرات کو نمونتاً پیش کرینگی۔ اور جو خوبیان ان مین ہونگی وہی ہماری جماعت کا معیار حسن و قبح قرار دیا جائیگا۔ لہذا ان کے حالات و مزارات کی اصلاح مین ایک خیر خواہ اسلام و بہی خواہ مذہب کے لیے بہت کچہہ محتاج توجہ ہین۔ اگر بموقع عرس پر زوایدات کا ترک ہوکر مسلمانون کی صلاح و فلاح پر تہوڑا غور ہوتا رہے اسلامی بہتری کی تدابیر سوچی جائین۔ آمدنی نذر و نیاز و اوقاف کے ایک حصہ سے مدارس قایم ہون جنمین یتیمون مسکینون کو تعلیم مذہبی کے ساتہہ صنعت و حرفت سکہائی جائے۔ اختلاف مٹائین۔ اتفاق پہیلائین۔ اقتضاے زمانہ و مصلحت وقت سے کام لین۔ صوفیاے کرام کے ملفوظات کو بیکار نہ ہونے دین۔ عوام جہلا کو تعظیم و پرستش مین غرق نہ ہونے دین۔ تاکہ ناواقف زائرین مزارات کو صنم خانہ نہ بنائین۔ تو آج یہہ مزارات مسلمانون کے دینی و دنیاوی اغراض کے سرچشمے نہ بنجائین اور میلون کے بجای اُن کو اسلامی کانفرنس و مذہبی ایکزبیشن کے نام سے موسوم کرین۔

ایک عیسائی فاضل کنان ٹیلر نامی کہتا ہے کہ۔ اس بات کا سمجہنا آسان ہے کہ کیون یہہ اصلاح شدہ یہودی مذہب (یعنی اسلام) اسقدر جلد افریقہ و ایشیا مین شایع ہوگیا۔ افریقی و شامی علما نے مسیح علیہ السلام کے دین کی جگہہ دشوار فلسفی مسائل پیدا کر دیے۔ اپنے زمانہ کی بدکاریون کا مقابلہ اُنہون نے اس طرح کیا کہ تجرد کی آسمانی خوبیون کو دور کو اربتے کے ملکی اوصاف کو پیش کیا۔ ترک دنیا تقدس کی راہ ٹہیری اور میل ہٹی آسمانی پاکیزگی کا خاصہ سب لوگ مشرک تہے شہیدون۔ ولیون کو پوجتے۔ ملائکہ کی پرستش کرتے

تھے بڑے درجہ کے لوگ عیش پرست و بدراہ تھے۔ متوسط الحال محصولون کے بارمین دبے تھے۔ غلام ایسے تھے جنکو حال و استقبال دونون سے مایوسی تھی۔ خدا کی جھاڑو نے اسلام نے ان خرخرفات و اوہام کے کوڑے کو جھاڑ دیا۔ اسلام ان خیالی خولی مناظرون کے خلاف ایک ہنگامہ تھا۔

اسلام۔ تجرد کے پرزور دعوے کے مقابلہ مین کہ وہ تقدس کا تاج ہے ایک مردانہ اعتراض تھا۔ اسلام نے دین کی لازمی اصولون کو یعنی توحید و خدا کی بزرگی اُس کے رحم و انصاف کہ اس بات کو کہ وہ اپنی مرضی پر سب کی اطاعت یعنی توکل و ایمان چاہتا ہے۔ سب کے سامنے پیش کیا۔ اسلام نے انسان کی ذمہ داری کا اعلان کیا۔ آنیوالی زندگی انصاف کے دن۔ اور سخت عذاب کو جو گنہگارون پر ہوگا پکار کر بتا دیا۔ نماز۔ روزے۔ زکاۃ وسخاوت کے فرائض کا فرمان جاری کیا۔ بناوٹ کی نیکیون۔ دینی فریبون منقلب اخلاقی خیالات اور کٹھ حجتیون کی باریک لفظی حجتون کو اسلام نے دھکے دیکر نکال دیا۔ رہبانیت کی جگہہ مردانہ روش پیدا کی۔ غلام کو امید بخشی۔ بنی نوع انسان کو اخوت دی اور انسانی فطرت کے اصلی شرائط کو پہچانا۔

اسلام محکمہ مسیحی عالمون اور ملاؤن وغیرہ کا رد کرنیوالا تھا۔ یہہ محکمہ قیصر کے دربار کو خدا کی آسمانی دربار کی نقل سمجھتا تھا۔ امید ہے کہ زمانہ شناس مصلحان قوم ان باتون پر غور فرمائینگے کہ موجودہ اسلام اور خصوصاً زنگ مزارات کن اصلاحون کا محتاج ہے۔ اور اصلاحون کے بعد کیا کیا فوائد دینی و دنیوی مسلمانون کو پہونچ سکتے ہین۔

بچون پر شفقت

ہز مجسٹی امیر کو بچون کے ساتھہ غیر معمولی الفت ہے۔ زمانہ قیام آگرہ مین تاجگنج کی سیر فرماتے ہوے ایک انگریزی رجمنٹ کے اسکول ماسٹر کی چار پانچ سالہ لڑکی کو گود مین اُٹھا لیا دیر تک پیار اور پیار کی باتین اُس سے کرتے رہے ایک قیمتی ہار اُسے منگوا کر دیا علی گڈھ مین کالج کا گشت کرتے ہوئے خان بہادر مولوی سید زین العابدین سب جج مرحوم

نواسی کو دیکھکر شفقت فرمائی اور ایک اشرفی عنایت کی۔ کلکتہ مین فوجی و بحری کارخانہ مین
ایک یورپین بچہ کو اٹھا لیا۔ انگریزی مین باتین کین پانچ اشرفی کھلونے خریدنے کے لیے عطا
کین۔ گھوڑ دوڑ بمبئی مین ایک لڑکے اور ایک لڑکی کو لیڈی جنکنس امیر کے حضور مین لائین
آپ نے ایک اشرفی لڑکے کو اور دو اشرفیان لڑکی کو عنایت کین۔ اسٹیشن بکسر پر تماشائیون مین
ایک چھوٹی سی لڑکی کو نوکر لیے ہوئے تھا۔ امیر لڑکی کو دیکھکر اُس کے قریب گئے اور پیار کر کے اُسے
ایک اشرفی عنایت کی اور فرمایا کہ جو شفقت مین اپنے ملک مین بچون پر ظاہر کرتا ہون وہ
یہان کیون نہ ظاہر کرون۔

بچے حقیقت مین دل کی برابر عزیز ہوتے ہین۔ عزیز کیون نہ ہون۔ ان کے ننھے سے
قد اصل مین دل کی برابر ہین۔ جب سامنے آجاتے ہین تو گود مین اُٹھائے اور پیار
کیے بغیر نہین رہا جاتا۔

روسار ہند اور والیان ملک۔ شاہ افغانستان کی دانشمندانہ فیاضی سے عمدہ سبق حاصل
کر سکتے ہین۔ ہمارے ملک کے روسار و امرا بخیل نہین۔ وہ بہت کچھ صرف فرماتے
ہین لیکن موقع خیر و محل نیک کا لحاظ نہین رکھتے۔ اُن کے صرف کا زیادہ حصہ بے ضرورت
بےموقع ہوا کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ اُن کی فیاضی کے کارنامون پر حجاب پڑے ہوئے ہین۔

سیاست امیر مرحوم اکثر بدخواہان امن و مخالفان سلطنت کو آہنی پنجرون مین بند کروا کے
درختون مین لٹکوا دیتے تھے۔ آپ نے بھی باوجود صفات حلم و ترحم و عفو کی چند راہزنون
کے حق مین جو راستون کے لیے خوفناک ہو رہے تھے پدرانہ طریقہ کا عمل جائز رکھا
مجرمون کو آہنی پنجرون مین بند کرا کے جن راستون کو لوٹا کرتے تھے انھین راستون
پر عبرتاً درختون مین لٹکوا دیا۔

مشرقی ممالک مین عبرتاً جو سزا تجویز ہوتی ہے وہ مؤثر ہوتی ہے بعض اس قسم
کی سزائین عمل مین آتی ہین جنکا تذکرہ مہذب ملکون کے قانون مین صاف طور پر نہین پایا

جاتا مگر اثر و صورت کے لحاظ سے ایسی سزائیں عبرتناک اور حقیقت مین زیادہ مؤثر و مفید ہوتی ہین۔

ظرافت | باوجود علم و فضل و متانت۔ مزاج مین خوش طبعی بہی ہے۔ باتون مین ظریفانہ جہلک پائی جاتی ہے۔ پشاور مین بموقع دعوت سر ہرلڈ دین چیف کمشنر۔ باجہ بجانیوالے امیر صاحب کی کرسی کے پیچھے کہڑے تہے۔ سر ایڈورڈ ڈیبر و نے عرض کیا کہ مجھے امید ہے کہ یور مجسٹی کو یہہ باجہ ناگوار خاطر نہ ہوا ہوگا۔ اعلیٰحضرت نے فرمایا کہ نہین کابل مین ہمارے یہان ایسے باجہ بجانیوالے موجود ہین مین انکو پسند کرتا ہون لیکن ہنسکر فرمایا کہ مین اپنی کرسی کے اسقدر قریب نہین کہڑا ہونے دیتا۔

موقعہ دربار عید بمقام دہلی رائے بہادر شیو پرشاد منیجنگ ڈائرکٹر ہند و بسکٹ فیکٹری سے فرمایا کہ کل آپ نے ہمین عمدہ بسکٹ کہلائے۔ یہہ حسن اتفاق تہا کہ اشتہا کے وقت ہمارا جانا کارخانہ بسکٹ مین ہوا جس سے آنکہ اور پیٹ دونون کو راحت پہنچی۔ اگر لوہے یا لکڑی کے کارخانہ مین جاتے تو وہان کیا کہا سکتے تہے نہ لکڑی نہ لوہا۔

دہلی مین مزار حضرت نظام الدین اولیا پر باولی مین لڑکون کے کودنے کا تماشہ معائنہ فرما رہے تہے از راہ مذاق ایک معزز یورپین حاکم کو لڑکون کی جانب دہکا دیکر فرمایا کہ حوالہ شما کردم جس سے حاضرین و بیچے بیحد مسرور ہوے۔ ساتہہ ہی متانت و وقار بہی اس پایہ کا ہے کہ باوصف ظرافت کے مخاطب حد و ادب سے قدم باہر نہین رکہہ سکتا۔

پابندی مذہب | اعلیحضرت کی پابندی مذہب ایک راستباز و صاف باطن مسلمان کی سی ہے۔ زمانۂ حال مین امارت و پابندی مذہب ایک دوسرے کی ضد خیال کیے جاتے ہین۔ اس زمانہ کے امرا اپنے آپ کو اگر شریعت سے مستثنےٰ نہین بیان کرتے۔ تو عملاً مستثنیٰ ثابت ہوتے ہین۔ یہہ ظاہر ہے کہ جس کے مذہبی عقائد ٹہیک نہین

اُس کے دوسرے معاملات بھی درست نہین ہوتے۔ امیر مین یہہ بڑی خوبی ہے کہ نہین کوئی دنیوی دلچسپ مشغلہ یاد خدا و مذہبی احکام سے غافل نہین کرسکتا۔ باوجود مشاغل سلطنت کبھی اور کسی حالت مین نماز قضا نہین فرماتے۔ حالت سخت بیماری مین جبکہ طاقت نقل و حرکت نہ تھی نماز ترک نہین کی۔

پشاور مین ایک کھیل کے موقع پر وقت نماز عصر تنگ ہوگیا اوسوقت کی بیچینی امیر کا اندازہ صرف دیکھنے والے ہی کرسکتے تھے۔ نماز کے ساتھہ دیگر مذہبی احکام کا اطباع ایک روشن خیال سچے پابند مذہب کی طرح کرتے ہین۔ امیر نہایت وسیع الخیال ہین۔ جن باتون کو مسلمان تشتبہ با غیر سمجھکر معترض رہے اور قومی ترقی کی رفتار کو دہیما کر دیا امیر ایسے اوہام مین نہین پڑنا چاہتے۔ نعلین پہنے نماز ادا کرنے مین وہ کوئی ہرج شرعی نہین جانتے۔ دہوپ و فوجی قواعد کے وقت وہ انگریزی ٹوپی کو کارآمد سمجھکر پہنتے ہین۔ غیر قومون کی مجالس تفریح مین شامل ہونے سے تکلّف نہین کرتے۔ نمایشی تورع و ریاے زہد سے اُن کو ویسی ہی نفرت ہی جیسے کہ سچے اتقا سے صادق شغف۔

کابل مین ایک مقام ہے جسکا نام پات خاؤشانہ ہے۔ یہان دو مزار ہین۔ مزارات کے قریب دو پہاڑی چشمے جاری ہین جنمین مچھلیان بکثرت ہین۔ مجاوران مزار و نیز عوام مچھلیون کے پکڑنے کے مانع ہوتے ہین اور خود بھی احتیاط کرتے ہین کہتے ہین کہ انگریزون نے مچھلیان شکار کین اسلیے وہ یہان حکومت نہ کرسکے۔

ایکمرتبہ امیر کے آنے کا اس جگہہ اتفاق ہوا۔ مچھلیون کا شکار کرنا چاہا مجاور حسب عادت مانع ہوئے۔ آپنے فرمایا کہ مچھلیون کو صاحب مزار سے کیا نسبت۔ خیر تمہاری خاطر سے ہم قریب مزار کے شکار نہ کرینگے دوسری سمت سے سہی۔ چنانچہ مچھلیان پکڑوائین۔ کباب بنوائے اور خوب کہائے۔

علی گڈھ و لاہور مین جو ادارے ہین اُس سے اُن کے مذہبی عقائد کا کافی ثبوت ملتا ہے وہ مذہبی تعلیم کو سب پر مقدم و فرض خیال کرتے ہین۔ اُن کا مضبوط عقیدہ ہے کہ انسان اسلامی عقائد پر مطلع ہونے کے بعد جادۂ راستی سے منحرف نہین ہو سکتا۔ آپ نے زور دیا تھا طلبا کو ہدایت کی کہ تم کو اول مذہبی تعلیم حاصل کرنا چاہیئے بعدہ کچھ خوف نہین جس طرف چاہو جاؤ۔ وہ علوم و فنون مغربی کے شایق فلسفہ و سائنس کے قدردان ہین مگر علوم دینیہ کے بعد اسکی تعلیم کو ضرور جانتے ہین۔ یہ بالکل سچ ہے کہ جب انسان کے دل مین ایک بار مذہبی عظمت قایم ہو جاتی ہے تو پھر اُسپر کسی تحریک خلاف کا اثر نہین پڑ سکتا۔ تمام یورپین موّرخ اور فاضل مصنّف اس امر پر متفق ہین کہ مذہب اسلام جہان پہونچگیا پھر وہان سے نہ نکلا۔

امیر منشّی استبار کے سخت مخالف ہین۔ شرابی کے لیے عبرت انگیز سزا مقرر ہے کوئی دوکان شراب کی کابل مین نہین۔ ورک شاپ کے انجنیر و دیگر کاریگر جو دوسری قوم و مذہب کے اشخاص ہین اُن کے لئے شراب بنائی جاتی ہے۔ مگر کسی مسلمان کی نسبت پتہ چل جائے کہ وہ شراب خواری کا مرتکب ہوا تو ایسی سزا اسے سخت دیجاتی ہے جس سے اُسکا جانبر ہونا دشوار ہے۔

قبل از ورود بمقام لنڈی کوتل منتظمان دعوت کو جو حکم ہز مجسٹی کا ملا وہ یہہ تھا کہ میز پر وہ ظروف جو مخصوص شراب کے کام مین آتے ہین ہرگز نہ آنے پائین۔ غالباً اس حکم سے یہہ منشا و اشارہ تھا کہ برٹش افسران جو منتظم مدارات ہین وہ خود باخبر ہو جائین اور انگلش پارٹی کو خاص طور پر مطلع کر دین کہ موقع دعوت پر کوئی ایسی چیز جو مذہب اسلام مین ممنوع ہے میز پر نہ آنے پائے۔ یہ ایک حکیمانہ ہدایت و مہذب طریقہ ممانعت کا تھا۔ ہز مجسٹی جیسے کہ خود احکام شریعت بجا لاتے ہین ویسے ہی اپنی رعایا و فوج اور ارکان سے چاہتے ہین۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ افغانی اصحاب ادائے فرائض مین

تساہل نہین کرتے اُن کے جملہ ہمراہی کیا سردار کیا سپاہی کسی کو بھی ہمنے تارک الصلوٰۃ نہ پایا۔ بازارون۔سیرگاہون۔میلون۔تماشون مین جہان وقت نماز آیا اور انہون نے ادا کی۔جسقدر۔اعلیٰحضرت ترک نماز سے ناراضامند ہوتے ہین اسدرجہ دوسری غلطی سے نہین۔تارک الصلوٰۃ کی یہ سزا ہے کہ جیب خاص سے کچھہ دیکر بانس منگوائے جاتے ہین اور حکم دیا جاتا ہے کہ ان بانسون کو تارک الصلوٰۃ پر توڑو۔ اگرچہ وہ جان بحق کیون نہو جائے ایسی سزا سے سخت کی حالت مین ترک نماز کی جرأت کیونکر ہوسکتی ہے۔

غرضکہ اعلیٰحضرت امیر ممدوح عی خصائل و عادات حسنہ مین کل فرمان روایان کابل پر گوی سبقت لے گئے ہین۔رفتار زمانہ سے باخبری و تدبر مین وہ اپنے پدر بزرگوار کے پہلو بہ پہلو ہین امیر عبدالرحمن خان مرحوم کے پرزور ہاتھون نے جسطرح افغانستان کے زبردست و سرکش قبایل کو رام کیا۔اسی طرح اب امید ہے کہ اُن کے خلف الصدق ہز مجسٹی امیر کا نرم سلوک و فرزانہ برتاؤ انہین ہمیشہ کے لیے مطیع و منقاد بنا سے رکھے گا۔موجودہ حالت ملک بیحد اطمینان دہ ہے رہزن و قطاع الطریق۔ڈاکو ونکا نام ضرور ہے مگر وجود بمنزلہ عدم کے ہے جعلسازی کو وہان لوگ نہین جانتے۔ زنا کا نام تذکرہ کے طور پر زبانون پر آتا ہے لیکن مرتکب کا وجود شاید ہی ملے۔اسکا سبب سزاؤن مین سختی۔اصلی ملزمون کی سزا یابی۔ جھوٹی شہادت کی عدم موجودگی۔اور وکلاء کی کمیابی ہے جسطرح اہل ملک کسی بیگناہ کے پھانسنے سے متنفر ہین اوس سے زیادہ گنہگار کے بچانے کو گناہ جانتے ہین۔ پھر وہان کی پولیس مین مقدمہ سازی کا عیب نہین۔سب سے بڑی بات یہہ ہے کہ جوش انتقام بے قصورون کے پھنسانے کا محرک نہین۔ اگر انتقام لینا چاہتے ہین توجان لیکر یا جان دیکر فیصلہ ہوجاتا ہے مگر کوئی متنفس جھوٹا مقدمہ نہین دائر کرتا اور اس سے زیادہ عیب کسی اور بات کو نہین جانتا۔برٹش گورنمنٹ کے اصول کی نظیر دنیا مین نہین مگر ہماری شامت اعمال اور ہماری ہی بدولت عمل اصول کے پہلو بہ پہلو

نہین۔ دوسرے ممالک مین جو اصول ہین اُن سے عمل بہتر ہین۔
امیر کی تاریخ دانی و واقفیت حالات بڑے پایہ کی ہے۔ اعلیٰحضرت نے والیان ملک و روسار ہند مین جس سے گفتگو کی اوس کے ملکی و ذاتی حالات بہی بیان فرمائے اور وہ ایسے واقعات تہے جن کی صحت مین صاحب حالات کو کلام نہین ہوسکتا گو کسیقدر بے خبری ہو۔

جناب بیگم صاحبہ بہوپال دام اقبالہا کے موقع ملاقات پر غالباً گارڈن پارٹی مین یہ شعر بہی پڑہا ؎

تا اجنبیر شد نام ہر بیوہ ٭ نہ مثل زبیدہ است ہر بیوہ

مصرع اولیٰ محتاج بحث نہین لیکن مصرع ثانی کسیقدر ضرور صراحت چاہتا ہے۔
حضرت زبیدہ خاتون خلیفہ ہارون الرشید اعظم کی عزیز بی بی نہایت پاکدامن صاحب عفت و عصمت زاہدہ۔ بڑی عابدہ اعلیٰ درجہ کی سخی و کریم تہی۔ نسب خاندان نبوت سے وابستہ تہا۔ زبیدہ خاتون کی ایک سو کنیزون کو قرآن پاک حفظ تہا۔ اُن سو کنیزون مین سے ہر ایک تین پارسے روز پڑہا کرتی تہی حضرت زبیدہ کا محل ہر وقت قرآن خوانی کی صدا سے گونجتا رہتا تہا۔

یہہ بات حضرت زبیدہ خاتون ہی کی فیاضی و سخاوت کا صدقہ ہے کہ پاک شہر مکہ مین اوّل ہی مرتبہ بکثرت پانی بہم پہنچایا گیا۔ اور اب تک وہ فیض نہر زبیدہ کے نام سے جاری ہے اور امید ہے کہ قیامت تک جاری رہیگا۔ علاوہ ازین اُس سڑک پر جو بغداد سے مکہ معظمہ کو جاتی ہے زبیدہ خاتون نے بہت چاہات کہدوا دیئے۔ حجاج کی راحت و آرام کی غرض سے متعدد کاروانسرائے بنوا ئین یہہ بیان مسٹر پامر انگریز فاضل مورخ کا ہے۔ مثل اسکے ہزارہا فیاضیان و خوبیان حضرت زبیدہ خاتون کی ایسی ہین جنکی تفصیل کو ایک مطول تالیف درکار ہے جسکی یہان گنجایش نہین

اب حضور بیگم صاحبہ بھوپال کے حالات پر ایک سرسری نظر ڈالیئے اُن کی قومی وملکی احسانات سے قطع نظر صرف اُن کا سفر حجاز ہی اس مسئلہ کو صاف کر دیگا۔

اس موقع مبارک پر کیا باعتبار احترام وعزت اور کیا بلحاظ مدارات واحسانات وکیا بنظر تحایف وہدایہ شرفای عرب وترک واہل حجاز نے اُن کے ساتھہ جو رعایتین ملحوظ رکھین وہ بات والیان ملک ہین سے جو ہندوستان سے اب تک حجاز گئے جنمین اُن کی جدۂ مرحومہ بھی شامل ہین کسیکو نصیب نہین ہوئی۔

اس کے عیوض جو کچھہ جناب بیگم صاحبہ ممدوحہ نے کیا۔ اُس سے انگریزی وترکی دونون گورنمنٹین۔ برٹش سفارت استنبول۔ کونسلیٹ برطانیہ جدہ۔ تمام اہل حجاز بعض بعض اہل مصر وترک۔ خدیو۔ جناب ممدوحہ کے ہمراہی اور خود اُن کی ذات عالی سے زیادہ واقف ہے۔ ہم صراحت سے بہتر اسی اجمال کو خیال کرتے ہین۔

ہمکو بیگم صاحبہ کی قابلیت وخوبیون کے اعتراف مین تامل نہین وہ اپنی ریاست کے ماسبق فرمان روایون مین سے کسی بات مین کسی سے کم نہین ہین۔ اب اگر ہمنے اُن کو حضرت زبیدہ خاتون سے تشبیہ دی ہے تو اُن کو زیبا ہے کہ وہ ملکی وقومی کوئی ایسی خدمت فرمائین جو پبلک اُن کو زبیدۂ ہند کہنے پر مجبور ہو جائے ہم اُنکے حضور مین دو صلاحین پیش کرتے ہین ایک حجاز ریلوے مین معقول چندہ عطا فرمانا جس سے اسلام واسلامیان تا قیام قیامت مرہون منت رہینگے۔ جو بات نہر زبیدہ نے حضرت زبیدہ کے حق مین پیدا کی وہ اس چندہ سے بیگم صاحبہ کے لیئے قایم ہوگی دوسری۔ پھر تکلیف سفر حجاز گوارا فرماکر شرف حج دوبارہ حاصل کرین اور اپنی بار اپنی جدۂ مرحومہ کی سخاوت کو یاد دلادین۔ دنیا مزرعۂ آخرت گذشتنی وگذاشتنی ہے سب بر سر راہ سفر ہین جس سے جو کچھہ اور جسقدر جلد بن پڑے کرلے۔ مذہبی اصول ہے نیک صلاح دینا۔ کسی غلطی کی تلافی پر اصرار کرنا داخل سخاوت ہے۔ جو شخص دوسرے

کونیکنام بنانے کی تدبیر بتائے اور خود غرضی شامل نہو وہ خیر خواہ ہے اُس کی صلاح منظور کرنا دانشمندی ہے۔

بیگم صاحبہ کے ملکی انتظامات بہت سی دیسی ریاستون سے بہتر ہین وہ جو کچھ اپنے ملک کے لیے تکلیف گوارا فرماتی ہین وہ قابل تعریف ہے۔لیکن تنہا والی ملک کا قابل ہونا اور تکلیف اُٹھانا بہبودی ملک کے لیئے اُسوقت تک کارآمد نہین ثابت ہوسکتا جبتک تمام ارکان ریاست دلسوز۔خیر خواہ اور اپنے کار منصبی کے اہل ہنون اور اُن سے بہی ویسی محنت نہ لی جائے جیسی کہ خود فرماتی ہین۔

اکبر اعظم۔ ہارون الرشید کو جس نے نامور بنایا۔ وہ ارکان سلطنت کی قابلیت اور اُن ناموروں کی قدر افزائی تہی۔اس اصول کو مدنظر رکہین اور اپنی ریاست مین مناسب مقامون پر ضروری کارخانہ کہلوائین جس سے رعایا کی مفلسی دور ہو۔بے شغل عورتیں کاروبار مین مصروف ہوجائے۔تعلیمی حالت پر بہت توجہ درکار ہے۔صنعتی۔حرفتی مدارس کی بنیادین ڈالنا خوشحالی ملک کے لیے ایک مہتم بالشان مسئلہ ہے۔تاکہ ریاست کی ضرورتین۔ملکی صنعتون سے پوری ہون۔ہمسایہ ریاستون سے دولت کھچکر آئے۔ معدنیات کی تلاش مین مقامی افسر مصروف رہین وغیرہ وغیرہ

یہان پر اس بارہ مین بحث کو طول دینا بے محل ہے زمانہ نے اجازت دی تو کسی دوسرے وقت اِسکے لیے محنت کی جاویگی۔

یہان ہم ہز مجسٹی شاہ افغانستان دام ملکہ وحشمتہ کے حضور مین بہی ایک التماس رکھتے ہین۔اعلیحضرت نے جہان سفر ہند فرمایا برٹش گورنمنٹ کی مہمانداری کے لطف اُٹھائے وہان لبیک کہتے ہوئے خدا کی مہمانی کا شرف حاصل کرین۔یہان شاداب ملک دیکہا وہان خشک و دہوپ سے جلے ہوئے صحرائے ملک کو معائنہ کرین۔کالکتہ وبمبئی کی نمایش وسیرگاہین ملاحظہ کین۔حجاز جاکر۔اسلامی کانفرنس۔مذہبی ایگزیبیشن

(حج بیت اللہ وزیارت مدینۂ طیبہ) کی شرکت سے جھولیان بھر بھر ثواب لائین۔ یہان ہر فرقہ کو اپنی دانشمندانہ تہذیب وحکیمانہ ترکیب کا مداح بنایا۔ وہان بھی اپنے قابلانہ خیالات کا اثر ڈالین جس سے روئی زمین کے مسلمان مستفیض ہون۔
اپنی اُولو العزمی اور استقلال کا ثبوت دین۔ مصائب سفر جو بلحاظ حالات ملک پیش آتے ہین برداشت فرمائین۔ وہان کی اصلاحین سوچین۔ حضور شریف مکہ و دیگر شرفائے عرب کو تعلیم وصنعت وحرفت کی رغبت دلائین۔ اگر ہماری یہہ عرض درجۂ قبولیت کو پہونچی تو روے زمین کے مسلمان مرہون احسان ہونگے۔ اور جو اجر مذہبی دلو پر ملیگا اُسکا تو حساب ہی نہین۔ یہہ بار حکومت انعام الٰہی ہے اس عطیۂ بزرگ کا شکریہ بندگان خدا کے ساتھہ احسان اور خصوصاً اپنی قوم کیساتھہ جو دنیا کی تمام قومون مین سب سے زیادہ حاجتمند ہے سلوک کرنا ہے۔
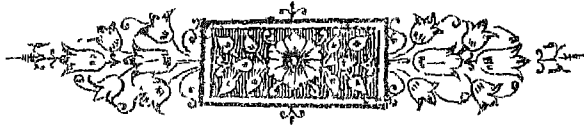
دربارِ عید الضحیٰ دہلی

ہندو مسلمان دونون کو دل آزاری کی ممانعت اور آپس مین موافقت سے زندگی بسر کرنے کی ہدایت

بروز عید الضحیٰ شاہ افغانستان نے دہلی کے عمایدین ہندو مسلمانون مین سے بعض کو شرف ملازمت بخشا۔
وقت ملاقات فرمایا کہ آج ہمکو معظم ترین شہر ہند مین نماز عید ادا کرنے سے بڑی مسرت۔ اپنے دوست کے گھر مین عید ہونے سے نہایت خوشی۔ اپنے مسلمان بھائیون کے ساتھہ نماز پڑہنے سے کمال فرحت و عید ہوئی۔

اہل ہنود صاحبان کو مخاطب کرکے ارشاد کیا کہ افغانستان مین دربار عید کے موقع پر ہم نہایت خوشی سے ہنود وٗن کو شریک کرتے ہین۔ آج قربانی گائے کو محض دل شکنی ہنود کا باعث سمجھکر ملتوی کیا اور اُسکے بجائے دُنبہ و بکرے کی قربانی مناسب خیال کی ہم اخبار پڑہتے رہتے ہین ہمنے افسوس کے ساتھہ اُن خبرون کو پڑہا جو ہندو مسلمانون نے ایک دوسرے کی آزار دہی و توہین کی غرض سے حرکات لغو کین۔ مسلمان۔ ہندو ایک ملک کے باشندے ہین ایک گورنمنٹ کی رعایا ہین جس نے اُنہین ہر طرح کی آسانی و مذہبی آزادی دے رکھی ہے۔ ہندو و مسلمانون کے تعلقات ملکی تجارتی وغیرہ جسمین ایک دوسریکا نفع ہے بکثرت ہین۔ دونون فریقون کو ہرگز ایسی بات نہ کرنا چاہیے جو کسی کی دل آزاری اور دلشکنی کا باعث ہو۔ آپس مین موافقت کے ساتھہ رہنا اُن کی بہتری کا سبب ہے"

اس نصیحت کو بڑی مسرت سے لوگون نے سُنا اور اعلان کیا۔ آپس مین اتفاق کی بنیادین مستحکم کرنے کے لیے انجمنین تجویز ہوئین۔ خدا کرے یہہ ہدایت کارگر ہو۔ دنیا مین اتفاق سے بڑہکر کوئی خوبی نہین۔ کون شخص ہے جسکو اتفاق کی خواہش نہ ہو۔ اُس سے زیادہ بد اندیش ملک و قوم نہین جو اسکا مخالف ہو۔ مگر حالات ملک اسکے

گواہ حال ہین کہ ہمکو ادہر سے مایوس رہنا چاہیے۔

کیا اتفاق ممکن ہے انتظام عالم اسکا مقتضی نہین کہ تمام انسان یکدل ہو کر اپنی زندگی بسر کرین۔ اختلاف شروع دنیا سے چلا آتا ہے اور ختم دنیا تک اسی طرح چلا جائیگا۔ خیر یہہ تو ایک جداگانہ بحث ہے ہندوستان مین ایک صوبہ تو بڑی چیز ہے۔ ایک شہر ایک قصبہ۔ ایک قریہ ایک محلہ۔ ایک خاندان کا تو پتہ دیجیے جسمین اتفاق ہو۔ اس زمانہ مین تو دو حقیقی بہائیون مین محبت پائی جائے تو وہ بہی حسن اتفاق ہی سمجہی گاؤکشی۔ اردو ناگری۔ انتخاب میونسپل و لوکل بورڈ کے جہگڑے۔ مشرقی بنگال کی آپس کے فسادات صاف بتا رہے ہین کہ ہندو مسلمانون کے خیالات ایک دوسرے کیطرف سے کشیدہ ہین۔ تعجب اسکا ہے جو اپنے آپ کو حامی اتفاق بیان کرتے ہین انہین کی ذات سے یہہ جہگڑے پیدا ہوتے ہین اس قسم کے جہگڑون کی ابتدا سر برآوردہ ہنود یا مشیران کانگریس کیطرف سے ہوتی ہے دعویداران اتفاق زبانی فسانہ تو القتون کی بہت کچہہ سناتی ہین مگر عملاً ثابت کر رہی ہین کہ وہ مسلمانونکی قومی خاصیت بلکہ انکو صفحہ دنیا سے مٹادینے یا جلاوطن ہو جانے مین اپنی بہلائی سمجہتی ہین بعض ہماری ہموطن بہائی فرماتی ہین کہ مسلمان بن بلائی سنیچر سنا نہین آئی جو بن بلائی آئی اسکو وہ ہر جا رہنا مناسب نہین جبکہ اہل ملک ناراض مند ہون تو اپنا بوریا بدہنا باندہین اور چلتی پہرتی نظر آئین ملک ہندو ونکا تعداد مین ہندو زیادہ جب یہہ کم تعداد جماعت متحد ہو کر رہنا۔ ملکر کام کرنا پسند نہین کرتی تو بہتر ہے کہ اپنے ہم مذہب بہائی حکمرانون کی آبادی کو چلے جائین۔ انہین بہی آرام۔ ہندوؤن کو بہی آسایش۔ یہہ ہر خطرے سے بچ جائینگے۔ بات تو معقول ہے مگر شدنی نہین ہم جائین بہی تو گورنمنٹ مانع ہوگی۔ مطیع فرقہ تو گورنمنٹ کا قوت بازو ہوا کرتا ہے جلاوطنی باغیون کا حق ہے جنہین خوف ہو وہ اپنا بند و بست کرین ہمین کوئی خطرہ نہین۔ بن بلانے کی بہی ایک ہوئی۔ جو قوم کسی وقت فاتح کی حیثیت سے آتی ہے اُسے کسی کی اجازت کی کیا ضرورت جو مار کر آئے گا وہ مر کر بہی نہ جائیگا۔

خطرہ کی بابت ایک امریکن اخبار کی رائے ہے ۔ اگر انگریز انتظام چھوڑ دین تو ہندوستان
کے پانچ کروڑ چیتے ہندوؤن کو پہاڑ کھائین ۔ اسپر ایک نیک خیال مسلمان نے جواب
دیا کہ پانچ کروڑ چیتے کیسے چھ کروڑ شیر ہین مگر شریف و محسن پرست ۔
اس سے سمجھ جائیے کہ بیرونی دنیا مین کس سے کسکو خطرہ سمجھا گیا اور سوچیے کہ
آپکے خیال سے باہر آپ کی طاقت کا تخمینہ کیا جاتا ہے ۔
روشن خیال مسٹر گوکھلے نے اس کمزوری کو اسطرح تسلیم کیا ہے کہ ہندو گو تعداد
مین زیادہ ہین مگر نیچ قوم جنکا چھونا درکنار اونکی سایہ سے ہندو بھاگتے ہین جن مین
ایک بھی جنگجو نہین اُن کو ستثنیٰ کر دینا چاہیئے ۔ پس دوسرے ممالک مین جس گروہ
کی کمزوری کا خیال ہو اور جسکو اُس قوم کے لیڈر تسلیم کرین جو موجودہ بامن سلطنت کی
قدردان نہو ۔ اب خیال کیجیئے کہ کافر نعمت ناشکر گذار ۔ کمزور کون ہے ۔ اور کس سے خیالا
ہموطن ۔ ہمسایون کی محبت و اتحاد کی بیخکنی کر رہے ہین اور کس کی ریائی پالیسی کی گردن
پر اتفاق نہ ہونے دینے کا خون ہے ۔
اُردو ناگری کی بحث نے اچھی طرح ثابت کر دیا کہ آپس مین کسدرجہ اجنبیت و بے
لطفی ہے ۔ اُردو زبان جسکے متروک ہو جانے سے مسلمان اور ہندوؤن کو برابر نقصان
پہنچیگا ۔ کل ہندو تعلیمیافتہ جماعت جنکی تعداد مسلمان تعلیمیافتہ گروہ سے بہت بڑی ہے
اُردو زبان بولتے اور اپنے تمام علمی اور روزمرہ کے کامون مثل خط و کتابت وغیرہ
مین اُردو حروف ہی کو استعمال کرتے ہین ۔
اُردو زبان مسلمانون کی میراث نہین ۔ ضرورت زمانہ سے ہندوؤن اور مسلمانون کو
ایک زبان اختیار کرنی پڑی ۔ اب وہ زبان کل باشندگان کی مادری زبان ہو چکی ہے
ہندی سیکھنے مین دونون قومون کو برابر دقت ہے ۔
خاص گروہ ہنود جو اُردو کو مٹانا اور پھر بھاشا کو بجاے اُردو کے عدالتون مین

جاری کرانا چاہتا ہے۔ اُسکی کوششین وگرمجوشی دو وجوہ پر مبنی ہین۔ اول وجہہ محض خیالی اور سخت افسوس کے قابل ہے۔

ایک روشن خیال محب ملک کو سفر ریل مین دو تعلیمیافتہ ہندو صاحبون کی گفتگو شنفے کا اتفاق ہوا۔ ایک صاحب نے جو غالباً کایستھ قوم کے تھے اپنے ساتھی سے دریافت کیا کہ آپ لوگ اردو زبان کی مخالفت پر کیون اسقدر آمادہ ہین۔ آخر ہم لوگون کی بھی تو مادری زبان اردو ہی ہے۔ اور اس تبدیلی سے ہم لوگون کو بھی اسیقدر دقتین برداشت کرنا پڑینگی جسقدر مسلمانون کو۔ دوسرے صاحب نے جو یقیناً برہمن قوم کے تھے جواب دیا اسپر نہ صرف مسلمانون بلکہ ہندو صاحبون کو بھی افسوس کرنا چاہیئے۔

برہمن صاحب نے فرمایا کہ اصلیت تو یہہ ہے کہ مسلمانون نے ہمارے ساتھہ جو جو ظلم و تعدی کی تھی اُن کو بھولنا ہمارے اختیار سے باہر ہے اُن کی حکومت کی تاریخ ایک خار ہے جو ہر وقت ہمارے پہلو مین چبھتا ہے۔ اردو اُسی نامبارک زمانہ کی ایک نشانی ہے۔ اُسکو دیکھکر ہماری آنکھون مین خون اُترتا ہے جبتک وہ صفحہ ہستی سے نیست و نابود نہ ہولے اُسوقت تک ہم کو چین نہین۔ یہہ خیال ہے جسنے اردو کی مخالف ہندی کے حامی گروہ کو اپنی کوششون مین دیوانہ بنا رکھا ہے۔ گو مسٹر سریندر ناتھہ بینرجی نے اپنے خط مین جو ڈیلی ٹیلیگراف مین شائع ہوا ہے مفصلۂ ذیل الفاظ مین اپنی قوم کو نصیحت کی ہے "گذشتہ مسلمانون کی فوقیت کی ہر ایک نشانی کو مٹا دینے کا خیال۔ جو ہماری طرف منسوب کیا جاتا ہے ایک ایسا خیال ہے جو سوا ایک مجنون آدمی کے اور کسیکے دماغ مین نہین آسکتا بجبال اُن یادگار کو قایم رکھنے والی عمارات کے جو دہلی اور آگرہ مین باقی رہ گئی ہین اور بنظر اس دیرپا مدبرانہ یادگار کے جو آئینہ اکبری مین محفوظ ہے۔ اور ملحاظ اُس مفید پالیسی کی جو سب سے بڑہکر شریفانہ یادگار ہے اور جو اگرچہ کسی کتاب مین نہین پائی جاتی لیکن

جسکا نقش ہمارے دلون پر بہت گہرا ہے اور جو اُس محبت آمیز عزت مین مضمر ہے جو ہم گذشتہ زمانہ کے اکابر اہل اسلام کی نسبت اپنے دلون مین پاتے ہین۔
اور جو موجودہ زمانہ کے ہمارے ہموطن مسلمانون کی اس خاص محبت کے پیرایہ مین ظاہر ہوتی ہے جو ہمکو اُن سے ہے"
جس تعصب کا علاج اس قسم کی مصالحت آمیز نصیحتون سے بہی ناممکن ہو اُس کو اُردو کے مخالف گروہ کی ایسی بیماری کیطرف منسوب کرنا چاہیے جو لاعلاج ہو۔
دوسری بڑی بیماری وجہ جو معاونین ناگری اور مخالفین اُردو کو اپنی قوم مین جوش پہیلانے کے لئے مستعد کر رہی ہے۔ وہ میدان مقابلہ مین مسلمانون کو زک دینے کا خیال ہے۔ بقائے زندگی کی کشمکش اور فوقیت نوع کا جدوجہد دن بدن بڑہتا جاتا ہے۔ ایک قوم یا گروہ دوسری قوم یا گروہ کو پس پا کر کے آگے بڑہنا چاہتا ہے۔ اگر مقابل قوم یا جماعت بودی یا غافل ہوئی تو لامحالہ وہ اُسکو روندتی ہوئی آگے نکلجائیگی دنیا ایسے بہیڑ کا مقام ہے جو ہمسے آگے ہین ہماری راہ روک رہے ہین۔ جو پیچھے ہین دبا رہے ہین۔ اگر ہم آگے نہ بڑہے تو پچھلے روندتے ہوئے نکلجائین گے۔ اس لیے بغیر آگے بڑہے مفر نہین۔ مگر ہم خواب ناز کے متوالے پڑے ہوئے باد سحر کے مزے لے رہے ہین بڑہنا کیسا اُٹھنا دشوار ہے۔
مسلمانون مین اگر کوئی بات رہ گئی ہے جس سے اُن کی قوم مین زندگی کی رمق باقی ہے وہ اُردو زبان ہے اُسی زبان مین اُن کا لٹریچر ہے۔ اُسی زبان کے ذریعے اُن کو مذہب کے اصول سکہلائے جاتے ہین۔ زمانہ موجودہ کے روشن خیال مصلحان قوم کی تصانیف جو بیدار کرنے والی بچون کے لیے فرائض کی کتابین اسی زبان مین ہین۔ ان کتابون کا اتنا بڑا ذخیرہ ہے جو مسلمانون کو کچہہ دن اور زندہ رکہنے کے لئے کافی ہے۔ اگر کوئی ایسی تدبیر ہو کہ اُردو زبان بالکل کمزور اور متروک

ہوجائے تو اُس کیساتھہ ساتھہ اُن کے قومی ولولے و مذہبی جوش بھی رخصت ہوجائینگے گو تھ
پھر میدان جیت لیا مسلمان انگریزی مین ہمسے پیچھے ہین - اُردو زبان محض ملازمت کی لالچ
مین پڑہتے ہین - نوکری پیشہ لوگ ہندی حروف مجبوری سے حاصل کرینگے لیکن اس
زبان مین کوئی بات ایسی اُن کو نہ ملیگی جو اُن کی غفلت پر تازیانہ کا کام دے - یا اُن کو
اپنی تاریخ یاد دلا دلا کر پھر اُبھرنے پر آمادہ کرے - اور عوام الناس تو بنگال اور دیگر
صوبجات ہند کے مسلمان کاشتکارون کیطرح اپنی اصلیت کو بھی رفتہ رفتہ بھولجائینگے
اور شودرون کیطرح اعلیٰ اور متمول قومون کی خدمتگزاری مین نہ اُن کو کسی قسم کی عار ہوگی
اور نہ کبھی ہمسری کا دعویٰ -

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہندوون کا مطلب مسلمانون کو زک دینا یا پامال کرنا نہین ہے
بلکہ ضرورت کی وجہہ سے کوشش کر رہے ہین تو اسکے جواب مین بجز اسکے اور کچہ عرض
نہین کیا جاسکتا کہ وہ شخص یا تو دانستہ غلط بیانی کرتا ہے یا اصلی واقعات سے بیخبر ہے
اُسکے خیال کی تردید اس سے ہوسکتی ہے کہ آج تک کسی اہل ضرورت نے کبھی کوئی
شکایت اُردو زبان کی نسبت نہین کی - اب وہ لوگ اُردو زبان کے ماہر جن کے
گھر مین اُردو زبان مروج ہے جن کی مادری کے علاوہ کاروباری زبان بھی ہے
ان کا گورنمنٹ مین شاکی ہونا اور واویلا مچانا قوم مین جوش پھیلانا کسی ضرورت پر مبنی
نہین ہوسکتا -

اس کو ہم قبول کرتے ہین کہ نہ مسلمان ہندوستان مین آتے نہ اُردو کا وجود
ہوتا - تو محض اس خیال سے کہ اُسکے باعث مسلمان ہوئے کوشش کرکے نیست و
نابود کردینے اور اُس یکجہتی کے پاکیزہ خیال کو جو دو متضاد مذاہب اور اجنبی قومون
مین اس زبان کے طفیل پیدا ہوا کھو دینے سے بڑھکر کوئی دردناک بات مسلمانون یا
شریف دل انسانون کے لیے ہوسکتی ہے -

۱ - ترقی انسان کی بڑی باعث حمیت ہے جس قوم مین یہہ نہین وہ بالکل مردہ قوم ہے - جو نشانیان جس قوم سے منسوب ہین اُن کی حمایت کرنا اُس قوم کا فرض ہے صفحہ دنیا سے جب وہ یادگارین مٹ جاتی ہین تو وہ قوم ایک تاریخی واقعہ رہجاتی ہے اُردو زبان اور حروف مسلمانون کی قومی عظمت کی زندہ یادگار ہین اُن کا مٹ جانا قومی زندگی اور قومی حمیت کے خاتمہ کی علامت ہے -

۲ - اُردو مین جو علمی ذخیرہ ہین وہ بنگالی - مرہٹی - گجراتی اور دیگر زبانون مین نہین -

۳ - ہندو مسلمان - انگریز جس زبان کو باسانی حاصل کرسکتے ہین وہ اُردو ہے - یہی وجہہ ہے کہ امتحان سول سروس مین اُردو داخل ہے -

۴ - اُردو عام ملکی زبان ہے اُس مین عربی - فارسی - ترکی سنسکرت - بہاشا - انگریزی حتٰے کہ دیہاتی سب قسم کے الفاظ موجود ہین - یہی ایک ایسی زبان ہے جسکے ذریعہ ہندوستان کے خاص باشندے خواہ ہندو ہون خواہ مسلمان علمی ترقی باسانی حاصل کرسکتے ہین -

۵ - برج بہاشا ایسی زبان ہے جو اسوقت ہندو مسلمان سب کے لیے اجنبی ہے

۶ - سنسکرت کی نسبت یورپ کے عالمون کا خیال ہے کہ وہ کبھی ہندوستان مین بولی نہین گئی ہمیشہ کتابی زبان رہی -

سر انٹونی میکڈانل نے جو رزولیوشن ۱۸ اپریل ۹۸ سنہ کو پاس کیا اُسکی پابندی مین وکلا متعصب نے ناگری دان محرر رکھے عرائض نویس تنخواہ دار مقرر کیے تاکہ درخواستین بلا اُجرت ناگری مین لکھا کرین - سیکڑون آدمی وعظ کرتے پھرے کہ اُردو کو بالکل بھول جاؤ - اُردو پڑھنا قوم سے عداوت کرنا ہے -

اس کارروائی سے مسلمان وکلا و اہل اسلام فریق اور ججون کو سخت ایذا پونہچی اور بجائے آسانی کے دقتین پیش آئین - مخالفین کو فائدہ نہ ملا - ہار تھک کر اُسہین

خود ہی کمی کر دی۔ اب بجز دشمنان اتفاق اور بدخواہان ملک کے کوئی اس وقت خیز عمل کو پاس نہین پہنچ سکتا۔

ملکی بھلائی پر ذاتی اغراض کو ترجیح دینا اور جس صورت مین فائدہ ذاتی نہ ہو ایک نہایت کمینہ خیال ہے۔ گورنمنٹ ایسے لوگون پر کیا اعتماد کر سکتی ہے جو ذاتی عناد متعصبانہ خیال سے ملکی اتفاق۔ قومی بہبودی کو چھوڑ دین۔ جو ذلیل نفع پر برادران ملکی کی دل آزاری پر آمادہ ہون۔ جو پرائے شگون پر اپنے خوبصورت شکل کو بدنما بنائین۔ جو محبان وطن کو روحی ایذا پہنچائین۔ وہ آڑے وقت مین گورنمنٹ کا کیا ساتھ دے سکتے ہین اور کیونکر ملک مین اتفاق پیدا کرا سکتے ہین۔

بعض کوتہ اندیشون کا یہہ بھی خیال ہے کہ ایسے جھگڑے جو ہندو مسلمانون مین نااتفاقی کا باعث ہین مصلحت ملکی کی بنا پر بعض حکام گورنمنٹ خود ان کے بانی مبانی ہوتے ہین بفرض محال اسکا کوئی وجود ہے تو وہ گورنمنٹ کی کمزوری کو ثابت کرتا ہے۔ رعایا کی شکایات پبلک کی نارضامندی حکومت کی غیر اطمینانی کا سبب ہے۔ جن حکام کا ایسا ذلیل خیال ہو وہ بنیاد حکومت کو نقصان پہنچاتے ہین۔ اب یون لیجیے کہ ایسے جھگڑے جو آپس مین نااتفاقی پھیلاتے ہین کسی زبردست قوت کی تحریک ہی سے پیدا ہوتے ہین جسکی تسلیم کرنے مین ہر ذی شعور کو تامل ہوگا۔

تو ہماری کس درجہ حماقت و کمزوری اخلاق ہے کہ ہم جان بوجھکر ان تحریکون کی تائید کرین۔ اس لحاظ سے تو خود بچنا چاہیے تاکہ تیسری قوت کو ہم مین نااتفاقی پھیلانے اور ہمارے زوال قوت کا موقع ہی نہ ملے۔

مگر یہہ صرف کہنے کی بات ہے مقصد اور ہی کچھ معلوم ہوتا ہے۔ ہم اردو ناگری کے متعلق ایک روشن خیال شاعر کی نظم لکھتے ہین جو اس بحث پر عمدہ روشنی ڈالتی ہے۔ ؎

بعضون کی یہہ ہے راے کہ مسدود ہو اُردو
اور دفتر سرکار سے مفقود ہو اُردو

دفتر سے نہین ہند سے نابود ہو اُردو
ہندی کی ہو توسیع تو محدود ہو اُردو

تا حشر رہے کوئی نہ اُردو دان ملازم
تھوڑے سے بہت اب ہین جو مسلمان ملازم

جب لشکر اسلام مین اُردو ہوئی شائع
شامل ہوئین اس مین بہی بزرگون کی طبائع

سعی اپنی بزرگون کی عبث کرتے ہین ضائع
بہاشا نے ترقی کے دیئے اسکو ذرائع

صرف ان کی گلستان کی نہین فاختہ اُردو
ان کی بہی تو ہے ساختہ پرداختہ اُردو

جب یہ ہوا اُردو خط ہندی مین ہو تعلیم
صد شکر زبان ہند کی اُردو ہوئی تسلیم

ہین فارسی حرفون کی اگر لکھنے مین تجہہ بیم
بہتر ہے کہ انگریزی ہی حرفون مین ہو تعلیم

کچھ سچ ہی کا ثمرہ ہے نہ کچھ جھوٹ کا پہل ہے
اس کھیت مین گر ہے تو یہی پہوٹ کا پہل ہے

دنیا مین رقابت نہین یورپ کی برابر
تلوار لئے لیکن نہ دکہائے کبہی جوہر

ہنگامہ تیار رہین یان گاؤکشی پر
تیار رہین سر پہوڑنے کو ہندو و ممبر

کے جنگ برادر بہ برادر بہ ہمہ آمد
در جنگ دو کس فائن تیر گر آمد

ہندی مین بہی واقع ہو اگر نقطہ کی تاخیر
تقصیر کو پہر آپ ہی پڑھ سکتے ہین تکبیر

کاتب کرے ناترہ یا نقطہ جو تحریر
کاتب کی ہے تقصیر زبان کی نہین تقصیر

اجمیر گیا کوئی تو غلطی سے مہاراج
کیا آپ سمجھ لینگے کہ وہ مر ہی گیا آج

ہندی ہو کہ سندی کہ فقط حرف ہون مسطور
ممکن نہین کل کام ہو اور عملہ بدستور

دو گھنٹہ کا کام ایک پہر مین ہو نہین جو
سرکار کا بیفایدہ نقصان نہین منظور

پڑھنے مین بہی اور لکھنے مین بہی طول سوا ہے
کاغذ کی بہی مقدار ز معمول سوا ہے

از فرش زمین آج ہی تا عرش برین ہوم
ہر ایک کی تقدیر ہی ہر ایک کا مقسوم
اور ہوتی ہی کل کیا یہ کسیکو نہین معلوم
ممکن نہین دنیا سے مسلمان ہون معدوم

یہ زعم سراسر غلط اور محض خطا ہے
اس معرکہ مین ہم بہی ہین جبتک کہ خدا ہے

ابتک ہین مسلمانون سے خونریزی کے دعوی
کیا وجہ کشن جی کی ہدایت ذ کرائی
اور بہو لکھی اپنی مہابھارت کی قصّو
کیون کورون پر پانڈون کی ہاتہہ سے حملو

اور برہمن و بدھ کی بہی ہی غور طلب بات
ہر بات یہی ہے کہ ہی بنیا کی سب بات

ہم فرمکش اسکے نہین اگلون ذ کیا کیا
وہ لوگ کہان اب جو ہوی معرکہ آرا
بیفایدہ اس ذکر کا آپس مین ہی چرچا
ہمسے ہی عبث آپ کی یہہ رنجش بیجا

وہ وقت گئے جن پہ یہان کہیت پڑے ہین
اور ہم تو کبہی تمسے لڑے تہے نہ لڑے ہین

عالم مین ہی کیا چیز جو انسان مین نہین ہے
ہی وید مین کیا بات جو قرآن مین نہین ہے
ہندو مین ہی کیا شے جو مسلمان مین نہین ہے
کیا کفر مین لذت ہے جو ایمان مین نہین ہے

ہے جلوہ گر اس بزم مین جز نور قدم کیا
موجود کلیسا نہین معبود حرم کیا

اتفاق ممکن ہی سب سے پہلے اُس زبان کو جسے ہندو مسلمان بولتے ہین جس سے دونون کو یکسان تعلق ہی جو دونون کے اتحاد سے قایم ہوئی ہے جسمین عربی سے زیادہ

سنسکرت کا عنصر موجود ہے جسمین دونون کے بلکہ اورون کے لٹریچر وخیالات کے سمانے کی گنجایش ہے جسمین بڑہنے پہیلنے اور ہر قسم کی صلاحیت ہے اُسے نہ مٹا یئن ضد کو چہوڑین۔ یہہ پچہلی غلطیون کی تلافی کا وقت ہے۔ یہہ تدبیر اتفاق کی بہت آسان ومفید ہی۔ آسانی تو ظاہر ہے کہ زبان کے لحاظ سے دونون تو مین ایک حالت مین ہین اور مفید اسلئے ہے کہ اس سے دونون قومون مین بہت جلد مضبوط اتّحاد کی توقع ہے۔ اسکے سوا پُرانے قصّون کو فسانہ سمجہین۔ محمود غزنوی کے حملون کو مہابہارت سے بہی پہلے کا خیال کرکے بہولجایئن۔ بزرگان دین پر طعن جو بادشاہان اسلام کی توہین سے احتراز کرین۔ ہز مجسٹی شاہ افغانستان کے اخلاق سے سبق لین۔

بابر۔ ہمایون۔ اکبر اعظم۔ جہانگیر۔ شاہجہان کے ہوتے ایک اورنگ زیب کا تذکرہ ہی کیا۔ اگر اورنگ زیب ہی کو یاد کرنا ہے تو اسطرح یاد کیجیے کہ اُسکے سفری خیمہ گاہ[۵] کے ہمراہ کم وبیش تیرہ سو[۱۳۰۰] ہندو امرا۔ واہل دفتر ہمیشہ رہتے تہے جن کو مناصب یکصدی ذات سے لیکر چار ہزاری پنجہزاری ششہزاری ہفتہزاری ہوا کرتے تہے۔ اورنگ زیب نے بیشتر امراء ہنود کو بات کی بات مین دس دس[۱۰] لاکہہ روپیہ اور اشرفیان انعام مین دیدین۔ کابل کے صوبہ پر راجہ جسونت سنگہ کو حکمران کردیا جس نیک نیت راجہ نے اپنے لیاقت واخلاق سے اہل کابل کے دلون کو تسخیر کرلیا ہے سلاطین بابریہ نے نہ فقط ہمارے ہموطن بہائی ہنود کے اجداد کو مثل امراء اسلام کے مناسب عالی پر ترقی دیکر اُن کا اعزاز وپایۂ اعتبار بڑھا دیا نہ فقط ایک بڑے رقبۂ ملک پر اونکو حکمران وفرمانروا بنادیا نہ فقط لاکہو کہا اہل ہنود کو راج کے راج۔ تعلقہ کے تعلقہ دوا اعطا کرکے زرمالگذاری ومطالبہ سے ہمیشہ کیلئے بری کردیا جسکی وجہہ آجتک ہمارے ہموطن ہندو بہائی راج رج رہے ہین بلکہ انہین سلاطین نے مذہب ہنود کی بنیاد کو بوجہہ قومی اور دنیا مین ہموار کردیا۔

سب کو معلوم ہی کہ اہل ہنود مین مذہبی تعلیم براہمہ کے علاوہ اورون کیلیے ممنوع تہی اسلیے عام طور پر نہ اسکا رواج تہا۔ نہ مذہبی کتابون کی اشاعت۔ یہان تک کہ جب بودہ مت کی حکومت ہندوستان مین چارطرف پہیلی اور جا بجا جنگ وجدل نے مذہب قدیم کا تسلط معدوم کردیا تو اُس کی

[۵] ماخوذ از [illegible] ماہ ستمبر ۱۹۰۹ء [illegible] نجیب آبادی

ساتھہ مذہبی کتابین بھی معدوم ہوتی چلیین۔ علم سفینہ منحصر علم سینہ بہ سینہ پر ہوگیا۔ مرور دہور نے جب
ورق زمانہ کا پلٹا اور بودھ مت کی حکومت کو مذہب قدیم ہنود نے پیچھے ہٹایا تو اسوقت بھی یا تو حکما
براہمہ نے قصداً یا محض غفلت و سہل انکاری سے یا مجبوری اپنی مذہبی کتابون کو نہ تو جمع کرنیکی تکلیف
اٹھائی اور نہ مفید طور پر مذہبی فلسفہ کو شائع کیا۔ صدہا سال یہہ حالت مستمر رہی خاص خاص مشہور
عبادتگاہون مین بعض بعض متبرک پنڈتون اور ذی علم بچاریون کو مذہبی کتابون کی متفرق طور سے احکامات
و مسائل کے کچھہ اشلوک یاد تہے یہہ بھی ممکن ہی کہ کسی مہاتما تارک دنیا کے پاس بعض بعض کتابین بھی ہون
مگر وہ ایسی نایاب تہین کہ عموماً اہل مذہب کا اُن کتابونپر کہان دسترس ہوتا۔ خاص خاص براہمہ بھی
اس سے مستفید نہ تہے۔ تعجب یہہ ہی کہ اس ابتدائی زمانہ سے لیکر مسلمانون کے زمانہ بلکہ اس سے
صدہا سال بعد تک بھی اسی ہندوستان کے اکثر حصون مین بڑے بڑے راجہ مہاراجہ فرمان روا
گذرے جنکو واقعی اپنے مذہب کا بڑا جوش بھی تہا لیکن کبھی کسی نے بھی اپنی مذہبی کتابون کی تدوین
کی ضرورت نہ دیکھی اور یہہ نہ سوچا کہ آگے بڑھکر عام اہل ہنود کے لیے ٹھور ٹھکانے اعمال مذہبی کو
دیکھکر لوگون کے دلونپر کیسا برا اثر پڑیگا اور عوام ہی کے اعمال کو لوگ عین مذہب سمجھکر اس فلسفیانہ
مذہب کو جاہلانہ مذہب سمجھنے لگین گے۔ غرضکہ باوجود اختیار و باقتدار و صاحب ثروت ہونیکے
ہندو بھائیون نے دیوہرے اور مندر تو خوب بنوا دیے اور لاکھون روپیہ کے اوقاف بھی کر دیے
لیکن جس سے جڑ مذہب کی قایم ہوتی یعنی کتب کا مرتب کرکے شائع کرنا یہہ کسی ایک سے بھی عمل مین نہ آیا
اگر معدومیت کتب فلسفہ مذہب کی یہی نوبت آج تک باقی رہ جاتی تو اس روشن زمانہ مین اس
مذہب کا کیا حال ہوتا۔

یہہ اکبر اعظم کا احسان ہے کہ بہزار کوشش و کاوش سری بھاگوت۔ راماین۔ مہابھارت
جوگ بشست اور گیتا کی سی نادر کتابون کو جمع کیا۔ اور نہایت سلیس ترجمہ کراکے عوام مین
پہیلا دیا۔ چنانچہ مذکورہ بالا کتابین جو آج ہمارے ہموطن بھائیون کے مطالعہ مین ہین یہ اسی فیاض
شہنشاہ کا فیض دایم ہے۔

اورنگ زیب کا بڑا بھائی داراشکوہ اس بارہ مین اکبر اعظم سے بڑھا ہوا تھا۔ اکبر اعظم نے باوجود تسلط تمام صرف چند ہی مذہبی کتابون کے ترجمے کرائے جو بلاشبہ نہایت کمیاب تھین۔ لیکن اُولوالعزم داراشکوہ نے تو وہ کام کیا کہ شاید ہی کسی علمدوست سے بن پڑے۔ اُسنے سوچا کہ مذہب ہنود اسوقت تک طعام بے نمک ہے جبتک اس مذہب کی کتاب پاک مقدس جمع کرکے حسب دلخواہ شائع ہو۔ اُسنے خیال کیا کہ اصل اصول مذہب ہنود بھی توحید ہے اور وید کے معدوم ہوجانیسے چونکہ توحید بھی اس مذہب سے رخصت ہوگئی یا ہوتی جاتی ہے اسلیے بہت ہی غلط فہمیان ہندوؤن کو مسلمانون سے اور مسلمانونکو ہندوؤن کے مذہب سے ہوگئی ہین اور یہی بڑا سبب ان دونون قومون کے تفرقہ کا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی مثنوی کے ایک شعر مین کہتا ہے ؎

کفر و اسلام در رہش پویان وحدہٗ لاشریک لہ گویان

اور یہہ اشارہ ہے وید مقدس کے اس فقرہ کی طرف۔ "ایکو برہم دوتیو ناستی" یہہ فقرہ بعینہ لاالٰہ الااللہ کا ہم معنی ہے۔

داراشکوہ عنفوان شباب زمانہ ولیعہدی مین اپنے آسایش و آرام سے دست بردار ہوکر محض نیک نیتی اور ایک قوم کی فلاح مذہبی کی دھن مین بنارس آیا۔ مدتون قیام کرکے زبان سنسکرت کو حاصل کیا۔ پنڈتون اور مہاتماؤن کو بڑے بڑے وظیفے اور بیش قرار جاگیرین مرحمت کین جسکے پاس جتنے اشلوک زبانی یا تحریری وید کے تھے سب کے لیے فقط اتنی ہی محنت اور جفاکشی پر قناعت نہین کی بلکہ جب کاشی سے اس دولت بے بہا کو جمع کرچکا تو دکن۔ کشمیر و کوہستانی شمالی ہند کے سفر کی برسون زحمت گوارا فرمائی۔ اور جس مہاتما تارک الدنیا کوہ و صحرا نشین سے جو جو اشلوک پائے سب جمع کیے اور نہایت دقت نظر و سیکڑون حکمای مذہب براہمہ کی اعانت سے چارون ویدون کی تدوین کرکے اسکا ترجمہ زبان مروجہ سلیس فارسی مین کیا اور سر اکبر نام رکھا جس سے یہہ بات کھل گئی کہ ہندو مسلمانون کے باہم جتنا تفرقہ نسبت اصل اصول مذہب سمجھا گیا ہے وہ صحیح نہین۔ چنانچہ سر اکبر کے دیباچہ مین خود لکھتا ہے۔ [illegible]

غرض اسوقت جو وید مقدس کے ترجمون کی اشاعت اس کثرت سے ہے اور مذہب ہنود کے فلسفہ کو رونق وہ سب اسی محسن بنی نوع انسان شہزادہ داراشکوہ کو گران بہا احسان کی سبب ہی۔

مذکورۂ بالا کی اگرچہ اور بہی شواہد و سند ین ہین لیکن طوالت کی خوف سے صرف کتاب الکھہ پرکاش مولفہ رای کنہیا لال الکھہ دہاری کے دیباچہ کے چند فقرات نقل کیے جاتے ہین وہ کتاب مذکور کی صفحہ ۱۶ مین لکھتے ہین ”جب ہند سے سنسکرت کی تعلیم و تلقین جاتی رہی سمجہنا چاہیئے کہ وید محجوب و مفقود ہو گئی تہی اس عرصہ مین ہزارون راجے مہاراجے ہند و پت ہو گذرے مگر کسیکو اسطرف توجہ نہ ہوئی کہ اس آبحیات کو خاص و عام کیواسطے سبیل کرتا۔ آفرین صد آفرین شہزادۂ عالی ہمت اور بلند مرتبت داراشکوہ بہادر دارین کو کہ جو نعمت و دولت پہلے خاصون کو نصیب نہ تہی وہ عام کو بے منّت بخشدی یعنی تمام اوپ نکہدون کا جو گیان کے متعلق تہین محنت گوارا۔ لاکہون روپیہ خرچ اور صدہا پنڈت او سنیاسیون کو جمع اور کشمیر و کاشی کی سیر سیاحت۔ اور متعصبان کے طعن کو تحمل کرکے سنسکرت سے فارسی مین ترجمہ کیا گویا دسترخوان صلح کل عام و خاص کیواسطے بچہا دیا اور دروازۂ جیون مکت وید بیکمکت کاکس و ناکس کیلیئے کہول دیا۔ اور نفسانیت کو مطلق دخل نہ دیا اور مفلس کو شہنشاہ دارین کا بنا دیا اور اپنے پردادا اکبر بادشاہ کے نام کو روشن کیا ؛

ناظرین انصاف دوست ملاحظہ کرین کہ مذکورہ بالا بے تعصبی و رفاہ طلبی سے بڑہکر کیا ہوسکتا ہی کہ غیر مذہب کی بنیاد (باوجود تخالف اعتقادات کے) اسطور سے بہزار کوشش و کاوش جما جائے کہ ابد الاباد تک قایم و دایم رہے۔

اگر سیواجی عالیشان مندر تعمیر کرجاتا اور کرورون روپیہ کی جائداد اُن کے لیے وقف کر دیتا تو بہی اس مسلمان شہزادہ کے اس نہایت پایدار و مفید کام سے بڑہکر نہ ہوتا۔ کاش جہان جہان کسی مسلمان بادشاہ کے تعصبات مذکور کیے جاتے ہین وہان اس گرانقدر حال کو بہی یاد رکہین تو بعید از انصاف نہین ہے اور نگ زیب پر مذہبی عناد و تعصب کا الزام دلیل کوتاہ نظری اور تاریخ سے بیخبری کی ہے۔ اسکو سنیئے۔ پنڈت و پجاری وظیفہ خوار داراشکوہ کے بے انتہا معتقد

وو عاگو تھے جب اُن کو داراشکوہ کے حالات کی خبر ملی تو بیحد صدمہ ہوا۔ اور اپنے بھجنون مین
اورنگ زیب کے مظالم اور داراشکوہ کی نیکیان ومظلومیت کے مضامین درج کرکے گانا شروع کردیا۔
اسکی خبر اورنگ زیب کو لگی۔ چنانچہ تاریخ مراۃ العالم مین لکھا ہے۔

ہنگامیکہ رایات ظفر آیات باستحصال شورش شہزادہ شجاع بہ سمت دیار شرقی بحرکت آمد کہ
از وبرہا و وظیفہ خواران وخیر طلبان شاہزادہ داراشکوہ اند معتقدان خود را باظہار مظالم بادشاہ جمجاہ
ہیبت واعانت شہزادہ شجاع می کشند وشجاع نیز با ایشان رسل ورسائل وارد۔ قہر وغضب
سلطانی زبانہ کشیدن گرفت بہ منعم خان سپہ سالار حکم محکم بہ نفاذ پیوست کہ بتعجیل ہرچہ تمامتر با فوج
قاہرہ رو بہ شہر بنارس آوردہ آن بیچارگان را با تمامی تبکدہ ہا با خاک عدم برابر سازد۔ بہار امل جبارت
بنودہ عرض کرد کہ اگر ہمان تبکدہ ہا و پنڈتان را بیاسا رسند کہ مرتکب این ہنگامہ پردازی وفساد اند
قرین انصاف است عرض او پذیرای یافت۔ باصفای این خبر ہیبت اثر کل معتکفان وبرہمنان
بمقتضای الفرار مما لایطاق تبکدہ ہا را خالی گذاشتہ رہ بیچای او بار شدند منعم خان چند تبخانہ ہا را
کہ مشہور بہ وظیفہ مالی بود شکستہ از سنگ وخشت آنہا مسجد آراستہ۔

اس بیان سے بخوبی ثابت ہے کہ بنارس کے بعض تبخانون کے توڑ ڈالنے کا سبب بھی
مذہبی تعصب نہین بلکہ پولٹیکل وجہہ تھی۔ اسکے ساتھہ ہی یہہ ہویدا ہے کہ سردار بہار امل کی
درخواست منظور ہوکر حدود انصاف کے اندر کارروائی کا حکم دیا گیا اور پھر تبخانہ کے بجاے
بھی عبادتگاہ ہی تعمیر ہوئی۔

لہذا حرکات مورث اختلاف سے پرہیز خلوص محبت کی حاجت۔ اور منافقانہ دوستی
سے حذر واجب ہے۔ اتفاق ناممکن ہے جب تک ہمارے دل صاف نہ ہون۔
ہندو ومسلمانون کے پولیٹکل اغراض وحقوق یکسان نہین۔ اگر کوئی فریق بلا مزاحمت وضرر
رسانی دوسرے کے اپنے حقوق کے تحفظ کی معقول تدبیر کرے تو وہ مورد الزام نہین تمدن
ومعاشرت مین برادرانہ تعلقات ہون اور اتنا لحاظ ہمیشہ رہے کہ بالقصد ہم دوسرون کو

نقصان نہ پہونچائیں۔

اگر اتفاق سے مراد خود غرضی۔ مذموم طریقہ سے سودیشی تحریک۔ ناعاقبت اندیشون کے اقوال کی تائید۔ گورنمنٹ کی مخالفت مین اپنے جتھے کو بڑہانا۔ پبلک مین برے خیالات پہیلانا حکومت کے جوے کو گردن سے اُتار پہینکنے کی آرزو وفاداری کی صلاحیت نہین ملک گیری کا دعوے ہے تو اسے اتفاق نہین نفاق فرمائیے۔ مسلمانون کو جو صدمات اپنے ہموطن احباب سے ظاہری و معنوی پہنچے اور پہنچتے رہے ہین اُنکا اقتضا ہے کہ احتیاط سے کام لین۔

اور پہر جس قوت سے ہماری دینی و دنیوی اغراض وابستہ ہین اُنکا تقاضہ ہے کہ اُسکی طرف ہمارا حُسن اعتقاد و قدرتاً ہونا چاہیے ہمسے اُس خیال کی امید رکہنا جو ہمکو کافر نعمت بنائے یا احسان فراموش ٹھہرائے قطعاً بیجا ہے۔ وفاداری ایک فیاض دلسوزی ہے جو انسان کے شریف طبقہ کو اپنی جان و مال کی۔ انصاف دوست حکمران یا خاص ذات پر وقف کرنیکی ترغیب دیتی ہے۔

برٹش گورنمنٹ موجودہ زمانہ مین اسلامی دنیا کی بڑی فرمانروا ہے از روے تحقیق جس قدر مسلمان حکومت برطانیہ کے زیر فرمان ہین حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کے نہین۔ اس لحاظ سے ہمین کتنا بڑا تعلق اپنی گورنمنٹ سے از روی مذہب ہوگیا۔ تمام دنیا سے زیادہ اسلام کو ہر طرح کا واسطہ برٹش گورنمنٹ سے ہے۔ جہان جہان عملداری برطانیہ عظمیٰ کی ہے علانیہ تعلیم عقاید اسلامی کیجیے کوئی معترض نہین۔

مسلمان اگر انگلینڈ مین جاکر ترویج عقائد اسلام مین کوشش کرین تو کسی قسم کی ممانعت نہین اطمینان و آسایش سے ارکان دین کی تعمیل جو ان دنون ہم کرسکتے ہین کبہی نصیب نہ ہوئی جس دور حکومت مین از روئے مذہب یہہ آرام ہو کوئی ایسا بیوقوف ہے جو اُسے غنیمت نہ سمجہیگا جو آزادی و آرام عثمانی سلطنت مین غیر مذہب والون کو اس زمانہ مین حاصل ہو رہی ہین اسوقت یہان نصیب ہے رہی دنیاوی آسایشین وہ تو حد شمار سے خارج ہین مختصر یہہ کہ ہمین ہر طرح آزادی حاصل ہے کہ بحیثیت رعایا کے واجبی حقوق طلب کرین۔ بے تکلف علانیہ رسوم و ارکان مذہبی بجا لائین۔

اپنی ہر تکلیف کا بذریعہ عرضداشت چارہ کار چاہتی ہین۔ دختر کشی نابود ستی موقوف۔ ٹھگونکی جماعت مفقود
انسانی قربانی بند۔ ڈاکہ زنی کا عمدہ انسداد۔ شاہراہین صاف و بخطر۔ نہرین بکثرت۔ ریل و جہازکیوجہ
سے بری و بحری سفر کی سہولت تار کے سبب سے تجارت کو ترقی۔ پوسٹ آفس نہایت خوبی سے ملکی محصول
پر جاری۔ اسکول و کالج و یونیورسٹیون کے باعث تمام علوم کے خزانے پیش نظر۔ بلحاظ قابلیت ہر شخص کو
ملازمت کا حق حاصل۔ حصول انصاف کا بلا لحاظ قوم و مذہب عدالتون مین قرار دیا جانا۔ شفاخانے
خیراتی موجود۔ چھاپہ خانے بے انتہا۔ اخبارات کو آزادی کی نعمت میسر۔ چیچک کی حفاظت کیلیے
ٹیکے کا محکمہ۔ امراض متعدی کیواسطے خاص انتظامات۔ قیدیون سے جیلخانون مین مہذبانہ سلوک
باہر جاکر معاش کے لیے پیشون کا سکھایا جانا۔ بذریعہ نلون کے پانی بہم پہنچانا شہرون اور قصبون
مین صفائی کا پورا انتظام تعلیم نسوان کی تحریک وغیرہ وغیرہ

غرضکہ ایک انصاف پسند شخص کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ انسانی ہمدردی مین۔ رعایا کی
آزادی مین۔ رعایا کی مہذب بنانے مین دنیا کی کوئی گورنمنٹ انگریزی گورنمنٹ کو نہین پاتی۔

برٹش گورنمنٹ کی سلطنت کا حسن سلوک اسوقت پوری طور سے اندازہ ہوسکتا ہے جب ہم دوسری
سلطنتون کے سلوک رعایا کے ساتھہ اسکا مقابلہ کرین۔ مثلاً حکومت روس وسط ایشیا مین۔ روس
گو یورپ کی قوتون مین ایک قدیم اور مہذب سلطنت کہلائی جاتی ہے مگر اسکے قانونون کا میلان اور
ناظمین کا طرز عمل برٹش گورنمنٹ کی مقابلہ مین اگر وحشیانہ کہا جاوے تو بیجا نہین۔

یہود کے ساتھہ جو جابرانہ و ظالمانہ عمل کیے جاتے ہین انکا جواب شاید مذہبی اختلاف ماضیہ
کی بنیاد پر چل سکے۔ مگر مسلمانون کیساتھہ خاصکر جو سلوک جابرانہ کیا جاتا ہے۔ وہ سننے کی قابل
نہین اور بیحد نفرت دلانیوالا ہے اُن کی مذہب کی ادائی رسوم مین علانیہ روک ٹوک اُن کی مدارس اور
اوقاف مین دیدہ و دانستہ سنگ اندازی۔ اُن کی تجارتون کیلئے ہر طرح سد راہ ہین۔ اُن کی آسایشون
کے عوض اُن کے راستون مین دقتین۔ اصلاح کے بجای اُن کی آسایشون مین خلل ڈالے
جاتے ہین ناکافی بنیادون پر قتل و جلا وطن کیے جاتے ہین۔ اُن کی جایدادین ضبط۔ اُن کی

مال ومتاع بوجہ فرق مظلوم ومجبورون کو جان بچانے کے لیے دوسری سلطنتون سے امداد کی ضرورت۔ اور دوسری ملکون مین جاکر آباد ہونے کی حاجت پڑتی ہے۔

ایک راستباز روشن خیال ذی علم مسلمان باشندہ قزان مملکت روس نے جن مظالم کا ہمسے استنبول مین تذکرہ کیا ہم اگر اُسکی تفصیل یہان بیان کرین تو اہل ہند مین سے ہر شخص کی آنکھون سے آنسو روان ہون۔

سلطنت مین شریک ہونا۔ اُسکے قانونون مین مشورہ دینا۔ اُس کی مجالس تک رسائی اِسکا تو ذکر ہی نکیجیے حقیقت مین مملکت ہندوستان دارالامن اور روس دارالفرار ہے۔

برٹش گورنمنٹ مین اگر وہ جمتین مستثنیٰ کردی جائین جو ہندوستانیون کو خود ہندوستانیون کے ہاتھ سے پونہچتی ہین تو یہہ کہنا بجا ہوگا کہ دنیا مین کسی اجنبی سلطنت کے سایۂ حمایت مین یہہ امن وآسایش میسر نہین آسکتی۔ ناحق شناسی ہے اگر رعایائے ہند عموماً اور مسلمانان ہند خصوصاً اُس نعمت کی قدر اور اپنے افعال واقوال مین سچی احسانمندی ظاہر نہ کرین۔

اپنی حاجتون اور ضرورتون کو بطرز معقول سلطنت کے کانون تک پہونچانا اور امید اصلاح رکھنا بیشبک ایک قومی فرض ہے مگر آداب سلطنت اور حقوق فرمانروا کو نگاہ نہ رکھنا نہ صرف سوء ادبی ہے بلکہ علامت شقاوت ہے۔

کسی قوم سے اختیارات سلطنت خدا انہین لیتا جب تک وہ پایۂ انسانیت سے گر نہ جاے اور کسی قوم کو اختیارات سلطنت[۱] دست قدرت سے نہین بخشے جاتے جبتک اوس مین وہ اوصاف حمیدہ نہ پائے جائین جس سے ودیعت سلطنت اپنا نہ اداکر سکین۔ ان دو درجون کے فرق کو جب تک کوئی رعایائے مفتوح اچھی طرح نہ سمجھے گی حفظ مراتب نہین کرسکتی

---

[۱] پارہ ۱۷۔ سورہ انبیاء ع۷ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ خدا فرماتا ہے کہ ہم زبور مین نصیحت کے بعد یہہ بات لکھ چکے ہین کہ ہمارے نیک بندے زمین (کی سلطنت) کے وارث ہون گے۔

چھوٹا اپنے بڑے یا بہتر سے اُسیوقت خالص حمایت مدد کی امید کرسکتا ہے جب ادب کیساتھ اپنی کمی کو تسلیم کرتا رہے اور طلب ترقی مین خلوص عقیدت کو واسطہ گردانتا ہے۔ ہم اپنے ملک کے ہندو و مسلمان بہائیون سے خالصانہ التماس کرتے ہین کہ وہ اگر اپنی اور اپنے ملک کی بہبودی چاہتے ہین تو صحیح طریقے اور صحیح مزاج اختیار کرین اور بیجا شور و غوغا سے باز آئین۔ اور اُن لوگون کے کہنے پر عمل نہ کرین جنکی سند تفوق صرف یہی ہے کہ غیر ملکون کی زبان کے الفاظ روان طور پر بول سکتے ہین یا لکھہ سکتے ہین۔ مگر جن کو اس بات کا تجربہ یا اندازہ نہین کہ سلطنت کے مفید ہونے یا اُسکے امور مین شریک ہونے کے لیے رعایا کو کیا کیا صفات درکار ہوتی ہین۔

مدارس کے امتحان مین کامیاب ہونا۔ یا تجارت اور دیگر پیشون کو کامیابی سے کرنا اس بات کو نہین بتا سکتا۔ افراد منتشر اور مختلف الاعمال و خیال ہرگز شیرازہ قومی حاصل نہین کرسکتے جبتک وہ انضمام طبعی خواہ منجانب قدرت خواہ منجانب تربیت پیدا ہو جسکو انگریزی مین آرگینک اور ہماری زبان مین حیات ترکیب کہتے ہین۔ مثلاً جہان ایسے افراد بکثرت ملتے ہون جو دوسرے افراد کو خواہ اختلاف مذہب خواہ خود غرضی۔ خواہ عداوت کی بنیاد پر نقصان پہنچانیکے لئے مستعد ہون وہان سب افراد ملکر ایک مجموعہ متفق الاغراض جسکو قوم کہتے ہین کیسے بنا سکتے ہین۔ اسلیئے نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جبتک ہندوستانی رفتہ رفتہ ترقی کرکے استحکام و توافق کیرکٹر حاصل نہ کرلین ایسی رعایات کے متقاضی یا متمنی نہ ہون جسکا عمل بلا امتیاز ہر کہ و مہ سے متعلق ہو۔ شخصی فضیلت بیشک ایسی چیز ہے جسکا امتیاز ہر وقت ضروری اور مفید ہے۔ اس امتیاز شخصی سے مستفید ہوکر اُن کا فرض ہے کہ ایک خاص حد کے عالی کیرکٹر پیدا کرین اور اوس کے بعد قومون کی فہرست مین اپنا شمار کرین۔ مگر کسی صورت مین یہہ جائز نہین کہ کفران احسان کرین۔ یا سوء ادبی اُن محسن فرمانرواؤن کی شان مین برتین جن کی بدولت ہندوستان کو مغربی روشنی سے استفادہ کی نوبت پونہچی ہے۔ تجدّد و مساوات کے شوق و حرص مین نا مناسب دوڑ پڑنا۔ اور حفظ مراتب کا لحاظ چھوڑ دینا ہندوستان کے لیئے سیدہا راستہ تباہی و بربادی کا ہے۔ امتیاز

مساوات وغلبہ تفضیل اور شان برتری ایسی چیز نہین کہ دام دیکر خریدی جاوے یا اپنے مُنہ سے مانگی جائے۔ یہہ انعام خداوندی ہے جب دو شخص برابر ہونگے۔ قانون قدرت ہے کہ ایک دوسرے کا اعزاز کرے۔ اور جب ایک دوسرے سے بہتر ہوگا تو ضرور ہے کہ کمتر بہتر کو از خود اعلےٰ سمجھے۔ یہہ امتیاز اور رعایتین عرضداشت اور فرمانون سے حاصل نہین ہوتی ہین۔

قدرت از خود ان قومون کے عمل مستحکم و ممیز کر دیتی ہے ؎

کل سہی۔ کاڑسہی۔ ریل سہی۔ تار سہی صنعت و حرفہ سہی دولت بسیار سہی	پھر پکار رنئے ڈھنگ کے ہتھیار سہی صاف شیشونمین مربے سہی آچار سہی

اہل یورپ مین تو ہر بات ترقی کی ہے
پر کہو ہند نے کیا اسمین ترقی کی ہے

ہند کے واسطے کافی نہین یورپ کی نظیر بات مین ان کی تو باقی ہو ہی ایک لکیر	ایک ہو سکتے ہین کیونکر یہ غریب اور وہ امیر روز و شب جسپہ بنے بیٹھے ہین یہ ہو کر فقیر

وہ بھی اب ہاتھ سے چھن جانے کی تدبیر ہوئی
خوب ہمدردی تری ایک فلک پیر ہوئی
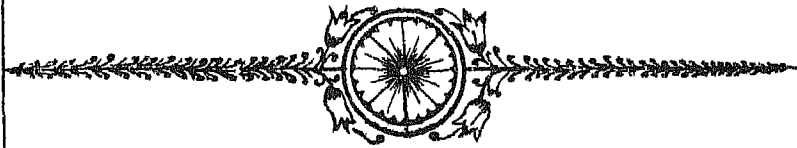
اعتراضات کی تفصیل اور اُن پر ریویو

رموز سلطنت سے عوام ناواقف ہوتے ہین اس بنا پر اُن کے اعتراضات فرمانروایان ملک کے باب مین قابل عفو ہین مگر غلط فہمی بجائے خود ایک امر قبیح و غیر قرین مصلحت ہے۔ لہذا ہم کشف غطا کے طور پر چند فصل مقدرہ متذکرہ یعنی اُن حجابون کے اُٹھانے اور بدگمانیون کے رفع کی کوشش کرنا چاہتے ہین جو اعتراض کی شکل مین لوگون کے ذہن نشین ہین یا جن کا تذکرہ زبانون پر آچکا ہے اس مین نہ عوام سے مناظرہ کا ارادہ نہ کسی سلطنت کی خوشامد منظور۔

زبان خلق ایک عجیب بیچین چیز ہے اور خاصکر جہان کسی عالیمرتبہ شخص کے عیب و ثواب سے بحث ہو۔[٥]

قیل انّ اللہ ذو ولد ا	قیل انّ الرّسول قد کھنا
مانجی اللہ والرّسوله معًا	منّ اللّسان الوریٰ فکیف انا

مگر خداوند عالم کی عجیب قدرت ہے کہ معترضین کے اعتراض بجای اسکے کہ پاکدامنون پر دھبہ لگائین اُن کی عظمت کو نگاہ خواص مین بڑھاتے ہین۔

مجالس لیڈیز کی شرکت اہل یورپ اور اصلی باشندگان ہند کے لیے تو کوئی موقع نکتہ چینی کا نہین مگر بعض ہندوستان کے اور شاید اہل کابل کے نادان دلون مین یہہ خدشہ گذرا ہے کہ اعلیحضرت شاہ افغانستان نے بعض ایسے صحبتون مین شرکت کی جنہین عوارات بھی شریک تھین۔ اسکو وہ ایک امر خلاف شریعت اور نیز منافی شان امیر کے بتلاتے ہین۔ ہمکو اس موقع پر وکالت کا کام منظور نہین بلکہ ایک محاکمہ لکھنا چاہتے ہین جس سے معلوم ہو کہ شریعت کی قیدین کہانتک عورتون کے ساتھہ معاشرت مین محدود ہین۔ اور آیا امیر نے کوئی فعل ایسا کیا کہ جس سے کسی قید شریعت یا اُن کی شانِ امارت مین خلل آیا۔ اس محاکمہ مین ہمارا روی سخن اُن ناعاقبت اندیش اور امور شریعت ناشناس عوام سے نہین جن کو یہہ خبر نہین کہ نعوذ اسے احکام شریعت کیا ہے اور جو وہ اپنی زبان سے کہتے ہین یا دماغون مین پکاتے ہین نفس بحث سے متعلق ہی یا نہین۔

[٥] خدا کو صاحب اولاد اور رسول کو [illegible] کہا [illegible]
[illegible]
[illegible] نہین [illegible]

قانون ۵۱

تمام احکام شریعت کے تفحص سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر محرم مرد اور عورت کو معاشرت مین ایک خاص حد محدود سے گذرنا عام طور پر نامناسب اشاطیر قدرت ہے۔ مگر اُسی کیساتھہ شریعت مین جو مراعات حقوق سلوک نسوان مین ہو اُس کی نسبت کی کسی قانون دنیا مین مثال نہین ہم یہان پر اپنے قلم کو اس انتظار مین ٹھہراتے ہین کہ کوئی محقق مذاہب ہمارے اس دعوی کے بطلان کی کوشش فرمای۔ اُسکے بعد یہہ دریافت کرنا چاہتے ہین کہ آیا شریعت مین کوئی ممانعت ایسی ہو کہ باوقار معزز عورتون سے اجتناب کلی کیا جاوے یا کوئی دیوار خیالی درمیان مین حائل سمجھی جاوے۔ اُن عوارات کو جو پابند شریعت ہین بیشک حکم ہے کہ نامحرم مردون سے آزاد طور پر مرابطت نہ رکھین۔

۵۲ پارہ ۱۸ سورۂ نور

یہ مضمون احتیاط کو خداوند عالم اپنے کلام پاک مین اس آیت سے بتلاتا ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا الخ

اس مین مومنین و مومنات دونون کے لیے ارشاد ہے کہ وہ اپنی نگاہون اور شرمگاہون کی حفاظت کرین۔ اسی کیساتھہ کلام ربانی مین صاف ارشاد ہے "لا یکلف اللہ نفسًا اِلّا وسعہا" ورنہ تمام دنیا مین چاہیے تھا کہ حرام ہوجاتا عورتون کا یا عورتون سے مردون کا بیع و شری۔ اور دنیا کے آدہے کام تقریباً مسدود ہوجاتے۔

اسیطرح غلامون کی بیع و شری ہی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ امتناع یا نہی صرف بغرض انسداد فتنہ و خرابی ہے۔ مثلاً شریعت کہین ممانعت نہین کرتی کہ جس عورت سے خطاب نکاح ہو اُسکو مرد نہ دیکھہ لے یا مرد کو عورت نہ دیکھہ سکے۔ اسیطرح طبیب و مریض یا شہادت و حکومت کے معاملات ہین وہ حکم کلی امتناعی بے مستثنے کیے پڑھا نہین جاسکتا۔ بلاد اسلام مکہ مکرمہ مدینہ طیبہ استنبول۔ دمشق۔ بیت المقدس۔ بیروت وغیرہ مین تمام معزز خواتین اسلام

بذات خود بازارون مین جاکر خرید و فروخت کرتی ہین۔
اسکے برعکس شریعت مین کہین ممانعت نہین ملتی کہ دوسری ملت و قومون کی عورتین جو اپنی رسم و رواج اور مذہب کے موافق پردہ نشینی کی پابند نہین اُن کے حضور سے بضرورت ملکی بحالت سیاحت بصورت میزبانی و مہمانی اجتناب قطعی کیا جاوے۔ اصول فقہ ہے الضرورات تبیح المحظورات یعنی ضرورت ممنوعات کو بھی مباح کردیتی ہے۔ یہ سرسری ملاحظہ باعتبار قیود شریعت کے ہے۔
عقلاً تھوڑے سے غور کے بعد معلوم ہوگا کہ ایشیا اور یورپ کے طرز معاشرت و عوارات کے عقل و دانش مین کیا فرق ہے اور ایشیای مردون کو۔ یورپ کی باوقار معزز عوارات کے حضور سے کیا استفادہ کی ضرورت ہے۔
ایشیا مین عورتین اپنی کم علمی اور دنیا کی ناتجربہ کاری کیوجہ سے تمام امور مین بجز خانہ داری کے ایک صنف بیکار رہی ہین۔ مگر یورپ کے حالات جاننے والے جانتے ہین کہ عوارات یورپ اور خاصکر طبقات عالیہ مین کس مرتبہ پر ہین موازنہ صحیح سے معلوم ہوگا کہ یورپ کی ترقی مین آدھا حصہ یا بلکہ غالب عورتون کی وقار و عالیمرتبی کا نتیجہ ہے۔
ایشیا مین آٹھ دس برس تک کے لڑکے جبتک مدرسے و مکتبون مین نہین جاتے علم کے حصے سے محروم قطعی رہتے ہین۔ یورپ مین تعلیم یافتہ عوارات کی بدولت اُن کے بچپن کا سچا زمانہ تعلیم و تربیت ایام مہد سے شروع ہوتا ہے۔
ایشیا مین نوجوانون کی جوانی کا زمانہ سب سے خطرناک ہے اُس مین گمراہی کا بڑا سبب ایشیا کی عورتون کی صحبت کا اثر ہوتا ہے۔ یورپ مین اُس کے برعکس شباب خواہ مرد کا ہو خواہ عورت کا شکل معقول وہان کی عوارات کی زیرکی و ہوشمندی سے صورت پکڑتا ہے جو تمام عمر اُن کے خصائل حسنہ کا ذمہ دار رہتا ہے۔ ایشیا کے نوجوانون کو جو موقع عورتون کی پردہ نشینی کیوجہ سے حیا وۂ اعتدال سے گذرنے کے میسر آتے ہین وہ یورپ کی تجربہ کار قابل بیبیون کی نگہداشت سے

مسدود رہتے ہین اس تمہید کے بعد مباحث ذیل فیصلہ طلب معلوم ہوتے ہین۔
اوّل آیا ہز مجسٹی ہیرنے کوئی صحبت خود ایسی تلاش کی جسمین کوئی امر خلاف شریعت تہا مثلاً
مشارکت نسوان یا ایسے جلسہ مین شریک ہونا ایک امر ناگزیر یا بلحاظ میزبان یا بپاس تہذیب تہا
دوم۔ آیا ایسی خاص حالتون مین شریک اُن مجالس کا ہونا جہان یورپین بی بیان جمع ہون
کسی حکم شریعت کے خلاف تہا۔
سوم۔ آیا ایک باخبر والی ملک کو جسے اپنے ملک مین سبطرح ترقی پہیلانا ہے ایسی صحبت
خالی از مفاد یا ضروری تہی۔
امر اوّل پروگرام کے دیکہنے سے شک باقی نہین رہتا کہ کسی جلسہ مین امیر کی طرف سے کوئی
ایسا اشارہ نہ تہا جس سے اُن کی منشاء لیڈیز کی مشارکت کے باب مین پائی جائے نہ اُن موقعون
پر اعلیحضرت کے افعال یا اشارات سے کوئی بات ایسی مترشح ہوئی جس سے اُن کی طبیعت کا
میلان یا حظ لاینبغی پایا جاتا ہو۔
یورپین تہذیب کے موافق جس جلسہ مین لیڈیز شریک نہون وہ خلوص محبت سے خالی ہوتا ہے
اور لیڈیز کی شرکت گوارہ نہونا۔ اُن کے قانون تہذیب مین بدترین شان وحشت ہی۔ سوائے
اُن باضابطہ مواقع کے جہان محض مجالس امور سلطنت سے متعلق ہون یورپ مین کوئی صحبت
لیڈیز سے خالی نہین ہوتی۔ اور نہ معتبر سمجہی جاتی ہی جبتک وہ شریک صحبت نہون۔ ایسی
صورت مین جب اعلیحضرت کو۔ گورنرون اور وایسرائے کی مجالس معاشرت مین شریک
ہونا قرین مصلحت ہوا۔ تو اُن کو بجز اتباع قواعد میزبانان اور کیا چارہ تہا۔
عامہ خلایق کی کسی رواج عام کی خلاف ورزی خالی از فضیحت نہین چہ جائیکہ دائرۂ
آداب سلاطین ایسے موقعون پر شاہون و شہنشاہون کی چہوٹی سے چہوٹی حرکات و سکنات
معترضین کی نگاہ کے سامنے ہوتی ہین اور اُن کے ملکون کی نیکنامی و بدنامی اُن کے
دانشمندانہ سلوک پر منحصر رہتی ہے۔ ایسے وقت مین عوام کو ایک مہذب رمز شناس فرمان روا کی

آداب پر نکتہ چینی کرنا نہ صرف خلاف عقل بلکہ سوء ادبی ہے۔ سہ

رموز مصلحت خویش خسروان دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

امر دوم شریعت کے تمام اوامر و نواہی متعلق بمعاشرت نسوان پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت مین قید پردہ داری صرف مسلمان بیبیون کے لیے کیگئی ہے اور سد نامحرمی اونہین کے لیے حائل ہے مردون کے لیے گو بیجا صحبتون سے اجتناب بتلایا گیا ہے مگر کہین یہہ قید نہین لگائی گئی کہ دوسرے ملک اور قومون کے رواج جو اسکے برعکس ہون اُن کی وجہ سے کوئی مسلمان اپنے کاروبار بیع و شریٰ۔ ربط و ضیافت سے حذر کرے۔

مثلاً اگر ایسے ملک یا قوم مین گذر ہو جہان بیع و شریٰ بواسطۂ عورات ہوتا ہے تو کیا شریعت ایسے بیع و شریٰ سے مانع ہے۔ یا ایسے احباب مین ضیافت کی نوبت آئے جہان قید شریعت کی پابندی نہین۔ وہان قانون میزبانی و مہمانی سے خلاف ورزی کی جائے۔

ایسے خدشے اُن تنگ دل۔ تنگ نگاہ اور تنگ خیالون کے ذہن مین گذر سکتے ہین جو شریعت کو ایک تنگناے ضوابط تصور کرتے ہین۔

شریعت وہ قانون وسیع ہے جو رہبانیت سے نفرت اور وسعت اخلاق و تہذیب نفس اور دنیا مین زندگی بسر کرنے کے آرام دہ و عمدہ اصول مطابق زمانہ سکھلاتی ہے ایک محلہ یا قریۂ خاص کے رہنے والے مسلمان ایسے تنگ خیالون مین بسر کر سکتے ہین مگر وہ سیاح جن کو دنیا مین پھرنا ہے اور وہ والیان ملک جنکو قوم کی خدمت کرنا ہے اپنے فرض منصبی کو بغیر شرکت طریق معاشرت اقوام مختلفہ ادا نہین کر سکتے گو عوام ناراض ہون

امر سوم بحث آخر الذکر شایانٔ اول الاہتمام ہے۔ دنیا مین دست قدرت نے جس دن سے دنیا آباد ہے ذکور و اناث کی تعداد برابر بنائی ہے۔ کسی خاندان یا محلہ یا قوم مین مساوات نہ ہو مگر جب عالم کے کلی موجودات دیکھے جاتے ہین تو دونون صنف زن و مرد برابر

ملتے ہین اس سے ثابت ہے کہ دنیا مین رنج وخوشی مصیبت و راحت۔ ترقی وتنزل ہر طبقۂ فعلیت مین برابر ہوتے ہین۔

ترقی کرتی ہوئی قوم یا ملک مین عورتون کی قابلیت ہمیشہ نصف کی حصہ دار ہوتی ہے اسیطرح زوال یا قیام کی حالت مین انحطاط یا امتناع اسی نسبت سے عوارات کی ناقابلیت سے متعلق ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کسی قوم مین زوال آتا ہے توجسقدر مردون کی ناقابلیت وجہہ ہوتی ہے عورتون کی ناقابلیت بہی اُسی درجہ تک اسکا سبب ہوتی ہے۔ یا کوئی قوم یا خاندان ترقی نہین کرسکتا توجسقدر مردون پر الزام لگایا جاسکتا ہے اوسیقدر عوارات پر۔

جس روشنضمیر والی ملک کو اپنے ملک مین ترقی کی بنیاد ڈالنا ہو کیا وہ کوششون مین کامیاب ہوسکتا ہے اگر صرف مردون کے حالات پر نظر ڈالے اور عورات کے حالات نظر انداز کرے۔ فلسفہ کا معمولی ابتدائی مسئلہ ہے۔ تعرف الاشیاء باضدادھا مثلاً جس سردار نے توپ وگولے کی حقیقت کو نہین سمجہا اور نہ دیکہا وہ کیا سمجہ سکتا ہے کہ اُسکے سپاہی جن کے پاس محض تلوار ہے وہ میدان جنگ مین کسقدر معرض خطر مین ہونگے اسی طرح جس مدبر کے ذہن مین اصلاح قوم اور ملک ہو وہ اگر دوسری قومون کے مرد وعورتون کی تہذیب وترقی کو نہ سمجہتا ہو وہ اپنے ملک کی بی بیون کی حالت کی جو حضیض تہذیب مین ہون کیا اصلاح کرسکتا ہے۔

اورجس قوم مین مرد وعورتون کی تہذیب روز افزون نہو اُس قوم کے لڑکے اور نوجوان کیا ترقی کرسکتے ہین۔

شریعت کی یہہ نصیحت کہ عورتون کیساتہہ زیادہ سے زیادہ مروت کی جاوے اور کسی صورت مین وہ تفوق جو قادر مطلق نے مردون کو قوامون علی النساء کی حیثیت سے دیا ہے بجز اُن کی اصلاح وفلاح کے کام مین نہ لانا چاہئے اسوقت سمجہہ مین آتا ہے جب آدمی اُن قابل خاتونون کو دیکہہ لے جو ہر دلکش ترقی کا نمونہ ہین۔ ترقی مغرب کی فہرست مین

ہر ہد بجاے خود ایک مرکز سبق آموز ہے۔ اور ہر ہد مین ترقی تعجب انگیز ہے۔ کیا دخان اور اُسکی قوت۔ کیا برق اور اسکا انخطاف۔ کیا خواص حرارت۔ اور کیا خصائص اصوات۔ کیا جرّ ثقیل اور کیا التفاف مقناطیس۔ مگر رموز تہذیب نے جو قوت یورپ کی مہذب اور قابل بی بیون کو دی ہے وہ کسی طرح اعجاز وقت سے کم نہین اور کسی قوت کو اُن کی قوت سے مقابلہ نہین مثلاً یورپ کی تربیت و تعلیمیافتہ خواتین نہ صرف نام آور اولاد کے ذرایع ہین بلکہ اپنے بچون کی پرورش و تعلیم کے لیے بہترین نگران اوستاد۔ اپنے خاوند کی حفاظت کے لیے عمدہ طبیب اور ہر وقت سمجھدار صلاح کار کی طرح دلسوز مشیر۔ اپنی دستکاری سے خاوند کی معاش مین مددگار ترقی۔ قومی و انسانی ہمدردی کی لحاظ سے اپاہج مصیبت مندون کی حاجت روا مسکین نادار علیلاون کی تیمار دار۔ مریضہ عورتون کے واسطے قابلہ۔ اپنے ملک کی آزادی کی بناء پر قوم کی لڑائیون مین زخمیون کی خادم ہین۔ قوم مین اہل فضل و اہل کمال پیدا کرنے کے لئے یہہ جذبہ سب سے زیادہ قوی سبب ہے۔ ان کی صفات کو بجاے خود ایک بسیط مضمون درکار ہے جسکی یہان گنجایش نہین۔

ملک اور مردون کے تہذیب اخلاق کے لئے خواہ مدرسے مقرر کیے جاوین خواہ محتسب متعین ہون۔ خواہ قانونی عدالتین بنائی جاوین۔ مگر یہہ سب کسی طرح مردون کے اخلاق کی اصلاح اُس درجہ تک نہین کر سکتے جو مہذب اور قابل بی بیون کے فیضان تہذیب سے ہو سکتا ہے۔ انتظامات اول الذکر صرف افعال و جوارح سے متعلق ہین۔ عورات کی ترقی اخلاق و تہذیب دماغ مردون کے وجدان یا دل و دماغ کی اصلاح کے لئے مختص ہے۔ ایک تلوار کا زخم ایک بہادر مرد کو اتنا دردناک نہین کر سکتا جس قدر کہ ایک نیک باوقار مہذب بی بی کی نگاہ ایک انبوہ احبا یا اعدا کا مرد کو اُس قدر ترغیب یا تحذیر نہین دے سکتا جتنا ایک مہذب باعصمت بی بی کا خیال (پاسداری)

جنگ یرموک مین جو سب سے آخر کوشش شہنشاہ ہرقل کی تھی فتح کا بڑا سبب عرب

عورات کی بہادرانہ تحریک و ذاتی شجاعت ہوئی۔ دولاکھ اسّی ہزار رومیون کا مقابلہ پینتیس ہزار عربون کو کرنا پڑا تھا۔

اس موقع جنگ پر تین مرتبہ رومیون نے اپنی کثرت کی بدولت عربون کو پسپا کر کے غلبہ حاصل کیا اور ہر مرتبہ عرب کی باحیا دلاور بی بیون کی اس حمیت دلانے والی تحریک نے کہ اگر تمنے لڑائی سے مُنہ موڑا تو ہماری صورت نہ دیکھو گے عربون کو جوش دلا کر دیوانہ بنادیا اور بالآخر شکست فتح سے بدل گئی۔ اس جنگ مین محض تحریک ہی سے کام نہین لیا بلکہ خود بھی عورتین بڑی بہادری سے لڑین۔

ایسی بہت سی تاریخی مثالین موجود ہین جنین محض شجاع و قابل بی بیون کی وجہ سے کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ زمانہ حال مین جاپانی عورتون نے اپنے افعال و اقوال سے ثابت کردیا ہے کہ ترقی یافتہ قومون مین کیا اسپرٹ پیدا ہوجاتی ہے۔

دنیا کی ابتدائی تاریخ سے جنگجو وحشی قومون مین لڑائی کی سختیون کا وبال و نزلہ علیٰتیہ عورتون و بچون پر عضو ضعیف کی طرح گرتا ہے اور کیون؟ صرف اسیلیے کہ وہ نازک و بیقدر سمجھے جاتے ہین اور انسانی سے حیوانی جذبون کا شکار بن جاتے ہین۔

مگر جس قوم مین عورات ایک جزو ضروری معاشرت مین سمجھے جاتے ہین اور اُن کا وجود تناپاک حصہ سمجھا جاتا ہے جسکی تاکید ہر زمانہ کی تہذیب عموماً اور شریعت نبوی خصوصاً کرتی ہے وہان ضرور ہے کہ ہر انقلاب مین اُن کے حقوق کی نگہداشت کی جاوے اور وہ معزز سمجھی جاوین۔

جبتک کسی قوم مین ترقی وجدان اُس حد تک نہین پہنچتی جہان دار و گیر کی ضرورت نہ رہے وہان کوئی سچی ترقی تہذیب کے متعلق نہین ہوسکتی۔

توپین ڈھلین۔ کارخانے بنین۔ مدرسے بڑہین۔ دولت افزون ہو۔ مگر قوم کے مرد جب تک عورتون کے حقوق کی تعظیم سے واقف نہون نہ حملے کے قابل نہ حفاظت

سے کے لایق۔ اسیر مرحوم اپنے سوانح مین لکھتے ہین کہ آیندہ زمانہ مین افغانستان اسوقت تک کامل ترقی نہ کرسکیگا جب تک اس کی عورتین تعلیمیافتہ نہ ہونگی۔

بچے اپنا پہلا سبق ماؤن سے لیتے ہین اور جو خیالات بچپن مین جاگزین ہوجاتے ہین وہ عمر بھر انسان کی عادات وخصائل دل ودماغ پر اسقدر حاوی رہتے ہین کہ بعد کی تعلیم انہین زائل نہین کرسکتی۔

ایسی صورتون مین اگر اعلیحضرت نے ان صحبتون مین گزر فرمانا جائز رکھا تو کیا نعوذباللہ یہ امر اُن کے تشرع وزہد پر دھبہ لگاتا ہے۔ یا اُس الزام کا مورد بناتا ہے جو ایشیا کے آخرناعاقبت اندیش فرمانروایون کا حصہ تہا۔ انما الاعمال بالنیات ایک ہی فعل سے صاحب تقوی کو مستحق ثواب بناتا ہے اور وہی فعل باختلاف نیت غیرتشرع کو مورد عذاب ٹہراتا ہے۔ گو تمام سفر مین اعلیحضرت شاہ افغانستان کے ہر قسم کے افعال نے اُن کو اہل تمیز کی نگاہون مین ایک بمثل واجب التعظیم فرمانروا بنایا مگر آپ کی مرتبہ شناسی ایسے موقعون پر تائید منجانب اللہ تصور کی جاتی ہے۔ اسلیے کہ بجز ان مواقع کے باقی سب صورتین ایسی تہین جو اپنے ملک مین کم وبیش روز پیش آتی ہین اور اُن سے وقوف تام کوئی امر تعجب انگیز نہین مگر ایسی صحبتین ایک امر نادرالوقوع نہین اور ان صحبتون مین جہان نگاہ کی حرکت سے پلہ تہذیب میزان امتحان مین جہکتا اور اُٹہتا ہے۔ سرموجادۂ حسن مذاق اور وقار سے نہ گذرنا نہ صرف تعجب انگیز ہے بلکہ بے اختیار اعلیحضرت کے لیے لِلّٰهِ دَرُّكَ وَاَحْسَنْتَ کہلواتا ہے۔

سفر یورپ بڑے بڑے سلاطین نے کیا ہے۔ سلطان عبدالعزیز خان المعظم موجودہ سلطان حضرت سلطان عبدالحمید خان کو ہمراہ لیکر عازم سفر یورپ ہوے وہان تمام صحبتون مین گذر فرمایا۔ حضور ملکہ معظمہ کے مہمان رہے۔

شاہ کجکلاہ حضور ناصرالدین شاہ ایران کا سفرنامہ اُن کی حالت سیاحت کا خود گواہ ہے

شاہ مظفر الدین چندبار یورپ تشریف لے گئے اُن صحبتون مین جہان لیڈیان تہین شرکت فرمائی۔ خدیو مصر ہر سال یورپ جاتے ہین۔
ان واقعات کی موجودگی مین ہز مجسٹی امیر افغانستان پر سفر ہند کے متعلق کہان تک موقع نکتہ چینی ملتا ہے۔ ہر صاحب انصاف اسکا خود تصفیہ فرمالے گا محبت کی آنکہہ کبھی نکتہ چینی کی جانب مائل نہین ہوتی۔ یہہ صرف مخالفت کی نگاہ ہے جو ہنر کو بھی عیب بناکر پیش کرتی ہے سہ

وَعَيْنُ الرِّضَاءِ عَنْ كُلِّ عَيْبٍ كَلِيْلَة	وَلٰكِنْ عَيْنُ السُّخْطِ تُبْدِي الْمَسَاوِيَا

اب ایک اور پہلو سے اس بحث پر نظر کیجئے

اور کچھہ جب اُسسے ٹہرانہ سکے حسن پرست	شان اللہ کی محبوب کی صورت ٹہری

جمال خداوندی کا مظہر اتم عورت ہے اگر جمال خداوندی کا بدرجہ اتم کوئی مظہر ہو سکتا ہے تو عورت ہے۔ یہہ مقولہ بظاہر ایک شاعرانہ لطیفہ معلوم ہوتا ہے لیکن نظر تعمق سے دیکھا جائے تو اس مین مبالغہ شاعری یا بُعد واقعیت نہین۔ مذہبی پاک ارشادات اسکی تائید کرتے ہین۔ انسان کی آفرینش اور اسکا اس ہیئت کذائی سے مخلوق ہونا عام طور پر اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ[1] سے تعبیر کیا گیا ہے اور انسانی ہستی مین نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ[2] کا دلآویز ارشاد موجود ہے جس سے اسلامی دنیا مین کوئی تعلیمیافتہ انکار نہین کرسکتا حضرت امام اکبر محی الدین ابن العربی بھی اسکی تائید فرماتے ہین۔
یہہ استدلال اس امر کے ثبوت کے لیے کافی ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے ساتھہ کیسا قرب اور اُس خالق بے ہمتا کو اپنی مخصوص مخلوق کیساتھہ کس قدر شفقت ہے جو ایسے وقیع لفظون مین خطاب دیا گیا۔ اللہ تعالے کو انسان کیساتھہ خاص شوق وغیر معمولی توجہہ ہے واللّٰہُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ واللّٰہُ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ

[1] بیشک اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا
[2] مین نے اوس مین اپنی روح پہونکی۔

کے روسے وہ اپنے بندون پر ہر وقت نظر رحمت ڈالتا ہے لیکن دنیوی نظام ایسے سلسلہ مین مربوط ہے کہ جمال ایزدی کا اس عالم مین انسان کو دیکھنا محال۔ حدیث شریف مین وارد ہے کہ قبل از مرگ کوئی شخص خدا کو نہ دیکھہ سکیگا۔ البتہ یہہ ہم کو بشارت دی گئی ہے۔ کہ دوسرے عالم مین ہم جمال لازوال کی زیارت سے مستفیض ہونگے۔

مذہبی و اسلامی روایتین بالاتفاق اس بات کی توضیح کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی آفرینش کے بعد اُن کا ایک ہمجلیس ہمصورت اُنہین مین سے پیدا کیا جسکو نسوانی خلعت پہنا کر حوا کا خطاب دیا۔

ہماری سلسلہ نسل کے سب سے اول بزرگ نے جب جلیس کو دیکھا تو ایسی شفقت کی جیسے کوئی شے اپنی نفس کیطرف کرتی ہے اور اُس جلیس نے بھی ایسے ہی شوق و رغبت کا اظہار کیا جسطرح ہر چیز اپنے مرکز کیطرف رجوع ہوتی ہے۔

سلسلۂ رسالت کے خاتم افضل ترین مرسلینؐ نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ احب الیّ من دنیاکم ثلاثہ۔ النّساء والطیّب والصّلوٰۃ۔ اس ارشاد گرامی مین عورتون کا ذکر مقدم اور نماز کا بعد ہے۔ اسکا سبب یہہ ہے کہ عورت اپنے ظہور کی اصل مین مرد کی جزو اور نماز سے قبل ہے۔ اپنے نفس کا پہچاننا خدا شناسی پر مقدم ہے۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربّہ اسکا موید ہے ؎

جو خود شناس نہین وہ خدا شناس نہین
جو دور آپسے ہے آپکے وہ پاس نہین

فاعرف نفسک یا انسان تعرف ربّک کی روسے خدا شناسی اپنے نفس کے پہچاننے کا نتیجہ ہے۔

ملائکہ کو سجدۂ آدمؑ کے لئے مکلف فرمانا دران حالیکہ اُن کی عزت و لطافت نورانیت و تقدس قرب الی اللہ کی وجہ سے منافی شان تہا لیکن ؎

گر نبودے نور حق اندر وجود
آب و گل را کے ملک کردے سجود

کاقیمتی رازالیسا نہ تہا کہ انسان کو ملائک پر فضیلت نہ دی جاتی یا نور خداوندی کی خاص مظہر ہونے کے باعث خود ملائکہ کو اُن کی عظمت کا اعتراف نہ ہوتا۔ یہہ محض شان حق کا نتیجہ تہا جسکے

یہانتک دیا مجہکو حُسنِ عروج کہ بندہ سے مولا بنایا مجہے

اس سے سمجہا جا سکتا ہے کہ انسان مین نفس حق موجود ہے اور وہی انسان کی شرافت اور تفضیل کی دیگر مخلوقات پر حجت ہے۔ اس مقام سے استنباط ہوتا ہے کہ بندہ و رب مین کیسی مناسبت پیدا ہوئی۔ علاوہ معنوی واسطہ کے بڑی مناسبت صورت ہے اور فی الحقیقۃ یہہ اعلیٰ و اکمل ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ربوبیت اور انسان کی خلافت جو دو صنف مرد و عورت پر منقسم ہے اُسکی صفات خداوندی کے ساتہہ تسلیم کرنی پڑتی ہین۔ تو یہان سے یہہ نتیجہ باآسانی نکل سکتا ہے کہ بظاہر مرد کی محبت عورت کے ساتہہ اصل و جزو ہونے کے اعتبار سے ہے مگر فی نفسہٖ محبت اُس ذات بے ہمتا کی وجہ سے ہے جس سے وجود آدم ظاہر ہوا

حضور سید المرسلین کا ارشاد کہ مجکو عورتین محبوب ہین محض بتعلّق محبت خدا ہے جو چیز صانع بے مثال کو پسندیدہ ہو آپؐ کو بہی اُسکا مرغوب و محبوب رکہنا ضرور ہے

صوفیاے کرام کے نزدیک مشاہدۂ احسن الخالقین جنس نسوانی مین اوسکا شہود منفعلی ہے اور مشاہدۂ حق اپنے نفس مین اس حیثیت سے کہ عورت اُس سے ظاہر ہوئی شہود فاعلی ہے اس صورت مین مشاہدہ باری تعالےٰ فاعلاً و منفعلاً دونون اعتبار سے ہوتا ہے۔ چونکہ ذات خلاق عالم اہل عالم سے بالذّات غنی و بے پروا ہے۔ لہذا بغیر مادون کے صانع مطلق کا مشاہدہ ناممکن ہے ؎

طور و موسیٰؑ کی حقیقت یہ نہین کرتے نظر دیکہنا کیا ہی سمجہہ رکہا ہو آسان تیرا

یہہ لن ترانی کی تفسیر ہے جب انبیاء کی خاص ذات کے لیے یہہ حالت ہے تو عام نوع انسان کے واسطے بغیر وجود مادہ کے مشاہدہ کیونکر تسلیم کیا جائے اور اگر ایسا ہے تو صنف نساء سے بہتر و افضل مشاہدہ جمال اصلی کا اور کسی مادّہ مین ممکن

نہین۔ ارشاد ختمی مآبؐ مین عورتون کی محبت کا جو چھپا ہوا راز ہے اُسکا انکشاف مذکورۂ بالا مطلب پیش نظر رکھنے سے بخوبی ہوسکتا ہے ؎

دوزخ تھا پھر بہشت بھی آدم کیواسطے / ہوتا اگر نہ حضرت حوّا کا التیام
کیا وجہہ تھی زبان زد مخلوق کیون ہوئے / داؤد خوش کلام و سلیمان نیکنام
کیا بھید تھا کہ خدمت یعقوب سے جدا / کنعان سے اُٹکے یوسف مصری ہوئے غلام
کیون بکریان چرائی تہین موسیٰ نے دس برس / اورکس غرض سے طور کی جانب کیا خرام
گر تھا خلاف ملک تقدس وجود زن / یورپ مین عورتونکا سبب کیون ہوا احترام
وہ جنگ کس بنا پہ ہوئی تھی کہو شروع / بانی تھے جسکے لچھمن و رستم بھا و رام
معلوم خاص و عام ہے اُس برج کا بھی حال / جن برج کے تھے کشن کنہیا مہ تمام
کیا ذکر غیر دین کے بزرگان دین کا / الطیب و النساء نبیؐ کا ہے خود کلام

اگرچہ یہہ بحث طویل ہے مگر ہم مختصر لفظون مین یہان ختم کیے دیتے ہین تشبیہاً یون لیجیے کہ نور باری تعالیٰ کا انعکاس اوّل آئینۂ آدم مین ہوا اور اُس آئینہ سے دوسرا آئینۂ حوّا نورانی ہوگیا۔ اگر ہم ذہن سے وسط کا آئینہ نکال لین۔ کیونکہ آدمی اپنی صورت کو بنظر خود بلا واسطہ نہین دیکھہ سکتا تو عورت مین اللہ کے نور کا انعکاس بلا واسطہ مشاہدہ ہوگا یہی وجہہ صاحبدل۔ صاحب دماغ۔ صاحب روحانیت بزرگوارون کی پسندیدگی و رغبت کی ہے کہ وہ پیکر نسوانی مین جمال خداوندی کا نظارہ کرتے ہین۔

پس امیر نے یورپین لیڈیون کے ساتھہ فیاضانہ خلق جائز رکھا تو علاوہ دیگر مصالح کے اصولاً بڑی وجہہ یہہ ہوسکتی ہے کہ وہ مہمان تھے۔ میزبانون کی خوش تمیز صاحب اخلاق بی بیان جن کے ساتھہ فیاض دست قدرت نے دلکش صورتین اور دلربایانہ سیرتین عطا فرمانے مین رعایت سے کام لیا ہے اور جو باعتبار حشمت و ثروت۔ جاہ و اقتدار مستحق شان شاہانہ۔ خوبی تعلیم و حسن تربیت مین

یگانہ۔ واداہای بے تکلفانہ مین اپنی آپ مثال ہین۔ جب تواضع و مدارات کی مجسم شکلین بنکر سامنے آئین تو اس صورت مین ظاہری اخلاق مین بخل کرنا۔ کج رخی سے پیش آنا وحشیانہ طریقہ سے کم نہین۔

اگر کہین ان موقعون پر برتاو مہذبانہ و اخلاق حسنہ مین اعلیحضرت کی جانب سے کمی واقع ہوتی تو بجاے اُس نیک شہرت کے جو پبلک اور مہذب قومون مین ہے اُن کو ایسے خطابات سے یاد کیا جاتا جسکے وہ کسی عنوان مستحق نہین۔

حُسن مین قدرتی کشش ہی

ناظرین یہہ امر محتاج ثبوت نہین کہ حُسن مین بجاے خود ایک صفت کہربائی و جذب مقناطیسی ہے۔ فطرتاً ہر دل اُسکی طرف کھچتا ہے۔ نباتات جمادات حیوانات تک کی خوبصورتی اپنی جانب مائل کرلیتی ہے۔ اس لحاظ سے انسان جو اشرف المخلوقات ہے اُسکی خوبیان بدرجہ کمال دلکش ہونا چاہئین۔

حکماء۔ صلحاء۔ اولیاء۔ انبیاء مین سے کون ہے جسکا طبعی رجحان اس دلفریب صفت کی طرف نہین۔ آنحضرت صلعم ہر جمیل چیز کو پسند فرماتے تھے اور قدرت کے جمال سے متاثر ہوتے تھے۔

ایک مصنف لکھتا ہے کہ عرب کے ہاشمی پیغمبر نے ہزارون راتین ستارون کے حُسن و جمال کا نظارہ کرنے مین بسر کین اور ہزارون دن جنگل و پہاڑ کے قدرتی منظرون سے لطف اُٹھانے مین گذارے۔ وہ عجیب کتاب جو اُن پر نازل ہوئی قدرت کے عجائبات کو مطالعہ کرنے اور آسمانون و زمین کے اسرار پر غور کرنے کی تمام انسانون کو ہدایت کرتی ہے حضرتؐ کا ارشاد ہے کہ صانع ہمثیال جمیل ہے اور جمال کو محبوب رکھتا ہے۔ طبیعت والون نے اس مسئلہ مین اتفاق کیا ہے کہ جمال کا اثر حیوانون پر بھی ہوتا ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ کبھی انسان پر جمال کا اثر اور اُسکا ولولہ موجزن نہ ہو۔ یہہ امر مسلمہ ہے کہ جمال کی تاثیر خاصکر انسانی طبیعتون پر بہت زیادہ ہوتی ہے

یہہ تاثیر اُن ہین زندگی دل شگفتگی۔ نازکخیالی۔ نرم مزاجی پیدا کردیتی ہے۔
شیلر اپنی کتاب "زندگی کی کامیابی" مین لکھتا ہے کہ جو انسان ہر قسم کے حسن و جمال سے اثر پذیر ہوتا ہے اُسکا مذاق تربیت یافتہ و شایستہ ہو۔ جو شخص کوئی دلفریب آواز یا کوئی عجیب شعر سُنکر جھومنے لگتا ہے ہم یقین کرتے ہین کہ اُس کی فطرت صحیح اُسکا مذاق سلیم اُسکا دماغ روشن۔ اُسکے خیالات بلند ہین۔
لیکن جو کوئی حسین صورت دیکھکر حیران نہین ہوتا یا کوئی راگ خوش سُنکر ناک بھون چڑہاتا ہے اُسکو ہم انسانیت کے دائرے سے خارج سمجھتے ہین۔ کیا وہ انسان پتھر نہین جو سورج کے طلوع ہونے کو دیکھتا ہے۔ مگر قدرت کے اس شاندار نظارے سے متاثر نہین ہوتا۔ کیا وہ انسان جانورون سے کم درجہ کا نہین ہے جو جنگل کی سبزیون و شادابیون پر نظر ڈالتا ہے مگر اُسکے دلمین کوئی امنگ نہین اٹھتی۔ کیا وہ انسان انسان ہے جو پانی کی روانی و طغیانی۔ بادلون کی بوقلمونی و گوناگونی۔ ستارون کی چمک و دمک۔ پہولون و پہلون کی دلفریبیان۔ پرندون کی دلربا صورتین و راگنیان۔ آبشارون کے جوش و خروش۔ دریاؤن کے پیچ و خم دیکھتا ہے مگر اُس کی اندرونی قوتین مردہ و بے حس رہتی ہین اور اُن مین کوئی جنبش پیدا نہین ہوتی۔
شیکسپیر نے بہی ایک جگہہ لکھا ہے۔ جو انسان حسن و جمال کے معنی نہین سمجھتا وہ فی الحقیقت کچھہ نہین سمجھتا۔ اور اُس سے کسی فائدہ کی امید نہین اور نہ اُسپر کوئی بھروسہ ہوسکتا ہے۔ جمال ہر جمیل چیز مین موجود ہے۔ جمال نے صبح آفرینش سے آج تک انسانون کے دلون پر عظیم الشان تاثیر کی ہے۔
کیونکہ جمال کا اثر جسمون پر نہین بلکہ روحون پر ہوتا ہے۔ اُس سے سنگدلون کے دل موم ہوجاتے ہین تند و سرکش طبیعتین رام ہوجاتی ہین۔ مذاق مین نفاست

لطافت آجاتی ہے۔ مزاج میں نزاکت اخلاق مین حلاوت نمایان ہوتی ہے۔ بالفاظ دیگر یون کہہ سکتے ہین کہ جمال کے اثر سے انسان جسمانی حالت سے گذر جاتا ہے اور روحانی دنیا کی بلندیون پر جا پہنچتا ہے ۵

جلوہ بتان حقیقت مین رہا اک بت پرست	باقی امید قیامت پر مسلمان ہو گئے

ایک سیاح جو روس و جاپان کی جنگ مین موجود تھا اور جسنے کچھ زمانہ جاپان مین بسر کیا ہے بیان کرتا ہے کہ جاپانیون کی اسقدر نمایان ترقی کا بڑا سبب یہہ ہے کہ ہر ایک جاپانی اپنی فطرت کے لحاظ سے شاعر و حُسن کا دلدادہ ہے۔
یہی جمال پرستی و نازک خیالی ہے جسنے جاپانیون کو علم و عمل کی بلندیونپر پہنچا دیا ہے[۱]

پریرو خدا کے بنائے ہوئے ہین
نہین پوجنا بُت پرستی نہین ہے

جن دلکش سوسائیٹیون مین امیر کا شاہانہ خیر مقدم ہوا۔ وہان کی شرکت اُن والیان ملک کے لئے جو امیر سے باعتبار ثروت و ملک داری کم نہین معراج عزت تھی اگر وہان زہاد و پارسا بھی پہونچتے تو زبان شوق سے یہی فرماتے ۵

بالا بلند عشوہ گر سرو ناز۔ من۔ کوتاہ کرد قصۂ زہد دراز من

کلکتہ و بمبئی وغیرہ سے دلچسپ مقامات۔ شباب کا عالم۔ شاہی مہمانی۔ کسی چیز کی کمی نہین۔ گارڈن پارٹیان۔ منٹو فیٹ۔ بے تکلف و دلچسپ جلسے۔ ایڈن گارڈن۔ آپالو بندر وغیرہ کی سیرگاہین۔ ایک طلسم روزگار تھے۔ جدہر دیکھئے فریب آرزو کے سامان جسطرف نگاہ ڈالیے ناز و نیاز کا بازار گرم جسطرف نظر کیجیے آئینہ کی طرح صورت پرستی۔ کہین خیال مین شوق کی دُہائی۔ کہین جوش اشتیاق اُمنگون پر۔ شاہد پُرفن۔ لعبتان فرنگ کا ہجوم۔ تقویٰ سوز شکلین۔ توبہ شکن صورتین۔ دلاویز صحبتین دیکھکر حالت بیداری مین جنت کا جغرافیہ و خیال آنکھون مین پھر گیا ۵

[۱] ماخوذ از مضمون مولوی وحید الدین سلیم مطبوعہ اردوئے معلی ستمبر ۱۹۰۷ء

صید از حرم کشد خم جعد بلند تو
فریاد از تطاول مشکین کمند تو

جو بزرگوار بظاہر ان سے بچنے کے مدعی ہین۔ خوبصورتون کو دیکھکر جو ان پہ بنجاتی ہے انہین سے پوچھیئے ؎

بدیر برہمن ناقوس آسا نالہ زن رفتم	چو بتے دیدم خدا یاد آمد واز خویشتن رفتم

مل جانے پر وہ خاطرین کیجاتی ہین کہ رندون سے نہ بن پڑین وہ نازبرداریان ہوتی ہین کہ محبت و پرستش مین امتیاز باقی نہین رہتا ؎

تجھکو زاہد نے نہ دیکھا جو بنا ہی توبہ	تو تو وہ توبہ شکن ہے کہ الٰہی توبہ

تمام سامان راحت بیمزہ۔ تمام تکلفات بیکار۔ اگر عورتین نہ ہون ؎

بے یار روز عید شب غم سے کم نہین	جام شراب دیدۂ پرنم سے کم نہین

وقت نہین معلوم ہوتا تو انہین کی صحبتون مین۔ رنج نہین آنے پاتا تو انہین کی حضور مین ؎

ان اچھی شکل والون سے اگر کوئی نہین ہوتا	تو اس محفل مین ہنسنے بولنے کو جی نہین ہوتا

ہر شخص کو کم وبیش ایسے موقعہ اپنی زندگی مین پیش آئے ہون گے کہ اچھی صورتون کے ساتھہ باتین کرتے کرتے صبح ہوگئی ہوگی اور وقت گذرنے کا پتہ نہ چلا ہوگا۔ یہی وجہہ ہے کہ ایشیائی شعرا شب وصال کو کوتاہ اور ہجر کی رات کو دراز باندہتے آرہے ہین ورنہ ہر شب مین وہی چار پہر بارہ گھنٹے ہوتے ہین ؎

کہون کیا کیسی جلدی وصل کی شب ہوگئی آخر	رخ روشن ادہر دیکھا ادہر تہا نور کا تڑکا

تلافی درد و مصیبت عورت ہی سے ہوتی ہے اور ملال مین ترقی اس کی مفارقت ہے چمن و گلستان کیسے ہی سبز و شاداب ہون۔ بغیر ان کے خارستان۔ محل و قصر آراستگی سے بقعہ نور ہی کیون نہ بنے ہون اگر کوئی حور پیکر نہین تو وحشت کدہ ہے۔ خلد کو بہی حُورٌ مقصورات فی الخیام کی بشارت نے بہشت بنایا ہے جی لگتا ہے تو کہیں حور پیکر

کی ہمنشینی مین اور اُٹھنے نہین دیتین توکسی خوبرو کی باتین۔ شاعری مین جو بات بہاشاکو میسر ہے وہ اور زبان کو نہین سبب۔ وہی عورت کی زبانی تمناؤن کا اظہار۔ اچھی صورت کو خوبی سیرت سے بہی مناسبت ہے۔ پیاری شکلین ہمیشہ بہلی ہی دیکہین۔ بہلون کے ساتہہ بُرائی کرنا طبیعت گوارا نہین کرتی۔ ان سے بدسلوکی نہین برتی جاتی۔ ان پر سختی کرنا ظالم وبیرحم دلون کے بہی اختیار سے باہر ہے۔ پہر جن صورتون مین شان باریتعالی کا مشاہدہ ہو اُن کے حضور مین بداخلاقی کا معنوی ادب بہی مانع ہے ؎

پڑہین درود نہ کیون دیکہکر حسینون کو   خیال صنعت صانع ہے پاک بینون کو

عالم شباب زمانہ خطرناک ہے اور جب ثروت ومال حکومت وجمال کا ساتہہ ہو تو یہہ خطرناکی جنون سے بہی آگے بڑہہ جاتی ہے۔ اس زمانہ مین شاہد پرستی اور اچہی صورتون پر مٹنا غایت آرزو ہوا کرتی ہے۔ جی چاہتا کہ کوئی پری پیکر دل مین آبیٹہے کوئی آئینہ رو سامنے ہوجائے تو محنت ٹہکانے لگے۔

امام غزالی کیمیاے سعادت مین بیان فرماتے ہین کہ سلیمان ابن یسار رحمۃ اللہ علیہ نہایت حسین آدمی تہے۔ ایک عورت نے اپنے تئین اُن کی خدمت مین پیش کیا وہ بہاگ گئے۔ کہتے ہین کہ اُوسی شب حضرت یوسف علیہ السّلام کو خواب مین دیکہا اور پوچہا کہ آپ یوسفؑ ہین فرمایا ہان مین وہ یوسف ہون کہ مین قصد کرتا اور تو وہ سلیمان ہے کہ تو نے قصد بہی نہین کیا۔

یہی سلیمانؒ فرماتے ہین کہ مین حج کو جاتا تہا جب مدینۂ منورہ سے نکلکر مقام ابوا مین قیام کیا میرا ساتہی جنس لینے چلا گیا۔ اس اثنا مین عرب کی ایک خوش جمال عورت میرے پاس آئی اور کچہہ خواہش ظاہر کی۔ مین سمجہا کہ اسے ضرورت طعام ہے۔ مینے دسترخوان مانگا اوسنے کہا کہ مین کہانے کی حاجتمند نہین بلکہ میرا مدعا وہ آرزو ہے جو عورتون سے مردون کو مخصوص ہوا کرتی ہے۔ یہہ سنکر مین سر بگریبان ہوا اور رونے لگا

یہہ حالت دیکھکر اُس عورت کا وہ خیال باطل دل سے جاتا رہا۔ وہ مہ پارا برقعہ مُنہ پر ڈالکر چلدی۔ جب میرا ساتھی واپس آیا تو اُسنے مجھہ مین رونے کے آثار پائے پوچھا کہ یہہ کیا حال ہے۔ مینے اول کچھہ عذر بیان کیا مگر اُس نے نہ مانا تب اصل واقعہ کا ذکر کیا وہ سنکر بیساختہ رونے لگا۔ مین نے پوچھا کہ تو کیون روتا ہے جواب دیا کہ ڈرتا ہون کہ اگر یہہ امر مجھے پیش آئے تو مین ہرگز ایسا نہ کرسکون گا۔

پھر جب ہم مکہ مُعظمہ پہنچے طواف وسعی سے فرصت پاکر مین ایک حجرے مین سو گیا۔ عالم رویا مین ایک نہایت حسین وجمیل کشادہ رو بلند بالا کو دیکھا۔ مین نے پوچھا کہ آپ کون ہین فرمایا کہ مین یوسفؑ ہون مین نے عرض کیا کہ عزیز کی عورت کیساتھہ آپکا قصہ عجیب وغریب ہے فرمایا کہ زن اعرابی کے ساتھہ تیرا قصہ عجیب تر ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو جہان شان نبوت وصفت معصومیت بھی موجود تھی وہان حضرت زلیخا کے ساتھہ کیا واقعہ پیش آیا۔

فی الحقیقت شباب مین اپنی حفاظت کرنا بڑی مردانگی ہے۔ جوانی مین پارسا امیری مین خلیق۔ صاحب حکومت ہوکر عادل ورحیم ہونا۔ خدا کے دوستونکی علامتین ہین۔ اعضاے انسانی امانت پروردگار ہین۔ آنکھہ امانت ہے مشاہدۂ قدرت کے لیئے۔ کان کلام حق سننے کی خاطر۔ زبان کلام شیرین کی غرض سے۔ ہاتھہ بندگان خدا کی نفع رسانی۔ پاؤن راہ ہدایت چلنے کے واسطے وقس علیٰ ہذا۔

امیر کی صفات پر عموماً مسلمانون کو فخر ومباہات کا موقع حاصل ہے

ناظرین امیر کے واقعات سیاحت سے پتہ لگا ئین۔ کہ اُنھون نے ان امانتون مین سے کوئی خیانت روا رکھی ہر منصف مزاج اسکا جواب نفی مین دیگا۔ ایک تاریخی واقعہ سنیئے۔

بعد فتح انطاکیہ۔ فتح نامہ مین حضرت ابو عبیدہؓ سپہ سالار لشکر اسلام نے حضرت عمرؓ کو یہہ بھی لکھا تھا کہ یہان کی آب وہوا کا اثر لشکریون پر یہہ پڑا ہے کہ وہ آرام کی طرف

مائل اور حسین عورتوں سے نکاح پر آمادہ ہین مگر اسوقت تک وہ باز رکھے گئے ہین
جب یہہ خط حضرت عمرؓ کو ملا تو آپ پہلے کسیقدر ملول ہوئے۔ لیکن جواب مین فوراً لکھا
کہ فوج پر جبر نہ کیجیے اُن کو آسایش کرنے دیجیے۔ عرب سے سادہ سپاہیانہ مزاج
کھری طبیعت کے لوگ جب حُسن سے متاثر ہوئے اظہار کیے بغیر نہ رہ سکے اور حضرت
عمرؓ سے دانشمند خلیفہ نے اُس فطرتی اثر کو روکنا نہ چاہا۔ تو جس انسان کو مشاغل دلکش
میسر آہین اور کوئی سد درمیانی بہی حائل نہ ہو۔ وہ دلچسپ شغلون اور نفسانی خواہشون
پر اپنا قابو رکہے اُس کی دلیری مین شبہ اور ستودہ خصائل ہونے مین کوئی شک باقی
نہین رہتا۔ امیر کی دیگر صفات حسنہ پر عموماً اور اس صفت خاص پر خصوصاً تمام دنیا کے
مسلمانون کو مہذب قومون کے مقابلے مین بے انتہا فخر و مباہات کا موقع حاصل ہے۔

بحث طعام اہل کتاب

طعام[ف] اہل کتاب بشرطیکہ ممنوعات شرعی مین سے کوئی چیز
اُس مین نہو مسلمانون کے لئے حلال ہے۔ اُسکا کہانا جائز۔

قال اللہ تعالیٰ اَلْیَوْمَ[ف] اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ
حِلٌّ لَّکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّهُمْ

فرمایا اللہ تعالےٰ نے آج حلال کی گئین سب پاکیزہ چیزین اور کہانا اُن لوگون کا جنکو
کتاب دی گئی ہے۔ حلال ہے۔ تمہارے لیے اور کہانا تمہارا حلال ہے اُنکے لئے یعنی اہل کتاب کیلئے

وفی الترمذی سئلت النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن طعام
النصاریٰ۔ فقال لا یتخلجن فی صدرك طعام ضارعت النصرانیہ
الی اخر الحدیث وقال الترمذی والعمل علی ھذا عند اھل العلم
من الرخصۃ فی طعام اھل الکتاب

اور ترمذی مین ہلب سے روایت ہے کہ پوچہا مین نے نبی صلّی اللہ علیہ وسلم سے حکم
طعام نصاریٰ کا تو فرمایا کہ نہ خلجان ڈالے تیرے سینہ مین (یعنی دل مین) کوئی کہانا۔ کیا مشابہ

[ف] ماخوذ از رسالہ طعام اہل کتاب مصنفہ ڈاکٹر سید احمد خان مرحوم

[ف] پارہ ۶۔ سورۃ المائدۃ

ہوگیا تو نصرانی لوگون کے ساتھ۔ اور کہا ہے ترمذی نے اور عمل ہے اسی حدیث پر سب اہل علم کے نزدیک رخصت و اجازت کہانے بین اہل کتاب کے۔

وفی العالمگیری لاباس بطعام الیھود والنصاری کلہ من الذبائح وغیرھا۔ اور عالمگیری فتاوی بین ہے نہین کچھ مضایقہ کہانے بین یہود و نصارے کے سب قسم کے کہانے بین ذبیحہ ہو اور اسکے سوا ہو۔

وفی فتح المنان فی تائید مذھب النعمان وعن علی قال لاباس بطعام المجوس انما نھی عن ذبائحھم رواہ البیھقی
کتاب فتح المنان بین ہے کہ کچھ مضایقہ نہین ہے مجوسون کے کہانے بین۔ جو کچھ منع کیا گیا ہے وہ اُن کا ذبیحہ ہے۔

پس جس حالت بین مجوس جو اہل کتاب نہین ہین اُن کی کہانے بین مضایقہ نہین اس لئے اہل کتاب کے کہانے بین تو پہر کوئی عذر ہی باقی نہین رہتا ہے۔
اس آیت و حدیث اور فقہ کی روایتون سے ثابت ہے کہ طعام اہل کتاب مسلمانون کو حلال و جائز ہے اور جو شی کہ در اصل حلال ہے وہ کسی کی بہیجی ہوئی اور کسی کی پکائی ہوئی ہو حرام و ناجائز نہین ہوسکتی خود جناب خاتم رسالت صلعم نے یہودیون کے ہان کا پکا ہوا کہانا تناول فرمایا ہے۔

فی المشکوٰۃ عن جابر ان یھودیۃ سمت شاۃ ثم اھدتھا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذراع فاکل منھا واکل رھط من اصحابہ الی اخر الحدیث۔ رواہ ابوداود والدارمی۔

مشکوۃ بین جابر سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نے بکرے کے گوشت بین زہر ملا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ بہیجا۔ آپ نے اُس کو قبول فرمایا اور حضرت نے

اور چند آپ کے اصحاب نے اسکو کہایا۔روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد اور دارمی نے۔

حلال چیز کو اگر ایک جگہہ بیٹھکر مسلمان اور مشرک بہی چہ جائیکہ اہل کتاب کہاوین۔تو وہ چیز حرام وناجائز نہین ہوجاتی۔رسالتمآب صلعم نے کافرونکو بہی اپنی ساتہہ بٹہاکر کہلایا ہی۔

فی مطالب المؤمنین روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاکل فاتاہ کافر فقال آکل معك یا محمد فقال نعم الی آخر ما قال وسیانی ذکرہ۔

مطالب المومنین مین روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم طعام تناول فرمارہے تہے کہ ایک کافر آیا اور کہا کہ یا محمد کیا مین بہی آپ کے ہمراہ کہاؤن آپ نے فرمایا کہ ہان۔

حلال چیز کو اگر مسلمان اور اہل کتاب یا کوئی کافر ایک رکابی مین کہاوین یا ایک کا جہوٹا دوسرا کہاوے بشرطیکہ کہانے کے وقت اُن کا ہاتہہ یا مونہہ شراب یا اور کسی حرام چیز مین آلودہ نہو تو بہی اُس چیز کا کہانا جائز ہے کیونکہ ہم مسلمانون کے مذہب مین یہہ مسئلہ مسلّم الثبوت ہے کہ سوء الانسان طاھرٌ یعنی انسان کا جہوٹا پاک ہی غرضنکہ اہل کتاب کے ہان کہانا کہانے مین اور اُن کے ساتہہ ایک جگہہ بیٹہکر کہانے مین کوئی خطر شرعی نہین فی نفسہ حلال ومباح ہے۔

جس طرح کہ اہل کتاب کا کہانا جائز ہے۔اسیطرح اونکا ذبیحہ بہی درست ہی جو احکام حلال وحرام کے ہمارے مذہب مین ہین اہل کتاب اُن کے مکلف نہین ہین۔بلکہ وہ صرف ایمان لانے کے مکلف ہین۔اہل کتاب کا ذبیحہ۔خدا تعالے نے ہم کو حلال کر دیا ہے۔اُس مین یہہ شرط قایم کرنی کہ ذبح مین پابندی احکام اسلام بجالانا چاہیئے۔ناممکن ہے۔

عیسائی یا یہودیون کو کیا غرض ہے کہ وہ ایسی پابندی کرین۔بلکہ جسطرح کہ اُن کے نزدیک اور اُن کے مذہب مین جانور کی زکوٰۃ درست ہے وہی اُن کا ذبیحہ ہے اور

اور اُسکا کھانا مسلمانون کو حلال ہے۔
امام ابن العربی۔ عبداللہ الجبار۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی وغیرہ سب متفق ہین کہ طعام اہل کتاب جائز ہے جسمین ذبیحہ بھی داخل ہے۔
جو گوشت ہمارے سامنے آئے اور یہہ نہ معلوم ہو کہ اُس کو کسی مسلمان نے ذبح کیا ہے اور نہ یہہ معلوم ہو کہ اسکو کسی مشرک نے مارا ہے۔ کیونکہ انگریز کسی مشرک کے مارے ہوئے جانور کے کھانے مین بھی پرہیز نہین کرتے اور یہان یہ شبہہ اسلئے قوی ہوتا ہے کہ انگریزون کے چارتک باورچی اور خدمتگار ہوتے ہین۔
اس حالت مین عمل کے دو طریق ہین ایک بموجب فتوی اور ایک بنظر احتیاط عمل فتوی یہہ ہے کہ جب طعام اہل کتاب ہمارے روبرو آئے جس کو بنص صریح خدائے تعالے نے حلال کر دیا ہے تو ہم کو کسی تفتیش کی ضرورت نہین تاوقتیکہ ثابت نہ ہو جائے کہ کسی مشرک کا مارا ہوا ہے۔ اُسوقت تک اُس کے کھانے سے انکار کی کوئی وجہہ نہین لیکن ایسا معلوم ہو جانے پر وہ حرام وممنوع ہے۔
طریقہ احتیاط یہہ ہے کہ جب کوئی شبہہ دل مین آئے تو تحقیق کرنا چاہئے اگر مشرک کا مارا ہوا ثابت ہو تو پھر نہ کھائین۔ مگر مجرد شبہہ کی بنا پر طعام اہل کتاب ناجائز نہ ہوگا۔
انگریزون کے باورچی مسلمان ہون تو یہہ شبہہ نہین ہو سکتا۔ اگر عیسائی کھانا پکانے والے ہین تو وہ داخل اہل کتاب ہین تب بھی کوئی خطرہ شرعی نہین اور اگر وہ مشرک ہین تو بموجب مذہب اہل سنت والجماعت کے مشرکین مین کوئی نجاست ذاتی نہین۔ فی العنایۃ شرح الهدایۃ = قال اللہ تعالیٰ انّما المشرکون نجس قلت النجاسۃ فی اعتقادهم لا فی ذاتهم۔
عنایۃ شرح ہدایہ مین ہے۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے۔ صرف مشرکین ناپاک ہین

لیکن نجاست اُن کے اعتقاد مین ہے نہ اُن کی ذات مین۔

پس جسطرح کہ ہم لوگ بلا کسی تردد و تامل کے ہندوؤن کے یان کا پکا ہوا کھانا یا حلوائیون کی مٹھائی کہاتے ہین۔ اوسیطرح اور اُسی خیال ؤ احتیاط کے ساتھہ اسکو بہی روا رکہینگے جسکو انگریز یا مشرک پکاتے ہین۔

جس شخص کے دل مین حقیقت مسائل شرعیہ جن کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل مین لائے یا بالتصریح اُن کے جواز کا حکم دیا بخوبی مستحکم ہے۔ وہ بمقابل ان مسائل کے عوام کے بُرا بہلا کہنے کی کچھہ حقیقت نہین سمجھتا اور نہ اپنے معتقدین کی نارضامندی کی پرواہ ہوسکتی ہے اُسکے نزدیک ان تمام شبہات بے وقعت کی بطلان کے لئے صرف فعل رسول کریم صلعم کافی ہے کہ آپ نے یہودی کے ہان کا پکا ہوا کھانا بغیر کسی خدشہ کے کہایا۔ اور جب آپ سے نصاریٰ کے ہان کے کہانے کے باب مین پوچھا تو آپ نے صاف فرمایا "لَا تَتَخَلَّجَنَّ فِي صَدْرِكَ" یعنی تمہارے دل مین کچھہ تردد نہ ہونا چاہیئے۔ اور ایک کافر کو آپ نے اپنے ساتھہ کہانے کی اجازت دی پس جو کوئی اس اتقا سے زیادہ دعوی دار ہو تو سو ر ادبی ہے۔

۲ (بحث ظروف) ابو داؤد مین ابو ثعلبہ الخشنی سے روایت ہے۔

سئل رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم قال انا نجاور اھل الکتاب وھم یطبخون فی قدورھم الخنزیر ویشربون فی آنیتھم الخمر فقال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم۔ ان وجدتم غیرھا فکلوا فیھا واشربوا وان لم تجدوا غیرھا فارحضوھا بالماء کلوا واشربوا۔

پوچھا ابو ثعلبہ الخشنی نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہمارا گذر رہتا ہے اہل کتاب پر اور وہ پکاتے ہین اپنی دیگچیون مین سؤر اور پیتے ہین اپنے برتنون مین

شراب - تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر پاؤ تم اور برتن تو کھاؤ اور پیو اون مین اگر اور برتن نہ پاؤ تو اون کو پانی سے دہو کر اون مین کھاؤ پیو - یہی حدیث بالفاظ دیگر صحیح مسلم مین ہے -

۳ - میز پر کانٹے چھری سے کھانا - یہہ امر کہ میز پر بیٹھکر اور چھری کانٹے و چمچے سے کھانے مین کیا اعتراض ہے - چھری سے کاٹنا جائز بلکہ سنت ہے - چنانچہ بخاری مین عمر ابن امیہ سے روایت ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری سے کاٹ کر کھایا ہے - اور ابو داود مین جو حدیث در باب منع قطع لحم بالسکین کی ہے اوس کو خود ابو داود نے ضعیف لکھا ہے -

پس اسکے ارتکاب مین کچھہ قباحت نہین - چمچہ و کانٹے کے استعمال کا قیاس چھری پر کرنا چاہیئے - ان کے استعمال کی کہین ممانعت نہین بلکہ ایسی چیزین جنسے ہاتھہ بھرتا ہو سب چمچہ سے کھاتے ہین - اور اس کو کچھہ معیوب و مکروہ خیال نہین کیا جاتا -

میز پر کھانے کی ممانعت مین کوئی حدیث وارد نہین - جسطرح آنحضرت نے نہ کبھی چپاتی کھائی نہ میدہ اور چھنے ہوے آٹے کی روٹی کھائی - اوسی طرح طشتریون و رکابیون مین یا خوان یا میز پر کھانا تناول نہین فرمایا - پس وہ چیزین جو آپ نے نہین کھائین اب مباح ہین تو میز پر کھانے کے لیے بھی یہی حجت ہو سکتی ہے

اب اسلامی ممالک مین اعلی طبقہ کے عرب ترک - ایرانی علی العموم میزون پر کھاتے ہین - اوسط درجہ کے اشخاص خوان کو ایک تپائی پر رکھکر کھانا کھاتے ہین اسمین یہہ آسانی ہے کہ کھانے مین زیادہ جھکنا نہین پڑتا - پس دستر خوان پر کھانا سنت ہے اور میز پر کھانا فی نفسہ مباح ہے -

بلاد اسلامی مین تمام عیسائی - یہودی - مسلمان آپس مین ایک جگہہ بیٹھکر

میزون پر کہانا کہاتے ہین۔ ہوٹلون کے ملازم وخدمتگار۔ باورچی۔ عیسائی یہودی بیشتر اور مسلمان کم ہین یعنی خدام مشترک ہین۔

اب اگر یہہ کہا جاوے کہ آیات و روایات سے طعام اہل کتاب کا مباح ثابت ہوا مگر مضمون طعامہم حل لکم و طعامکم حل لہم سے مواکلت و یکجائی بیٹھکر کہانا کہان سے نکلا۔

ابوداؤد مین جو حدیث ابن عباسؓ سے مروی ہے اور جسکے آخر مین وحلّ طعام اہل الکتاب ہے اُسکو ابوداؤد نے باب ضیف مین لکہا ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ بطور ضیافت کے کہانا جائز ہے۔

پس جب ساتہہ بیٹہکر کہانے مین کوئی محظور شرعی نہین خواہ اُن کا بہیجا ہوا یا پکایا ہوا ہو خواہ اپنے گہر کہائین خواہ اُن کے ہان جاکر خواہ تنہا خواہ اہل کتاب کے ہمراہ بیٹہکر کہائین اسکے ممنوع ہونے کی کوئی وجہ نہین۔

بحث تشبّہ اس باب مین حدیث من تشبّہ بقوم فہو منہم پر استدلال کیا جاتا ہی کتاب اللباس باب ماجاء فی الاقبیۃ مین ابوداؤد نے یہہ حدیث لکہی ہے تشبہ سے تشبہ تام مراد ہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیزؒ دہلوی نے اپنے فتوی محررہ جمادی الثانی ۱۲۳۷ھ مین صاف فتوی دیا ہے کہ جو باتین کفار کے ساتہہ ایسی مخصوص ہین کہ کوئی مسلمان اُن کو نہین کرتا اُن کا کرنا تشبّہ مین داخل ہے اور منع ہے اور ایسی باتین جو کفار پر مخصوص نہین گو کفار ان کو بہت زیادہ کرتے ہین اور مسلمان کم اُن کے کرنے مین کچہہ مضایقہ نہین ہے۔ اُنہون نے یہہ بہی لکہا ہے کہ اگر کوئی بات جو مخصوص کفار کے ساتہہ ہو بنظر آرام و فائدہ کی کیجاوے تو بہی کچہہ مضایقہ نہین بعد اسکے وہ لکہتے ہین کہ جو تشبہ کہ منع ہے وہ یہہ ہے کہ اپنے تئین اونہین مین شمار کرے۔ بلاشبہ اس طرح اپنے تئین کفار مین گننا منع کیا بلکہ کفر ہے

نظر تحقیق سے دیکھا جائے تو اس حدیث کو نہ طعام سے علاقہ ہے اور نہ کسی قسم
کے تشبّہ سے جو کسی قوم کے ساتھہ کیا جائے تعلق ہے۔

اس حکم شرعی کا منشا یہہ ہے کہ حالت جدال و قتال یا اور کسی واقعہ مین جو مسلمان
یا اور قوم کے لوگ مارے جائین۔ تو اُن کی شناخت کہ کون مسلمان ہین کون نہین ہین
کیونکر کیجاوے۔ تاکہ مراتب تجہیز و تکفین موافق اُس قوم کے ادا کیا جاوے۔

اسی باب مین یہہ حدیث ہے اور یہہ حکم ہے کہ جس قوم کے مشابہ جو ہو اُسی قوم مین
اُس کو شمار کرنا چاہیئے۔ چونکہ اس طرح کی شناخت بقیاس غالب لباس پر منحصر ہے
اسلیے تمام محدثین نے اس حدیث کو کتاب اللباس مین ذکر کیا ہے اور اسی حدیث
کی بنا پر روایات فقیہ کتب فقہ مین مذکور ہین۔ اس خیال کے مؤید اور بہی بعض وجوہ
ہین جو اس معنی کو قوی کرتے ہین بخوف طوالت اُن کو قلم انداز کیا گیا۔

اب یہہ قیاس کہ ساتھہ بیٹھکر کہانا اور آپس مین اختلاط رکہنا باعث ازدیاد
محبت و تولا ہے اور سوائے مسلمان کے کسی مذہب والے سے تولا اور دوستی
شرعاً جائز نہین۔ لہذا اہل کتاب کے ساتھہ بیٹھکر کہانا جو باعث محبت و اخلاص
کا ہوتا ہے مباح نہین۔ آیات قرآنی جن مین تولا کی نہی آئی ہے ان کی صراحت کیجاتی ہے۔

آیت	متن و ترجمہ	حوالہ
آیت اوّل	۵۱ یا ایّھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء الآیۃ اے ایمان والو نہ بناؤ تم یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست	۵۱ پارہ ۶ سورۃ المائدۃ
آیت دوم	۵۲ یا ایّھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المؤمنین اے ایمان والو نہ بناؤ کافرونکو دوست سواے مومنون کے	۵۲ پارہ ۵ سورۃ نساء
آیت سوم	۵۳ لا یتخذ المؤمنین الکافرون اولیاء من دون المومنین الآیۃ مسلمانونکو چاہیے کہ مسلمانونکو چھوڑ کر کافرون کو اپنا دوست نہ بنائین	۵۳ پارہ ۳ سورۃ آل عمران
آیت چہارم	۵۴ یا ایّھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا عدوی الآیۃ	۵۴ پارہ ۲۸ سورۃ الممتحنۃ

آیت	متن	حوالہ
	وعدوکم اولیاء اے ایمان والو نہ بناؤ تم میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست	
آیت پنجم ؎۵	فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین الآیہ پس نہ بیٹھ بعد ذکر کے ساتھ قوم گناہگار کے	؎۵ پارہ ۷ سورۃ الانعام
آیت ششم ؎۶	لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ الآیہ نہ پائیگا تو اس قوم کو کہ ایمان رکھتے ہین ساتھ اللہ اور پچھلے دن کے کہ دوستی کرین انکے ساتھ جو مخالفت کرے اللہ اور اسکے رسول کی	؎۶ پارہ ۲۸ سورۃ المجادلہ
آیت ہفتم ؎۷	لا تتخذوا آباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان الآیہ تمہارے باپ اور تمہارے بھائی اگر کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز رکھین تو ان کو رفیق نہ بناؤ	؎۷ پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ

یہہ آیات اور جو کہ ان کے مثل ہین ان سے عموماً موالات ممنوع شرعی نہین بلکہ وہ موالات جو من حیث الدین ہون حرام اور ممنوع شرعی بلکہ کفر ہین۔

موالات من حیث الدین یہہ ہین کہ ہم کسی شخص کو اسوجہہ سے کہ اسکا مذہب و دین جسکو اوسنے اختیار کیا ہے بہت اچھا ہے۔ دوست رکھین۔ یہ منع ہے۔

مسلمان اپنے مذہب کے علما متقدمین صلحا۔ اولیاء اللہ سے محبت رکھتے ہین کوئی دنیاوی غرض یا انس ان سے نہین ہوتا نہ یہہ محبت دنیاوی احسان کے سبب اور نہ یہہ محبت باعتبار معاشرت کے ان کے ساتھہ ہوتی ہے بلکہ صرف باعتبار دین کے ہے۔

لانہم کانوا علماء دیننا واتقیاء مذہبنا واولیاء الامۃ المرحومہ التی نحن فیہا۔

پس اس قسم کی محبت کسی غیر کے ساتھہ کی جاوے یہہ بیشک حرام بلکہ کفر ہے ماسوا اس کے جو اور قسم کی محبتین ہین وہ لاباس بہ ہین اور ممنوع شرعی نہین ہین بلکہ ان کے کرنے مین ہم مامور ہین۔ ہم پر فرض ہے کہ دین محمدی کی

رحمت و شفقت عام کا نمونہ تمام لوگون کو خواہ مشرک ہون خواہ اہل کتاب۔ اپنے حُسن اخلاق سے دکہادین تاکہ غیر لوگ ہمارے دین کی حقیقت پر ہمارا نمونہ دیکہکر یقین لائین۔ ضلالت و گمراہی سے نکلکر صراط مستقیم پر آئین۔ ہمارے اولیاء امت کے اخلاق حسنہ سے ہی زیادہ نور اسلام دنیا مین پہیلا ہے۔

مسلمانون کو اُن عورتون سے جو کافرات اہل کتاب ہین نکاح کرنا درست ہی باوجود اسکے کہ وہ اپنے مذہب پر رہین اور ہم اپنے مذہب پر۔

قال اللہ تعالیٰ والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم

وای مودّۃ اقرب من الزوجۃ لکنہ لیست تلك المودّۃ من حیث الدین۔ کون سی دوستی زوجیت سے زیادہ قریب ہے مگر یہہ دوستی باعتبار دین نہین

کفار والدین کے ساتہہ صحبت کرنے کا ہم کو حکم ہے لکنہ لیس من حیث الدین لیکن باعتبار دین کے نہین۔

صلہ رحم کا ہم کو حکم ہے۔ اور جبکہ مسلمان اہل کتاب کے ساتہہ نکاح کرتے ہین تو اُن کی اولاد کے ذوی الارحام اہل کتاب ہوتے ہین۔ اُن کو اُن کے ساتہہ تودد و صلہ واجب ہے لیکن باعتبار دین کے نہین۔

ہمسایہ کے ساتہہ اگرچہ کافر ہو محبت و احسان کرنے پر ہم مامور ہین۔ لیکن باعتبار دین کے نہین۔ خود خدا نے تعالیٰ نے مسلمانون مین اور اہل کتاب مین بالتخصیص نصاریٰ کے ساتہہ تودد ہونا بتایا ہے۔

قال عزّ وجلّ لتجدنّ اشدّ الناس عداوۃ للذین اٰمنوا الیہود والذین اشرکوا ولتجدنّ اقربہم مودّۃ للذین اٰمنوا الذین قالوا انا نصاریٰ ذٰلك بان منہم قسیسین ورہبانا وانہم لا یستکبرون۔

ہمنے استنبول وبیت المقدس وغیرہ مین رہبانون کو دیکھا وہ سراپا اخلاق اور انکسار مجسم ہین۔

ان آیات سے ثابت ہے کہ مطلق محبت و تودد ممنوع شرعی ہے۔ نہ ان آیتون کے احکام مین داخل ہے مودت و محبت غیر مشروع وہی ہے جو کہ غیر اہل دین سے من حیث الدین ہو جو آیات اوپر مذکور ہوئین اُن سب مین اُسی قسم کی محبت کی نہی وارد ہی۔

شروع اسلام مین منافقین جو ظاہر مین ایمان لائے تھے اور حقیقت مین محبت باعتبار دین مدینہ کے یہودیون کے ساتھہ رکھتے تھے ایسے ہی لوگون سے محبت رکھنا منع فرمایا گیا۔ اسیکا اشارہ آیت اول مین ہے۔

مگر جب غلبہ اسلام کو ہوگیا اور حق غالب آیا تو کچہہ مضایقہ نہین کہ مسلمان کفار کے ساتھہ بحسن معاشرت پیش آئین اور خلق محمدی کو ہر ایک مخالف پر ظاہر کر دین۔ تاکہ ہمارے دین ہماری عادات کی خوبی اُن پر ظاہر ہو۔

آیت دوم مین جو لفظ اولیاء آیا ہے اُس سے بھی محبت فی الدین مراد ہے تفسیر کشاف مین اسی آیت کے تحت مین لکھا ہے کہ اخلاق کافرون کے ساتھہ کرنا چاہیے اور خلوص مسلمانون کے ساتھہ جس سے صاف ظاہر ہے کہ حسن معاشرت کفار کے ساتھہ منع نہین۔ الا محبت من حیث الدین مسلمانونکے ساتھہ ہونی چاہیئے

مسلمان کی دوستی کافر کے ساتھہ تین وجہہ سے ہو سکتی ہے۔ ایک یہہ اُسکی کفر سے راضی ہوکر دوستی کرے تو بلاشبہ اُس کے کام کو دوست و پسندیدہ رکھیگا اور دوست و پسند کرنا کفر کا کفر ہے۔ خوش ہونا کفر کے ساتھہ کفر ہے تو اس صفت کے ساتھہ مسلمان رہنا محال ہے۔

دوم یہہ کہ معاشرت نیک دنیا مین باعتبار ظاہر یہہ منع نہین ہے۔ سوم قسم متوسط ان دونون مین ہے۔ دوستی کرنا بمعنی میلان اور اعتماد کے کفار کے ساتھہ

مددگاری۔ پشت پناہی۔ یاری سے کے یا بسبب قرابت یا بوجہہ محبت مع اعتقاد اس کے
کہ اُن کا دین باطل ہے یہہ موجب کفر نہین۔ مگر بیشک منع ہے۔ کیونکہ یہہ دوستی
اُن کے طریقہ دین کے پسندیدگی اور خوشنودی کیطرف منجر ہے اور یہہ امر اسلام کے منافی
ہے پس اللہ تعالیٰ نے دہمکایا اور فرمایا کہ جو کوئی یہہ کام کرے گا وہ خدا سے الگ ہے۔

چوتہی آیت۔ حاطب ابن ابی بلتعہ کے معاملہ مین وارد ہوئی۔ یہہ بڑے صحابی
ہین اور جنگ بدر مین بہی موجود تہے۔ اعرابی ہین۔ ایام جاہلیت مین قریش کے
دینی بہائی تہے۔ انہون نے اہل مکہ کو کچہہ حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لکہہ بہیجا
تہا۔ اُن کا مال و اسباب و بال بچے سب مکہ مین تہے۔ وہ خط پکڑا گیا۔ اُن سے
حضرت نے پوچہا تو اُنہون نے عرض کیا یا رسول اللہ مجہپر نہ جلدی کیجیئے۔ مین ایک
مرد خوش باش قریش مین تہا۔ اُن کی قوم مین سے نہ تہا۔ جتنے لوگ آپ کیساتہہ
مہاجر ہین۔ ان سب کی قرابت اُن سے ہے اسلیئے اہل مکہ اُن کے اہل و مال
کی حمایت کرتے ہین اور جب میرا اُن سے کوئی خاندانی رشتہ و سلسلۂ نسب
نہین ہے تو مین نے چاہا کہ مین اُن کے ساتہہ احسان کرون تاکہ میرے کنبہ
کی حمایت کرین۔ مین نے یہہ فعل دین سے مرتد ہونے اور خوشی کفر کے سلیئے
نہین کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہہ راست بیان ہے اور آپنے معاف فرمادیا
اِسپر یہہ آیت نازل ہوئی۔ مسلمانون تم میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ
اس بیان کا زیادہ ثبوت اِسکے بعد کی آیت سے ہوتا ہے۔ تفسیر نیشاپوری مین لکہا ہے
جب یہہ آیت مذکورہ حق مین حضرت حاطبؓ ابن ابی بلتعہ کے نازل ہوئے۔ اُسوقت
مسلمانون نے اپنے رشتہ دارون اور کنبے کی عداوت مین سختی کی۔ تب یہہ
آیت نازل ہوئی۔

لا ینھکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم

من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین

نہین منع کرتا ہے اللہ تم کو ان لوگون سے کہ نہ قتال کیا اونہون نے تم سے دین مین اور نہین نکالا تم کو تمہارے وطن سے یہ کہ احسان کرو اور انصاف کرو تم اُن کے ساتھہ بیشک اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والون کو۔

آیت پنجم مین حکم ہے کہ جب مشرکین اپنی مجلسون مین دین کے ساتھہ استہزا کرین۔ یا رسول اللہ صلعم پر طعن تو اُن مین شریک ہونے سے حذر واجب ہے۔ اگر ان کی مجالس اس سے پاک ہون تو کچھہ مضایقہ نہین ہے۔

امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر مین اس آیت کے معنی مین شرط مذکور بیان کی ہر ایسی مجلسون مین بیٹھنے سے ضرور احتراز چاہیئے جہان دین پر استہزا اور رسول خدا پر طعن ہون۔

آیت ششم۔ یہی حاطب صحابی جو بدر مین حاضر تھے اونہین کے معاملہ سے ہے جنکا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اس آیت مین خدا نے باپ۔ بیٹے۔ بھائی اور کنبہ کے تو دد سے منع فرمایا ہے۔ اور دیگر آیات قرآنی مین صلہ رحم ہمپر واجب ہے۔ اور مان۔ باپ کی تعظیم۔ اُن کے ساتھہ محبت۔ اُن کی خدمت اگرچہ وہ کافر ہی ہون ہمپر واجب کیگئی ہے اس سے ثابت ہے کہ جس تولا کی ممانعت آیت ششم مین فرمائی ہے وہ وہی ہے جو من حیث الدین ہو۔ واللہ تعالی اعلم۔

امیر کا ذی علم ہونا مسلم۔ احادیث وتفسیر سے باخبر ہونا پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے اُن کی بصیرت کا اقتضا ر۔ اُن کی دانشمندی کا تقاضا یہی تہا کہ وہ تمام قومون کے ساتھہ فیاضانہ اخلاق کام مین لائین اور یورپین فرقہ کو جو اُن کا حقیقی میزبان تہا سب پر ترجیح دین۔

گو طعام اہل کتاب ہر طرح سے مسلمانون کو شرعاً مباح ہے۔ تاہم میزبانون

ومہمانون نے ضرورت سے زیادہ احتیاط فرمائی۔

افسران گورنمنٹ نے بخیال دوراندیشی انتظام مہمانداری قبل از ورود ایک کمیٹی اسلامی کے سپرد کیا جس کے نگران خود سفیر کابل بنائے گئے۔

باورچی۔ خدمتگار۔ چاربردار۔ خانساماں سب مسلمان مقرر ہوئے۔

مطبخ شاہی کے متعلق اور بھی زیادہ احتیاط تھی۔ ذات خاص کے لئے پورے آشپزخانہ کا اسٹاف کابل سے ہمراہ آیا۔ اُس مین باورچی اس قدر کثیر تھے کہ جو قیام گاہ پر ہمراہ بھی رہتے تھے اور آگے منزل پر بھی بھیجدیے جاتے تھے۔ یورپین پارٹی مین جہان جہان دعوت ہوتی تھی وہان قبل سے وہی باورچی بُلا لیے جاتے تھے۔ جو تمام سامان مطبخ اپنے ہمراہ لے جاتے تھے۔

امیر صاحب دائماً اپنے ہی کابلی باورچیون کے ہاتھہ کھانا تناول فرماتے تھے ظروف طعام خاص طور پر اعلیٰ قسم کے جداگانہ خریدے گئے تھے جو ہر جگہہ پر ملازمان خاص کے سپرد کردیے جاتے تھے۔

کھانے کی میز کا سجانا مسلمان کمیٹی کے متعلق تھا۔ طعام سے زیادہ احتیاط ظروف طعام مین مدنظر تھی۔ ذبیحہ ونیز خدام وباورچیون کے باب مین اوسیقدر لحاظ رکھا گیا جتنا کہ کسی صاحب تقوی مسلمان کی خاطر لازم ہے۔

انگلش پارٹی مین سے وہی برٹش افسر انتظام مہمانداری وہمراہی کے لئے انتخاب ہوے تھے جو مذاق مذہبی ومعاشرت اسلامی سے آشنا تھے۔ اور جسکو سفر کابل یا سرحدی پولیٹکل افسر ہونے کی حیثیت سے مراسم اہل افغانستان کا کافی تجربہ تھا پس ناممکن تھا کہ کوئی ایسا عمل جائز رکھا جاتا۔ جس سے مزاج مہمان مکدر ہو۔ اسلام پر ہنسنے۔ بزرگان دین پر طعن کرنے۔ کسی ناجائز شئے کا روبرو لانے کا تو ذکر کیا۔ یہان ہر جلسے وہر موقعے پر ایک سولجر سے لیکر کمانڈر انچیف اور ایک

کلارک سے لیکر وایسرائے تک کو یہہ خیال مدنظر تہا کہ کوئی بات شمہ سے بہی ایسی نہ پیدا ہونے پائے جو محترم مہمان کی برہمی مزاج و بے لطفی طبیعت کا باعث ٹہرے یہہ فرض جس خوبی۔ باخبری اور مستعدی سے ادا کیا وہ حقیقت مین اسی حکمران شایستہ قوم کے ممبران کا حصہ ہے۔

بمبئی مین ایک موقع پر اعلیحضرت امیر کچہہ یکدر پائے گئے۔ نہ معلوم کیا بات تہی۔ حاضرین مین ہر شخص بجائے خود متفکر و پریشان تہا۔

لیڈی جنکنسن نے جن کی قابلیت و سلیقہ شعاری قابل قدر ہی ہز مجسٹی کو مخاطب بنا کر عرض کیا کہ یور مجسٹی مجھے اپنا رومال عطا فرماسکتے ہین ؟ آپ نے دریافت کیا کہ کیون چاہیے۔ لیڈی موصوفہ نے جواب دیا کہ آپ کے تکدر مزاج نے مجہہ مین سے ضبط کی قدرت سلب کرلی ہے قریب ہے کہ میرے آنسو نکل پڑین یہہ سنکر آپ مسکرائے۔ باتون باتون مین ملال خاطر رفع ہوگیا۔

اس صورت مین امیر کا شاہانہ اخلاق۔ اسلامی اوصاف۔ ملکی ضرورتین پولٹیکل مصالح۔ رموز مملکت کیونکر باز رکہتے کہ وہ اسلامی محکم۔ قانون کی باخبری کے ساتہہ غیر اقوام اور خصوصاً ہمسایہ میز بانون کے مقابلہ مین اتحاد و بدارات و قبول دعوت و شرکت مجالس مین بخل فرماتے۔ جو کچہہ اونہون نے برتاؤ روا رکہا وہی اُن کی شان کے شایان۔ اسلامی اخلاق اور انسانی مروت کی رو سے مناسب بلکہ انسب تہا۔

فریمیسن پر کتابیات
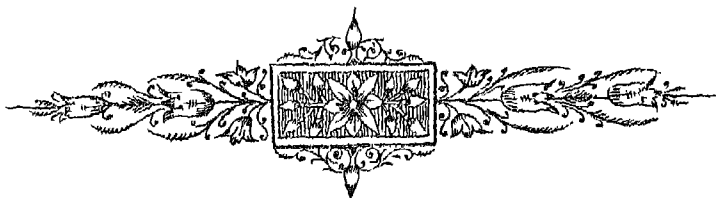
ہز مجسٹی امیر افغانستان کے متعلق یہہ اعتراض کہ فریمیسن کی ممبری کا ڈپلومہ انہون نے حاصل کیا غور طلب بات ہے۔ اوّلاً یہہ بات سمجھنے کے قابل ہے کہ کسی شخص سیاح کا کسی مقام مین بغرض تفتیش حالات جانا اور وہان کے کوائف سے محققانہ طور پر مطلع ہونا نفس شرکت یا وہان کے فرائض کے ارتکاب کا کہان تک مصداق ہو سکتا ہے۔

ثانیاً اس سے قطع نظر کہ بغرض تحقیق نہین۔ بلکہ شرکت ہی کی بنا پر شاہ افغانستان نے فریمیسن لاج مین تعلق فرمایا تو اُسپر مذہبی اعتراض یا عقاید کا نقص کیونکر عاید ہو سکتا ہے خصوصاً ایسی حالت مین کہ امیر صاحب کا بالتحقیق اسلامی و مذہبی جوش۔ فرائض کی پابندی کلیات دینیہ سے لیکر معمولی فروعات تک کی نگہداشت اس امر کا کسی روشن خیال صاحب عقل کو کب موقع دے سکتی ہے کہ اُن کی شرکت کو عقائد کے ضعف یا کسی خلاف اسلام پہلو پر حمل کیا جاوے۔ بلکہ افسوس اس بات کا ہو سکتا ہے کہ صدہا غیر معمولی خوبیون کے مقابلے مین ایک ادنے اور رسمی فعل کے وجود پر نکتہ چینی کی زبان کھلے اور وہ بھی ایسے موہومی خیال پر جس کو ہر ناواقف شخص نے بجائے خود نہین معلوم کیا کیا تصور کر رکھا ہے۔

امیر صاحب کا ورود ہندوستان و زمانہ قیام واضح طور پر خود گواہ حال ہے کہ اونکی نقل و حرکت۔ استفسار و گفتگو۔ ہر نئی و نادر چیز کی حقیقت حال معلوم کرنے سے مملو تھی کارخانون مین جانا مشینون کو دیکھنا۔ اصول تجارت دریافت فرمانا وغیرہ وغیرہ اگر محققانہ تلاش نہ تھی تو کیا تھا؟

ممکن ہے کہ اسی شوق واقفیت نے اُن کو فریمیشن لاج مین تکلیف فرمانے کی

تحریک کی ہو۔ ہمارا حسن خیال۔ ظن المومنین خیراً کے اعتبار سے ہم کو کسی بدگمانی و موشگافی کا موقع نہین دیتا۔

ہمارے لیے ایک محل شکایت و افسوس تہا اگر اس موقع پر شان شاہانہ کا لحاظ فروگذاشت ہوتا مگر نہین۔ میزبانان وسیع الخیال نے اس موقع پر بہی شان امیر کا پاس کیا جو درجات اس انجمن مین عام طور پر ممبران کو بتدریج سالہا سال مین ملتے ہین وہ ہز مجسٹی کے روبرو آن واحد مین پیش کیے گئے۔ تاکہ اُن کے مرتبہ کا امتیاز یہان بہی قایم رہے

اب ہم مخفی انجمنون کا حال۔ فریمیسن کی تاریخ اُسکا وجود اور منشاء و ضرورت۔ ترقی و تنزل کسی قدر صراحت سے لکہتے ہین تاکہ عام غلط فہمیون پر اس کا عمدہ اثر پڑے اور معلوم ہوجائے کہ ذرا بہی اسلام کی منافی یہہ انجمن نہین ہے۔

خفیہ انجمنونکی حقیقت و نوعیت کسی زمانہ مین خفیہ انجمنین اسی قدر ضروری تہین جسقدر کہ علانیہ۔ قدرت کی سلطنت اسوقت سے کہ مفروضہ بتون باطل عقائد کے فرضی و جسمانی معبودون کی علاً ہر زمانہ مین کہین نہ کہین موجود رہی ہوگی۔ جہان بتون کی پرستش بیجا ہوگی جہان جسمانی معبودون کو حقیر و بے اصل جانا جاتا ہوگا۔ ایسے مقامات فیلسوف و حکماء کے حجرے۔ عابدون کی عبادت گاہین۔ تارک الدنیا لوگون کے رہن و و زمار تہے۔

خفیہ انجمنون کی تقسیم خفیہ انجمنون کی تقسیم کی ہمیشہ ٹہیک ٹہیک حد مقرر نہین کی جاسکتی بعض نے جن کے مقاصد سائنس کے متعلق تہے اُسکے ساتہہ تصوف کے مسایل بہی شامل کردیے ہین۔ ملکی انجمنون کا اثر مہذب زندگی پر بہی ضرور ہوتا ہے۔ لہذا خفیہ انجمنون کو دو مجمل اقسام مذہبی و ملکی مین زیادہ سہولت سے تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(مذہبی) مذہب کی خفیہ انجمنین بہت قدیم زمانہ سے ہین۔ ان کا وجود اُس زمانہ سے ہے جب سے سچا مذہبی علم دنیا کے بنانے کی تدبیرین موجود تہا۔ وہ لازوال قوت جس سے یہہ پیدا

ہوا اور جن قوانین سے قایم تہا یہہ پہلے آدمیون کو حاصل تہا۔ یہ اصلی علم بہت کچہ قدیم رازون مین محفوظ تہا۔ ظاہری چند روزہ دنیا کے عجائبات بجاے سچی حقیقتون غیبی دائمی عالم کے جن کے مقابلہ مین یہہ ظاہری دنیا ایک بیرونی نمایش ہے۔

اُن حقیقی باتون کے سمجہنے کے لیے ضروری ہے جو قدیم زمانہ کی خفیہ انجمنون مین سکہلائی جاتی تہین۔

(ملکی) ملکی اعتبار سے خفیہ انجمنین موجودہ اور آیندہ زبردست طاقتون کو عقلمندی اور دور اندیشی سے مخلوط کرنے والے دروازے تہے۔

ہر ایک خفیہ انجمن اصل مین کسی ایمان کے تصور کو جاری رکہنے والا ایک شغل ہے۔ کیونکہ جب اچہے تصور کو جمع اور قایم کیا جاوے تو ایمان ہوتا ہے۔ خفیہ انجمنین ایک تاریخی صورت مین اظہار کرتی ہین۔

یہہ علم سیاست مدن کی ایک گمنام سی چیز اور پوشیدہ راز ہے۔ صریح خیالات مین سے جن کی وجہہ سے خفیہ انجمنین پیدا ہو گئی ہین ایک صریح خیال انتقام ہے لیکن یہہ نیک دانشمندانہ انتقام ذاتی بغض سے بالکل علیحدہ ہے جہان عام مرغوب فائدے زیر بحث ہوتے ہین وہان بالکل غیر معلوم ہوتا ہے جو مجلسون کو سزا دینے کی خواہش رکہتا ہے لیکن اُن کے اراکین کو نہین۔ خیالات کو ہٹانا چاہتا ہے لیکن آدمیون کو نہین۔ یہہ وہ بڑا مجموعی انتقام ہے جو وراثتاً باپ اپنی اولاد کو چہوڑ جاتا ہے۔

یہہ محبت کا پاک عہد نامہ ہے جو میل کو صاف کرتا ہے۔ انسان کی ذمہ داری اوصاف کو بڑہاتا ہے۔ ایک جائز و ضروری ضرورت برائی کی نفرت ہوتی ہے۔ جس سے قومون کی نجات ہے۔ افسوس اُس شخص پر جو نہین جانتا کہ کسطرح نفرت کرتے ہین اسلیے کہ تعصب۔ ریاکاری باطل اعتقادی۔ غلامی برائیان ہین۔

ملکی انجمنون کے با ایمان فرقہ کا مقصد ترقی انسانی اور غافل و کاہل لوگون کے سینہ مین آزادی کا تخم بونا۔ جیسے نہلست فرقہ آج کل روس مین کر رہا ہے۔ یہہ سچ ہے کہ یہہ نورانی عمارت ابھی تک تکمیل کو نہین پہنچی اور شاید کبھی نہ پہونچیگی۔ لیکن خود اس کوشش سے بھی خفیہ انجمنون کو اخلاقی عظمت ملجاتی ہے۔ اس سے خفیہ انجمنون کی موجودگی کی تشریح اور تائید ہوتی ہے اور بہت سی ریاستین اُن کی وجہ سے نہ صرف آزادیان بلکہ خود اپنا وجود بھی زندہ رکھتی ہین۔

لیکن ابتداے خفیہ جماعتین ملکی لحاظ سے نہین بنین تہین۔ جسقدر مذہبی مقاصد کے واسطے ہر ایک علم و فن اُن مین شامل تہا۔ جسو جہہ سے مذہب کو ٹہیک ٹہیک انسانی علم (علم قدامت) کہہ سکتے ہین۔

علم تاریخ سے پہلے زمانہ مین انسان کو قدرت اور اُسکی کارروائیون کا سچا علم حاصل تہا اور یہی وجہہ ہے کہ دور دراز اقوام کے سربستہ بھید از روے قیاس و باطن آپس مین اشتراک رکھتے ہین۔ اب یہہ بات نمایان نہین کہ اُن کے اصول کیا تہے۔ اور کیون تمام مین اسقدر تاکید خاص خاص صورتون و خیالات کی طرف کی گئی ہے۔

ابتدائی تہذیب

عام قاعدہ یہہ ہے کہ علم تاریخ سے پہلا زمانہ گمنام معلوم ہوتا ہے۔ اور لوگ خیال کرتے ہین کہ ایک ایک قدم پر جو پیچھے کو ہٹینگے وہ زیادہ تاریکی مین پہونچتے جاوینگے۔ لیکن اگر ہم اپنی آنکھین کہولکر آگے بڑہین تو یہہ تاریکی مثل افق کے ہٹتی جاویگی جب ہم اُس کے قریب پہونچتے معلوم ہونگے تو پُرانی روشنی نئی روشنی مین ملتی جاوین گی۔ نئے آفتاب منور ہونگے۔ نئی بحری شفق ہمارے سامنے طلوع ہوتی جاویگی۔ غیبی صورت مین وحدت ہے۔ شاخین بہت سی ہین لیکن جڑ صرف ایک ہی اسلیے تمام مذہبی فرقے حتیٰ کہ وہ بھی جو واہیات و مبتذل رسوم۔ اور باطل عقیدون مین چہپے ہوئے ہین جسقدر نزدیک جاکر ہم اُن کے ماخذ کا پتہ لگاوین گے صفائی

دعمدگی مین زیادہ بلند اصلی مقاصد و اصول کے ساتھہ نظر آوین گے۔
ٹیچر کا قول ہے کہ ننانوے ۹۹ خیالات کا اصلی مطلب ہمیشہ یکسان ہوتا ہے یہی شاعر اسکو اسطرح ظاہر کرتا ہے کہ قدامت وہ زبردست دیوتا ہے جو بڑی اقتدارات اور اعلیٰ مقاصد کے ساتھہ ہوا ہے۔
تمام اعلیٰ مذاہب مین خاص خاص خیالات ہین جو ایک دوسرے سے مختلف ہین تاہم کسی اعتبار سے وہ تمام مذاہب مین مشترک سمجھے جاتے ہین۔ تثلیث کا عقیدہ اور بپتسمہ تعلیمی مسئلہ کہ کلام یا کُل مخلوقات پیدا کرنے والے لفظ نے تمام چیزین نیستی سے ہست کردین۔ نور کی پرستش، آگ و تناسخ وغیرہ کے عقائد اسی قسم کے خیالات ہین۔
قدرت و وجود کے سچے اصول وہ علم جسپر سربستہ رازون کی تعلیم مبنی تھی۔ تمام چیزون کی بنیاد و مصدر ہونے کی حیثیت رکھتا تھا۔ وہ حرف قدرت کی پوری پوری حالت ابتدا کارروائی اور بتدریج ترقی سے مع اُس وحدت کے جسکا تمام آسمان و زمین مین عمل دخل ہو رہا ہے۔ چند سال گذرے کہ یہہ بات بڑے زور شور سے بطور نئی تحقیقات کے مشتہر کی گئی تھی گو یہہ اسقدر قدیم ہے کہ ہومر مصنّف بھی ایلیڈ کی آٹھوین جلد مین اُس سُنہری سلسلہ کا ذکر کرتا ہے جسکی وجہ سے آسمان و زمین مین تعلق ہے۔ لیکن یہہ علم کچھہ مدت مین انسانون کی تبدیلی شوق مین رفتہ رفتہ کج فہم تاویلات سے بھر گیا اور اُس مین انسانی دماغ کے خیالی مصنوعات کا جدید اضافہ کیا اور حاشیہ چڑہایا گیا جس سے باطل عقائد کا تعلق ہوا اور نا فہم جماعت کا یہی مذہب ہو گیا عوام کی طبیعت پر سے جنون نے اپنا دخل نہین چھوڑا۔ آج تک بھی لاکھون روحین واہمات کی زنجیرون مین جکڑی ہین ہین۔ جو ہزارون بھوتون کے خیال سے جنکو پوجاری شعبدہ بازون نے ہیبتناک بنا رکھا ہے کانپ اُٹھتے ہین۔

متقدمین کے سچے علم کے اصلی اصول

جو کچھ سربستہ رازون مین تعلیم دی گئی تھی اوس سے ہمارا یہہ قیاس کرنا درست ہے کہ ہزارون برس گذرے اُسوقت انسان جانتے تھے کہ آیندہ کیا ہوگا اگرچہ اس علم کو پہلے سے ہی ان بھیدون مین دُہندلا و اُلٹ پلٹ کردیا ہے - صرف ظاہری قدرت کے عجائبات بجاے روحانی سچائیون کے جو مفہوم اصلی تہا دکھلاے جاتے تہے -

(۱) اپنے چارون طرف ہمکو ایک حیات کی شہادتین دکھلائی دیتی ہین جو تمام اشیا مین سرایت کیے ہوے ہے لہذا مجبوراً اقرار کرنا پڑا کہ ایک عالمگیر قادر مطلق پروردگار اور کل ذی حیات کا خالق ہے -

(۲) دنیا کی ابتدائی حیات کے بالاتر بلا شبہ ایک مافوق الطبیعت وجود پایا جاتا ہے جسنے لفظ یا کلام کے ذریعہ سے اور جو خود سب سے پوشیدہ ہے تمام چیزین آشکارا کردین -

(۳) ہیولا نور ہے کیونکہ تاریک سی تاریک چیز بہی اُس مین تبدیل کی گئی ہے یا کیجا سکتی ہے

(۴) دنیوی زندگی فانی ہے -

(۵) جو کچھ ظاہر دکھلائی دیتا ہے روز ازل سے موجود ہے جو مختلف صورتون مین منعکس ہوا -

(۶) وہ غیر فانی زندگی جو اس ظاہری دنیا مین اپنے آپ کو دکھلاتی ہے اونہین قوانین کی محکوم ہے جو غیبی قوتون سے وابستہ ہے -

(۷) وہ قوانین جن کے بموجب یہ حیات اپنا اظہار کرتی ہے اصلی قدرت کے سات خواص ہین - چہ تو کارپرداز خواص ہین اور ساتوان وہ ہے جس مین سب کامل اعتدال و موزونیت کے ساتھہ جگہہ پکڑتے اور مخلوط ہوتے ہین یعنی فردوس - یہ سات خواص اوس سات کے عدد کی تعظیم کا علمی راز ہے جو بطور عجائبات کل

قدیم و جدید علم مین پہلے ہوسے ہین اور اُن کی تفصیل یہہ ہے۔
(۱) کشش۔ (۲)۔ مزاحمت یا نفی۔ (۳) دوران۔ (۴)۔ آگ۔ (۵)۔ نور (۶) آواز
(۷) جسم یا سب کو شامل کرنے والا۔
(۸) پہلے تین سے ہیولا یا تاریکی بنتی ہے۔ درد و رنج پیدا ہوتا ہے یعنی دوزخ
اور دنیوی اعتبار سے جاڑا۔ آخر تین نور و خوشی سے پُر ہین یعنی فردوس اور دنیوی
اعتبار سے گرمی۔
(۹) آگ قدرت کا بڑا کیمیا گر صفائی بخشنے والا و تبدیلی کرنے والا ہے جس سے
اندہیرے مین اُجالا ہوجاتا ہے اسوجہہ سے قدیم مذہب اس کی تکریم و تعظیم و عام
پرستش کرتے تہے۔ زردشت کے پوجاری ایک نقاب اپنے مُنہ پر اس خیال سے
باندہے رہتے تہے کہ اون کے تنفس سے آگ خراب نہ ہوجائے۔ لیکن واقعی آگ سے
یہان مراد اصلی آسمانی برقی آگ ہے جسکے وجود و خواص کو متقدمین خوب جانتے تہے
(۱۰) تمام نور تاریکی مین پیدا ہوا اور اُسکو اپنے ظاہر کرنے کے لیے آگ مین گذرنا
ضرور ہے۔ یہی خیال تمام سربستہ بہیدون مین پوشیدہ ہے۔ جیسے چہوٹے پودے
سے خوبصورت کلیان۔ پتے۔ پہل بغیر بیج کی تاریک حالت مین نکلے ہوئے اور
زمین مین دبے ہوئے جہان وہ کیمیائی ترکیب سے آگ کے ذریعہ دوسری صورت
مین بدلتا ہے نہین ظاہر ہو سکتے۔ اسیطرح دماغ علم کی روشنی کو تاریکی و قید
کا درجہ طے کیے ہوسے نہین پہنچ سکتا۔

اسماعیلیہ فرقہ خفیہ انجمنین مذہبی۔ ملکی یا اخلاقی اغراض کے حدود مین محدود و ہین اسماعیلی
فرقہ نے بہی قاہرہ مین ایک لاج یا خفیہ انجمن کی بنیاد ڈالی جسکو دوسرے پیرایہ مین
یونیورسٹی کہہ سکتے ہین۔ اسلیے کہ اُس مین بہت سی کتب اور سائنس کے آلات
تہے۔ علانیہ منشا رسائنس کا تہا۔ لیکن اصلی مقصد کچہہ اور ہی تہا۔

نصاب تعلیم نو درجون پر منقسم تہا۔ پہلے درجہ مین طالبعلمون کے دلون مین شبہات پیدا کرنے اور اپنے اُستاد پر اُنکے حل کر سکنے کا اعتقاد رکہنے کی تعلیم دی جاتی تہی۔ اس غرض سے اُسکو قرآن کے لفظی معنون سے مہمل مطلب دکہلاتے تہے۔ پوشیدہ اشارون سے اُسے سمجہایا جاتا تہا کہ اس پوست کے اندر ایک شیرین اور غذائیت بخش مغز چھپا ہوا ہے۔ لیکن یہہ تعلیم آگے نہین چلتی تہی۔ جب تک شاگرد سخت قسمین کہا کر جاہلون کے پکے عقیدہ کے ساتہہ اپنے اوستاد کی مطلق اطاعت کا پابند نہین ہوجاتا تہا۔ دوسرے درجہ مین امامون یا ہادیون کو پہچاننا سمجہایا جاتا تہا جن کو خدای تعالےٰ نے ہر قسم کے علوم کا سرچشمہ بنایا ہے۔

تیسرے درجہ مین اُسکو اُن متبرک امامون کی تعداد بتائی جاتی تہی۔ یہہ تعداد سات کا طلسمی عدد تہا۔

چوتہے مین اُسکو اطلاع ہوتی تہی کہ خدا نے دنیا مین سات واضعان شرع بہیجے ہین۔ ہر ایک کے ساتہہ مددگار سات تہے جو اصم کہلاتے تہے۔ درحالیکہ واضعان شرع کو ناطق کہا جاتا تہا۔

پانچوین مین اُس کو اطلاع ہوتی تہی کہ ان مددگارون مین سے ہر ایک کے بارہ رسول تہے۔ چہٹا درجہ اس پختہ مرید کی آنکھون کے سامنے جو اس درجہ تک ترقی کر چکا تہا قرآن کے مسائل پیش کرتا تہا اور اُسکو یہہ تعلیم دی جاتی تہی کہ تمام مذہبی اصول قاعدہ فلسفہ کے ماتحت ہونے چاہئین۔ اوسکو فلاطون اور ارسطو کے مذہب کی بہی تعلیم دی جاتی تہی ساتوین درجہ مین ہمہ اوست کا پُر اسرار مطلب شامل تہا۔

آٹہوین درجہ مین اُسکے سامنے شرع محمدی کے بنیادی اصول پیش کیے جاتے تہے اور اُسکا صحیح اندازہ اُن کی ذاتی وقعت پر کیا جاتا تہا۔

آخر کار نوین درجہ مین جیسا کہ تمام پہلی باتون کا لازمی نتیجہ ہونا چاہیے اُس کو اس امر

کی تعلیم دی جاتی تھی کہ کوئی چیز بھی یقین کرنے کے قابل نہین ہے اور یہہ کہ ہر ایک بات جائز ہے۔

اغراض یہہ تھین کہ انسانی ذمہ داری و شرف مٹائے جائین۔ فاطمین کا تخت قاتلون کی فوج سے جو ایک ہیبت ناک سلطانی محافظون کا دستہ ہوتا تھا گھیرا رہتا تھا۔ خفیہ پولیس اس نظر سے بھرتی کی گئی تھی کہ قاہرہ کی خلافت کی شہرت و ہیبت کو دور دور پھیلا دے۔ اور بغداد کی سلطنت کو مہلک صدمہ پہونچائے عرب و شام مین طرفدار ہاتھہ آگئے جن کو اس فرقہ کے مقاصد معلوم نہ تھے۔ جنھون نے خوفناک حلف کے ساتھہ نادانستہ فرمانبرداری کی قسم کھائی تھی۔ قاہرہ کے لاج کی شبانہ مجلسین ایک صدی تک رہین۔

اس کے اصولون نے جو تمام سچے اخلاق اور انصاف سے منکر ہونے پر ختم ہوتے تھے۔ ضرور غیر معمولی بات پیدا کردی۔ انسانی ایمان پر ایسا خوفناک دہکا لگنے سے وہ عجیب باتین بطور نتیجہ ظاہر ہوئین جنکا صفحہ تاریخ پر خونریز اور نہ مٹنے والا نشان باقی ہے۔

فرقہ اسماعلیہ کو ہیبت ناک بنانے والا حسن بن صباح ایک نامور زمانہ قاہرہ کے دارالعلوم کا واعظ تھا۔ جس نے بہت ناموری پیدا کرکے قاہرہ مین بڑا اقتدار حاصل کیا۔

اس اقتدار سے لوگ اس کے حاسد ہو گئے جن کی کامیابی اسکو جلاوطن کیے جانے سے پوری ہوئی۔

یہہ جلاوطنی نامور کامیابی کا ذریعہ ہوئی۔ عراق کی سرحد پر اس کی زبردست حکومت قایم ہوگئی۔ شاہان یورپ اس برِ اعظم کے عین وسط مین اس سے کانپتے تھے اس کی زبردست فوج کا ہر جگہہ گذر رہتا۔

فیلپ اعظم شاہ فرانس اُس سے ایسا ڈرتا تہا کہ وہ بغیر باڈی گارڈ کے ذرا دور بہی حرکت نہ کرتا تہا۔ اوّل اوّل اُس نے کوئی اورارادہ سوائے خلافت قاہرہ کی حکومت بڑہانے کے ظاہر نہین کیا لیکن یہہ پردہ بہت جلد اوٹھ گیا۔

اوسنے قاہرہ کی لاج کے اصولون مین ترمیم کی۔ مریدون کی جمعیت کی تقسیم جسمین خطرناک فدائی (جان نثار) فرقہ تہا۔ جو تکان۔ خطرہ۔ تکلیف کو حقیر جانتا تہا اور اپنی جان خوشی سے دینے کو آمادہ تہا۔

اس جان نثاری کی لیے حسن نے ایک عجیب و غریب حکمت نکالی تہی ایران کے ایک صوبہ مین جسکا نام آج کل سیستان ہے مولیت مشہور گہاٹی تہی۔ گہاٹی بہت پرفضا جگہہ تہی اور ایسے پہاڑون سے محفوظ جن کی سیدہی چوٹیان تہین۔ تمام گذرگاہون پر مضبوط قلعون سے حفاظت کیگئی تہی۔

اس پرفضا محفوظ مقام کو نہایت خوشنا مسرت بخش باغات و محلات سے پُر رونق بنایا گیا تہا۔ اوسکی آراستگی و زیب و زینت حد بیان سے باہر تہی۔ نوعمر۔ خوشجمال۔ دلفریب نوجوان عورتون نے اُسکو بے انتہا دلکش بنادیا تہا۔

جب کسی خطرناک مہم کو انجام دینے کے لیے آقا کسی شخص کو منتخب کرتا تہا تو اُسے اوّل نشئی چیز پلائی جاتی تہی۔ اور مخمور و مدہوش حالت مین وہ ان باغچون مین پہونچایا جاتا تہا اور یہان ہر طرح کی اُس کو آزادی دی جاتی تہی۔

جسوقت اُس مین اتنا ہوش آتا کہ اس خوبصورت نزہت گاہ کو کافی طور پر سمجھ لے اور پریزاد عورتون کے حسن سے جو اس تمام وقت مین اُسکو محبوبانہ ناز و ادا مین مصروف اور اپنی جانب مائل رکہتی تہین لطف اوٹہا وے تب اُسکو یقین دلایا جاتا تہا کہ جنت فردوس یہی ہے لیکن قبل اسکے کہ وہ تکان محسوس کرے یا عشق و شراب سے سیر ہو اُسے مدہوش و مخمور کر کے وہان سے جدا کر دیا جاتا تہا۔

کسی ضروری خدمت کے لیے آقا بلاتا اور حکم سنا تا کہ فلان خدمت بجالاؤ تو باقی تمام عمر اونہین مسرتون کا عیش اُٹھانے کا موقع دیا جائے گا۔
یہہ سادہ لوح دل وجان سے اُس گناہ کے ارتکاب کو آمادہ ہوجاتا جس کی خواہش ظاہر کی جاتی تھی۔
اس بے رحم فرقہ نے حسن کے بعد بھی عرصہ تک فرمانبرداری مین بڑی بڑی جانین لین اور اپنی جانین دین ۱۲۵۶ء مین ہلاکو خان برادر خان اعظم منگو لیا نے ایران پر حملہ کیا جسقدر پیرو فرقہ حسن اُسکے ہاتھہ آئے سب کو ہلاک کیا رکن الدین آخر فرمانروا اس فرقہ کا مارا گیا اُسوقت سے پھر اس فرقہ کا زور نہین ہوا لیکن اب تک یہہ فرقہ ایران۔ شام مین موجود ہے۔ اسماعیلی یورپ مین بھی دکھلائی دیتے ہین۔ ہندوستان مین سوداگرون کے لباس مین نظر آتے ہین فقط

خفیہ اسرار کی تعلیم کا خلاصہ

یہہ تعلیم تصوف و سائنس سے تعلق رکھتی تھی۔ ازروی تصوف مریدون کو جاہلون کے متعدد معبود ماننے کی غلطی تبلائی جاتی تھی۔ اور وحدت کا اصول مع جزا و سزا کے آیندہ حالت کے سکھلایا جاتا تھا اور تاکید تھی کہ اگر تجھہ کو شبہ ہے کہ کوئی کام اچھا ہے یا بُرا تو اوسکی دریافت تک بالکل پرہیز کر۔

سچا علم کسطرح ضائع ہوگیا

قدرت کا وہ سچا علم جو پہلے آدمیون کو حاصل تھا زمانہ دراز کی حدّت مین خراب ہوگیا۔ اُس مین غلطیان شامل ہوگئین۔ قدیم مذہبی رسوم آسمانی فرشتون یا سورج و آسمانی اجسام سے متعلق تھین۔
مگر سچے حقیقت والون کے لیے۔ سورج۔ چاند اور تارے۔ محض بیرونی نمایشین اور غیر فانی زندگی کی پُرعظمت قوتون کی علامتین تھین۔
مگر حقیقی معرفت کے راز جماعت کثیر کی جاہل طبیعتون کو صاف صاف سمجھائے نہ جاسکے اور غالباً اسیوجہ سے اجسام آسمانی کی بشکل آدمی مورتین بنائی گئین۔

اور زمین کے موسم اون پر چھپ لیے گئے۔
مثلاً ابتدائی شخص کی نظر مین سورج عالم ازل کا ظاہری اظہار تھا یعنی ایسی حیات جو سب کی پرورش و حفاظت کرتی ہے۔ مختلف ملکون اور زبانون مین۔ کرشنا قو اُسیرس۔ ہرمز۔ ہرکولز وغیرہ مختلف نامون سے اوس کی صورت بنائی جانی لگی اور پھر بتدریج وہ شکلین ایسے آدمی سمجھے جانے لگے۔ جو کبھی موجود ہون اور اُن فوائد کی نظر سے جو اُنھون نے نسل انسان کو پہونچائے وہ معبود گردانے گئے فرضی دیوتاؤن کے مقبرے دکھلائے جاتے تھے جیسے کہ مصر کا بڑا مخروطی مینار اُسیرس کا مقبرہ کہلاتا ہے۔
لیکن ان جلسون کے کیے جانے کا خاص منشا یہہ ہوتا تھا کہ اُن کی مرنے سے عامہ خلایق کو جو نقصان پہونچا ہے اُس خیال کو تازہ کیا جاوے۔
فی الحقیقت جو ایک زمانہ مین خالص قدرتی دانشمندی ہوتی ہے وہ دوسرے زمانہ مین دیوتا بن جاتی ہے تیسرے زمانہ مین تفریحی افسانہ۔ اُسکی خاص خاص باتین اسی ملک سے جہان اُسکا رواج تھا شروع ہوتی ہین۔
سات کا عدد ہر جگہہ پایا جاتا ہے۔ اور یہہ علم کہ اُسکا موجود ہونا قدرت کی سات خواص کا ضروری نتیجہ ہی جاتا رہا۔
اب یہہ بات فرض کر لی گئی ہے کہ اس سے اُن سات سیارون کیطرف اشارہ ہے جو اُسوقت معلوم تھے۔

اسرار کا اصلی مطلب اور اُن کی زوال کی نتایج

ان سربستہ بھیدون مین تمام باتین نجوم سے متعلق تھین لیکن نجومی علامات کے ذیل مین بڑے گہرے معنی پوشیدہ تھے یہہ اسرار رفتہ رفتہ زائل ہوگئے۔ خیالی باتون سے حقیقی باتین مغلوب ہوگئین اسرار ایک لگاڑے ہوئے اور بے قصد طریقہ پر فرامیسن مذہب مین اب تک قایم و برقرار ہین اُنکی ایک نجومی

ہیئت بہی ہے۔

خفیہ انجمنون کی ضرورت نہین رہی

یہہ شکر کا مقام ہے کہ اب خفیہ انجمنون کی ضرورت نہین رہی آجکل فلسفیانہ اور ملکی خیال آزاد ہے۔ اگرچہ ہر ملک مین ایسا نہین ہے مگر بلاشک اُن ملکون مین ایساہی ہے جہان سیکسن نسل کی آبادی ہے۔

بعید القیاس مسایل تعلیمی کے حلون کے لیے سائنس ایک زبردست بنیاد ہوتی جاتی ہے اور سائنس کی مطابقت سے ایک معبد قایم ہورہا ہے جسمین صرف محنت زہد اور روزے ہی ضروری امور نہین خیال کیے جاتے ہین حال کی زندگی مین مختلف عجائبات اسکا ثبوت ہین۔ انسان عقلی تاریکی کے عہد مین ہمہ اوست کے واسطے خود نیست کرتا تہا۔ اب وہ تحصیل علم کرتا ہے۔ اپنی عزت کرتا ہے۔ لکڑی پتھر کے معبودون کو فنا کرتا ہے۔ حق کی خاطر لڑتا ہے۔

قدیم زمانہ مین طبیعت مذہب سے فلسفہ کیطرف بلند ہوتی تہی۔ زمانۂ حال مین وہ بوجہ سخت مزاحمت طبعی کے فلسفہ سے مذہب کیطرف عروج کرتی ہے وہ شخص جو اسطرح مذہب پر پہونچتا ہے جس کی عالمگیر ہمدردی خوف کو نکالکر باہر کرتی ہے یہی لوگ نسل انسان مین ایسے پیدا ہوئے ہین جن کو نہ پوشیدہ اشارون کی ضرورت نہ اصطلاحی الفاظ کی ایک دوسرے کو پہچاننے کے لیے حاجت ہے وہ ایسے تمام ایجادون کے مخالف ہین وہ جانتے ہین کہ آزادی سب مین یکسان شامل رہنے سے حاصل ہوتی ہے۔

ایسے ملک مین جہان جابرانہ حکومت ہے۔ مثلاً روس مین خفیہ انجمنین ابتک آزادی کے واسطے لوگون کو لڑنے کی تحریک دینے کا ذریعہ ہین۔ لیکن جہان آزاد حکومت ہے وہان کسی مفید اور نیک کام کو عمل مین لانے کے لئے اخفا کی ہرگز ضرورت نہین کسی زمانہ مین خفیہ انجمنونکی مدد سے کامیابی حاصل کرنیکی ضرورت تہی۔

اب عام انجمنون کو اپنے قایم رکھنے کے لیے علانیہ اتفاق کی حاجت ہی یہ اسلئے نہین کہ یہہ ایسا زمانہ ہے جسمین ہر بات بلاخوف مخالفت کہی جاسکتی ہے بلکہ ہر ایک بات کی چہان بین ہوکر اصلی راز کھل جاتا ہے۔

لہذا جس انجمن کو اخلاقی و اتحادی دعوی ہے اُس کو حجاب اُٹھا کر سامنے آنا چاہیئے۔ وہ لوگ ذلیل غلام ہین جو لاچارون و کمزورون کے واسطے زبان کہولنے کی ہمت نہین کرتے۔ وہ غلام ہین جو نفرت طعن و تشنیع اور گالیون سے خوف کرتے ہین اور بجاے اُس حق کے جسپر اونہین ضرور خیال کرنا چاہیئے وہ خاموش ہوکر دبے جاتے ہین۔ وہ غلام ہین جو حق بات مین ہمت کرکے لوگون کے ساتھہ نہین ہوجاتے۔

تاریخ فریمیسن

فریمیسن[1] کا زمانہ حضرت سلیمان ع کے وقت سے بیان کیا جاتا ہے۔ حضرت سلیمان ع نے جسوقت معبد کی تعمیر کا قصد کیا تو دستکار جمع کیے۔ اُن دستکارون کو جماعتون مین تقسیم کرکے ایڈونیرام۔ یا ہیرام آبف کے تحت مین کر دیا۔ یہہ ہیرام وہ معمار تھا جسکو حضرت سلیمان ع کے دوست بادشاہ ٹائر نے بہیجا تھا۔

ہیرام نے ایک عجیب عمارت بنام نہاد مسجد سلیمان ع تعمیر کی۔ اوسنے تخت سلیمان طلائی بنایا جسپر نہایت خوبی سے نقش و نگار کیے اور بہی عمارات نورانی تعمیر کین یہہ دستکار باوجود جاہ و منزلت کے مبتلا ے مرض مالیخولیا تھا اور تنہا رہتا تھا۔

[1] ماخوذ مشہور کتاب سکریٹ سوسائٹیز آف دی ورلڈ جلد دوم ترجمہ مطبوعہ کارخانہ پیسہ اخبار لاہور

معدودے چند بانوس اور بکثرت اُس سے نفرت کرتے تھے۔

اس زمانہ مین حضرت سلیمان کی دانائی کی شہرت دنیا کے دور و دراز حصّون تک پہنچ گئی تھی۔

بلقیس شہر سبا ملک یمن کی ملکہ بادشاہ اعظم کو مبارکباد دینے۔ اُن کے عہد کے معجزات دیکھنے کے لئے بیت المقدس حاضر ہوئی حضرت سلیمان کی شان و شوکت و جاہ و جلال نے اُسے متحیر بنادیا۔ آپ نے بھی ہر قسم کی ضیافت کی۔ اُسکو اپنا محل بعدہ شاندار مسجد کو دکھایا جسکو دیکھکر ملکہ حیرت زدہ رہ گئی۔

حضرت سلیمانؑ بھی اُس کے حُسن پر فریفتہ ہوے اور چند روز بعد اوسکو پیام شادی دیا۔ ملکہ نے ایسے معزز دل کو مسخر کرلینے سے خوش ہوکر پیام کو قبول کیا۔ دوبارہ مسجد کے دیکھنے پر اوسنے مہندس کے دیکھنے کی آرزو ظاہر کی جس نے ایسی عجیب و غریب و بےمثال عمارت تعمیر کی۔ تھوڑے تامّل کے بعد اُسکے اصرار سے مہندس پیش ہوا۔ جب یہہ عدیم المثال دستکار ملکہ کے حضور مین حاضر ہوا تو ملکہ نے پھر تمام کاریگرون کو دیکھنا چاہا جنھون نے اس مسجد مین کام کیا تھا۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ سب کا ایکبار جمع کرنا دشوار ہے لیکن ہیرام کو ملکہ کی خواہش کے موافق اُن سب کا دکھادینا منظور ہوا۔ اسلیے اوسنے ایک پتھر پر چیت کرکے اپنے سیدھے ہاتھ سے ہوا مین +ٹا+ کا اشارہ بنادیا۔ اس کا یہہ اثر ہوا کہ تمام کاریگر اپنا اپنا کام چھوڑکر اپنے اُستاد کے حضور مین آحاضر ہوئے۔ اس بات نے ملکہ کو سخت متعجب بنادیا۔

ہیرام اپنے تین مخالف حاسد شاگردون کے ہاتھ قتل ہوا۔ جن کو ہیرام نے بوجہہ اُن کی ناقابلیت و کاہلی کے ماسٹر کے درجہ پر ترقی دینے سے انکار کردیا تھا۔ یہہ تینون شخص۔ فینو معمار باشندۂ شام۔ امرو نجار باشندۂ فونیشیا اور میتو سائل

عبرانی کا مضمون تھا۔

ان تینون نے قتل کا منصوبہ باندھا جسوقت یہہ مہندس مسجد مین آیا تو اُن لوگون نے حملہ کر کے قتل کر دیا۔ مگر اپنی موت سے پیشتر ہیرام کو اتنی فرصت مل گئی کہ اُس نے اُس سُنہری مثلث کو جسے وہ اپنے گلے مین پہنے ہوئے تھا اور جس پر ماسٹر کا خطاب کندہ تھا ایک عمیق چاہ مین پھینک دیا۔

قاتلون نے اُس کی لاش لپیٹ کر ایک علٰحدہ پہاڑی پر لیجا کر دفن کر دی اور قبر پر ایک چھوٹی سی ببول کی شاخ نصب کر دی۔

جب ہیرام سات دن تک نہ آیا تو اُس کو تلاش کرایا۔ اُنہین تین کاریگرون کو لاش ملی اُس کے اُٹھانے کے وقت کھال جسم سے علٰحدہ ہوگئی اوسپر ایک ماسٹر کہہ اُٹھا "میکنیاگ" (گوشت جسم سے علٰحدہ ہوگیا یا بھائی مارا گیا۔) اور یہی لفظ درجہ ماسٹر کا مقدس لفظ ہوگیا۔

ان تینون حریفون کا پتہ لگ گیا لیکن اُنھون نے اپنے تلاش کرنیوالون کے ہاتھہ آنے سے پیشتر خودکشی کرلی۔ اُن کے سر کاٹ کر حضرت سلیمانؑ کے پاس لائے گئے۔ مثلث ہیرام کی لاش کے ساتھہ نہین ملا۔ تلاش ہونے پر اُس کنوین سے برآمد ہوا جس مین مہندس نے اُسے پھینکدیا تھا۔ بادشاہ نے اُسکو ایک مثلث نما قربان گاہ مین جو ایک حصہ گنبد مین بنی تھی رکھوا دیا۔

ابتدائی اُسن معمار۔ تمام قومین۔ تمام ریاستین۔ تمام انجمنین اپنی عظمت و قوت بڑھانے کی غرض سے اپنا سلسلہ استخراج کرنے کے لیئے اپنے ساتھہ بہت قدیم اصلیت مخصوص کیا کرتی ہین جو فرقہ بالکل خیالی واخلاقی ہوتا ہے اور اصول کی زندگی بسر کرتا ہے اور جس کو یہہ ضرورت ہوتی ہے کہ وہ تمام دیگر فرقون سے اسبق گردانا جائے اوسمین یہہ خواہش زیادہ زبردست ہوتی ہے اسیوجہہ سے فریمسن مذہب نے یہہ دعوی

قایم کیا ہے کہ ہم انسان کی پیدائش کے ہمعصر نہین ہین۔ بلکہ دنیا کی پیدائش کے زمانہ سے ہین۔

دلیل یہہ کہ نور انسان سے پیشتر تہا۔ اُسکے لیے ایک مناسب مسکن تیار کیا گیا نور فریمین کا منشاء دعلامت ہے اِس تائید مین دو فریمین مصنفون کی تصنیف کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ جسمین ایک تصنیف ایک صدی سے زیادہ پرُانی ہے اور ایک بالکل زمانہ حال کی ہے۔

ایڈورڈ اسٹریٹ اپنی کتاب "بک آف کانسٹی ٹیوشنز فار دی یوز آف الجزآئرلینڈ" (آیرلینڈ کی لاج کے استعمال کے واسطے کتاب ضوابط) مطبوعہ ۱۷۵۱ء مین آدمؑ کو پہلا میسن بتایا ہے جنہون نے فردوس سے نکالے جانے کے بعد بڑے علم حاصل کر مساحت زمین کو یاد رکہا۔

ڈاکٹر جے۔ اے ویسی کتاب اوبیلسک اینڈ فریمیسنری مطبوعہ ۱۸۸۰ء مین بیان کرتا ہے کہ فریمیسنری خلقت کے زمانہ سے شروع ہوئی۔ اِس کو خاندان شیثؑ نے قایم کیا تہا۔ میسنون کا تہہ بند اُس زمانہ سے شروع ہوا جبکہ فردوس کے بعد آدمؑ و حواؑ نے انجیر کے پتّون کا تہہ یا ستر اختیار کیا۔

روئے زمین پر انسان کی ابتدائی ظہور سے ہی ایک نہایت مہذب نسل تہی جس کو قدرت کے قوانین و خواص کا پورا علم تہا اور یہہ علم پوشیدہ ہندسون اور حکمتون مین جو اُس کے قیام و ترقی کے لیے مناسب علامت سمجہی گئین شامل کیا گیا۔ ہتھیلی ہند سے اور حکمتین میسنری مین قایم ہین۔ لیکن کاریگرون کی کثیر تعداد کاذب مسنری مین تہین۔ سب سے سچے میسن فی زمانا بغیر لاج پائے جاتے ہین۔

میسن لوگون کے حقیقی واقعات بعض علامتون و معمائی صورتون مین چہپے

ہوئے ہین وہ بغیر اصلی حقیقت کو جانے ہوئے لغو خیالات ذلیل رسم و دستور معلوم ہوتے ہین۔

تمام خفیہ انجمنون کا مقصد (سوائے اُن انجمنون کے جو خالص ملکی یا خلاف معاشرت تھین) ایسے علم کے قایم رکھنے کا تھا۔ جو اوسوقت تک باقی تھا۔ یا اُس علم کے پھر حاصل کرنے کا جو ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ فریمین مذہب کو ایسا کہنا چاہیے کہ اُن تمام انجمنون کی تعلیم اور اصولون کا خلاصہ ہے جنہین قدیم بھید سکھلائے جاتے تھے لہذا یہہ بات ناممکن ہے کہ اسکی اصلیت کو کسی بیشتر کی خاص انجمن سے منسوب کیا جاوے۔ فریمیسنری تمام علوم اولین و آخرین کا مختصر خلاصہ ہے اور ہونا چاہیئے۔

فریمیسنری دور مین مصنف اس فرقہ کی تاریخ کو عموماً دو دورون مین منقسم کرتے ہین پہلے دور مین اُس کی مفروضہ بنیاد سے اخیر صدی کے شروع تک کا زمانہ شامل ہی جس زمانہ مین یہہ فرقہ صرف میسن یعنی کارگذار معمار اور دستکارون کو جنکا تعمیر کسیطرح کا تعلق ہو اپنے اندر شامل کرتا تھا۔

دوسرے دور کو خیالی میسنری کے زمانہ سے نامزد کرتے ہین جو صرف اُنہین اراکین کو پسند نہین کرتا جو عمارتی صنعتون کے ماہر ہین بلکہ اپنے مین اُن سب کو قبول کرلیتا ہے جو روحانی عبادتخانے کے بنانے مین مدد دینے کو راضی ہون جو کہ دنیا کے عالمگیر اتفاق و علم کا عبادتخانہ ہے۔

وارنگٹن کی لاج کی تحریرات مین جو ۱۶۴۸ء تک قدیم زمانہ کے ہین لکھا ہوا ہی چارلس اوّل۔ چارلس دوم جیمس دوم بھی شامل ہوئے تھے۔ مذکورۂ بالا بیان سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حقیقی میسنری ہمیشہ خیالی تھے۔

اور یہہ کہ اُس کی اصلیت قدیم ڈیانی سیک یا کسی دوسرے ہم رشتہ کالج سی استخراج

کرنا کسیقدر صحیح ہے۔

اس انجمن نے یہ نام گذشتہ صدی کی اصلاح ثانی کیوقت اختیار کیا تھا۔ یہ اُن معماروں کی برادری تھی جنہوں نے عالی شان خانقاہیں اور دوسری عمارتیں بنائی تھیں اُن کا فروغ زمانہ متوسط میں ہوا۔

اِن کے یہاں لاج۔ درجے۔ سرحد خفیہ اشارے۔ اصطلاحی الفاظ۔ اُسی قاعدے کے تھے۔ جیسا کہ سلیمانؑ کی مسجد کے معمار استعمال کرتے تھے۔

فریمسن مذہب بہت ذرایع سے ماخوذ ہے

فریمسن مذہب میں اُن مختلف فرقوں اور انجمنوں کا بہت سا حصہ پایا جاوےگا جنمیں وہ حالت موجودہ پر پہنچنے سے پیشتر گذرا ہے۔ جیسے ہندوستانی۔ مصری۔ یہودی۔ عیسائی خیالات۔ اصطلاحات۔ اور علامات کا پتہ چلتا ہے۔

میسن مذہب کی سچی تاریخ

فریمسن مذہب کی سچی تاریخ بغیر اُس رنگ و روغن و چمک و دمک کے جو میسن مصنفوں نے اُسپر چڑھایا ہے۔ مختصر طور سے الفاظ ذیل میں ادا کیجا سکتی ہے۔

زمانہ قدیم میں مہندسوں اور انجنیروں کی مجلسیں تھیں۔ جنہوں نے عبادتگاہوں اور دور کے میدانوں کی تعمیر اپنے ذمے رکھی تھی۔

یہہ معماروں۔ انجنیروں۔ نجاروں کی انجمنوں کے اصلی نمونے تھے۔ جو زمانہ توسط میں جرمنی اور انگلستان میں خاصکر فروغ پر تھے۔ فقرا۔ پادری اور کلیسا کے دوسرے حکام سے خانقاہوں یا گرجا کی تعمیر کا ٹھیکہ لے لیتے تھے۔ آخرکار اُنہوں نے خود کو گرجا سے خود مختار کر لیا۔ تیرہویں صدی میں اُنہوں نے ایک وسیع معماروں کی مجلس کالون میں بنائی۔ اسٹراسبرگ۔ وائنا۔ کالون۔ زوریچ میں لاج مقرر کیے وہ خود کو فریمس (آزاد معمار) کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ اون کے یہاں

مریدی کی رسوم بھی تھین۔

سولھوین صدی کے آخر مین غیر کاریگر معمار بھی اس برادری مین داخل کیے گئے۔ جنکا لقب ایکسپٹیڈ مین (مقبول معمار) تھا۔

اسی مین وہ اشخاص شامل تھے جو علم یا اعلیٰ رتبہ مین ممتاز تھے۔ اسطرح لاجون مین کارروائی اشارات پر رہ گئی۔ کارگذاری پر نہین۔ اصلی کارگذار معمار منتشر ہو گئے اور ایکسپٹیڈ مین جنکو لاج کے علم چھپانے سے مایوسی ہو گئی تھی علیحدہ ہو گئے۔

۱۷۱۷ء مین فقط چار لاج رہ گئی تھین جنکو ڈاکٹر دسیلگر مین۔ جیمس انڈرسن اور جارج پینی نے گرینڈ لاج بنایا تھا۔ جسکے ساتھ زمانۂ حال کا فریمین مذہب خاص علامت نما شروع ہو گیا معماری کی علمی اصطلاحین باقی رہ گئین۔

اس برادری کو جلد عذاب پہنچایا گیا کلیمینٹ دوازدہم سے لیکر موجودہ پوپ تک تمام اُسقفون نے اپنے تیر اُس پر چھوڑے با اختیار فرمانرواؤن نے اُس کے انسداد کی کوشش کی اور فی الحقیقت خود مین لوگون نے یہ عذاب سب کچھ اپنی جان پر بلایا اوّل یہہ کہ اُسکے اصول کے بھیدون کی کارروائیون کو چھپانے کی کوشش کی۔ دوم اعلیٰ مدارج کے جاری کرنے سے بھی وہ مبتلائے بلا ہوئے۔

ابتدائی مین لوگون مین وہی تین درجے محدود تھے جو کاریگر معمارون مین موجود تھے۔ اپرنٹس (شاگرد) فیلو کرافٹ (پیشہ ور) ماسٹر (اوستاد) لیکن ان مدارج مین بعض رئیس ممبرون کی خود نمائی کو اطمینان نہین ہوا۔

بہادر۔ اینڈریاس۔ رامیسی۔ جلاوطن اسچوارٹ ایک شخص نے جسکا بیان تھا کہ فریمین صلیبی جنگ آورون کی اولاد سے ہین اعلیٰ مدارج کے جاری کرنے پر زیادہ زور دیا جسمین ملکی مقاصد مدنظر تھے جو اسچوارٹ کے ملک کی رعایت سے اسکاچ مدارج کہلاتے تھے۔ اس مین بہت کچھ کثرت ہو گئی اور اس کثرت کے

اغراض بدعقیدہ رسوم وذاتی خودنمائی نے ہرشخص کو بڑہنے والے درجات مین منہمک کر دیا۔ آخرکار وہ دہوکہ بازون وچالبازون کے ہاتہہ آ گئے مثلاً جیسے کیگ لیسٹرو تہا۔ جرمنی مین اس فرقہ کو تین فریق استعمال کرتے تہے۔ ریایکشنیری (مخالف) ریولوشنیری (باغی) ٹائسٹی فینٹیک (شجاع متعصب)

ریایکشنیری نے روسی کروشین فرقہ بنایا۔ جسمین طلسم۔ علم ہیئت کیمیا علم روح۔ اور عام باطل عقایدہ ہوکے اور فریبون مین بھرے ہوئے تہے۔ جو مذہبی۔ ملکی اور سائنس کی ترقی کے مانع تہے۔

ریولوشنیری نے الومینٹائی کے ذریعہ سے جو عیاری کے ساتہہ بسین فرقہ مین شامل ہوگئے تہے ایک نیا ملکی اور مذہبی میشن شروع کرنے کی کوشش کی

ٹائسٹی فینٹک فرقہ فرانس سے جرمنی مین نیک نیت لیکن وہمی سرن ہنڈ نے منتقل ہوا تہا فقہ کا بہید اور بعض رسوم کی آب وتاب سے فریمین مذہب مین بہت سے مریدشامل ہوگئے تہے۔ جہان تمام لاج آخرکار گرینڈ لاج کے نام سے شامل کر دیے گئے۔ جسکا نام گرینڈ اورینٹ رکہا گیا۔ اس کا پہلا گرینڈ ماسٹر ڈیوک آف چارٹرز تہا۔ بعد کو فیلپ اگینلائٹ نپولین نے جب با اختیار تہا اپنے بہائی جوزف کو گرینڈ ماسٹر مقرر کیا۔

میسنون کے دستور۔ میسنون کی بعض باتین یہان بیان کیجاتی ہین۔ فریمین لوگ بڑی ریاست مین سرکاری عمارتون کے بنیادی پتہر رکہنے مین اکثر شریک ہوتے ہین اور اپنے خاص خاص مدارج کی امتیازی پوشاک پہنے رہتے ہین جس کو وہ روشنی کے سال سے محسوب کرتے ہین۔

کوئی شخص اکیس[۲۱] سال کی عمر سے قبل میسن فرقہ مین شامل نہین ہوسکتا لیکن اس ملک مین اور فرانس مین میسن کی اولاد کو رعایتاً مستثنے کیا جاتا ہے۔ وہ اٹہارہ[۱۸] سال

کی عمر مین شامل کیے جا سکتے ہین۔

لاج مین لوٹیا کا اختیار کرنا بپتسمہ کی رسم سے مشابہ ہوتا ہے عبادتگاہ کو پھولون سے چھپا دیا جاتا ہے۔ بخور سلگائے جاتے ہین اور دینی باپ کو صرف یہی حکم نہین دیا جاتا کہ نئے مرید کی جسمانی حاجات کا سامان کردے۔ بلکہ یہہ بھی ہوتا ہے کہ سچ اور انصاف کے مدرسہ مین اُس کی تربیت کی جاوے۔

مرید کا نیا نام نکوئی کے نامون مین سے رکھا جاتا ہے جیسے دیہ استی (صداقت) ڈیووشن (جان نثاری)، بینی فیشن (نیک کرداری)

دینی باپ اُسکے بدلے شاگردی کا حلف اپنی زبان سے کہتا ہے جس درجہ مین وہ قبول کیا جاتا ہے اور یتیم ہوجانے کی صورت مین اوس کی پرورش کرتا ہے اور کاروبار سے لگاتا ہے۔ اضلاع متحدہ مین لیوشن کے حقوق محفوظ نہین ہین۔

اصلی و نقلی میسنری — زمانۂ حال کا فریمیسن اصلی و نقلی دو حصون مین منقسم ہے۔

اصلی مین۔ اپرنٹس۔ فیلو کرافٹ اور ماسٹر مین کے مدارج ہین۔ و نیز بلو میسنری کے نام سے اسلئے کہ زیبائشی چیزین اسی رنگ آسمانی کی ہین۔

نقلی اصطلاح تمام اور مدارج کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ بلو میسنری متقدمین کے ادنےٰ درجہ کے بھیدون سے مطابق ہے نقلی میسنری تمام مابعد کے مدارج اعلیٰ درجہ کے بھیدون سے مطابق ہے کیونکہ کوئی شخص جبتک کہ وہ پہلے تین درجون مین نہین گذر لیتا اُن کے اندر شامل نہین کیا جاتا۔

صرف بعض رسوم خاص طور سے قابل بیان ہین — تمام رسوم کی تفصیل کا بیان جو بلو میسنری لاج مین عمل مین آتے ہین۔ بیکار ہے۔ لہذا تین مدارج کی کیفیت پر جو اس فرقہ کے خاص صفات ہین بیان محدود کیا جاتا ہے۔

ناظرین یہ بات یاد رکہین کہ مختلف لاج مین مختلف طور مختلف رسمین ہوا کرتی ہین اب جو بیان کیجاوین انکو بطور نمونہ کے سمجھنا چاہیئے۔ اُن مین مقامی حالات و وجوہات کی

روسے تبدیلی بھی ممکن ہے۔

مرید بنانے کی رسوم

اپرنٹس۔ فیلو کرافٹ۔ اور ماسٹر میسن

اپرنٹس جو نیا شخص اپرنٹس کے درجہ مین شامل کیا جاتا ہے اُسکو ایک شخص لاج کی عمارت مین پہونچاتا ہے اور ایک دورکمرہ مین داخل کرتا ہے جہان وہ چند منٹ تک اکیلا چھوڑا جاتا ہے۔ اُس کے بدن سے تمام دہاتی اسباب جو وہ پہنے ہوتا ہے اُتار لیا جاتا ہے۔ اُسکا سینہ اور گھٹنا اور بعض وقت اُسکا بایان پہلو برہنہ کیے جاتے ہین اور اُسکی بائین جوتی کی ایڑی خوب مسلی جاتی ہے۔ ان رسومات کی نسبت بعض مصنفون کا خیال ہے کہ یہہ دراصل جیسوٹ لوگون کا طریقہ ہے۔

دہاتی اسباب کا اُتار لینا افلاس کے عہد کو ظاہر کرتا ہے سینہ و گھٹنے کو برہنہ کرنے سے عورتون کی شمولیت کا انکار مراد ہے۔ جوتی کی ایڑی مسلنے سے اسیدوار کو یاد دلاتا ہے کہ انگنیشیس دی لایولا نے جسکا پاؤن خراب تھا اپنی زیارت اسطرح شروع کی۔

پھر اُس کی آنکھونپر پٹی باندھی جاتی ہے اور وہ خیالات کے صومعہ مین لیجایا جاتا ہے۔ جہان اُس سے بغیر پٹی اُتارے ٹھیرے رہنے کو کہا جاتا ہے۔ یہان تک کہ وہ تین بار دستک کی آواز سنتا ہے۔ اور اپنی آنکھہ کھولنے کے اشارہ پر وہ دیوارون کی طرف دیکھتا ہے جنپر سیاہ پردے لٹکے رہتے ہین

اور عبارت ذیل مرقوم ہوتی ہے -
"اگر تجھے یہان بیکار شوق لایا ہے تو چلا جا۔ اگر تو اپنی غلطیون کی بابت تو پانے سے خوف زدہ ہے تو تجکو یہان ٹھہرنے سے کچھہ فائدہ نہ ہوگا۔ اگر تو انسانی امتیاز کی قدر کرتا ہے تو یہان سے چلا جا۔ اُسکو یہان کوئی نہین جانتا۔
تہوڑی سی بیکار گفتگو کے بعد امیدوار کی آنکھون پر پہر پٹی باندہی جاتی ہے اور ایک رسّی اوسکی گردن مین ڈالی جاتی ہے۔ اس ہیئت سے وہ بہائیون کے درمیان لایا جاتا ہے۔ اُسکا رہنما ننگی تلوار سے اُس کی چہاتی کیطرف اشارہ کرتا ہے۔ اُس سے سوال کیا جاتا ہے کہ تو کس منشاء سے یہان آیا ہے جسوقت وہ یہہ جواب دیتا ہے کہ مین میسنری کے بہیدون سے واقف ہونے کے لیے۔ تو وہ لاج سے باہر لیجایا جاتا ہے اور پہر لایا جاتا ہے تاکہ وہ گھبرا جاوے۔
ایک بڑا مربع چوکھٹا جیسا کہ سرکس کا تماشہ کرنیوالے استعمال کرتے ہین سامنے لایا جاتا ہے۔ دو بہائی اوسکو تہامے رہتے ہین۔ اُسوقت رہنما ماسٹر سے پوچہتا ہے کہ ہم اس لا مذہب کو کیا کرین۔ جبپر ماسٹر جواب دیتا ہے۔ غار مین بند کردو۔ دو بہائی امیدوار کو پکڑتے ہین اور اوسکو کاغذ کے پردہ کے اندر دہکیلتے اور بہائیون کی گود مین ڈالدیتے ہین۔
پہر لپیٹ دار دروازے جو ابتک کہلے ہوتے ہین بڑے زور سے بند کیے جاتے ہین۔ اور ایک آہنی حلقہ و سلاخ کے ذریعہ سے بہاری تالون سے بند کرنے کی نقل کی جاتی ہے۔
یہان تک کہ امیدوار خود کو تاریک جیلخانہ مین محبوس خیال کرتا ہے۔ اُسوقت تہوڑا سا عرصہ قبر کی خاموشی مین گذرتا ہے۔ اور ماسٹر اچانک ایک

زور کا گھونسہ مارتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ امید وار کو جونیر وارڈن کے پاس بٹھلایا جائے۔ تب ماسٹر اُس سے بہت سے سوال دریافت کرتا ہے۔ اور اوسکو فرقہ کے ساتھہ رہنے کی بابت اوسکے فرائض سکھلاتا ہے۔
اُسوقت امید وار کے سامنے ایک شربت رکھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اگر اوس کے دل مین ہمین کے خلاف کوئی بغاوت چھپی ہوئی ہے۔ تو یہہ شربت زہر ہو جائے گا۔
جس پیالہ مین شربت ہوتا ہے اُسکے دو حصے ہوتے ہین۔ ایک مین شیرین پانی ہوتا ہے۔ اور دوسرے مین تلخ۔ اُسی وقت امید وار کو یہہ کہنا سکھلایا جاتا ہے کہ فریمیسن لوگون کے لیے جو فرائض مقرر ہین۔ اُن کو مین اپنے اوپر سخت پابندی سے لازم کرتا ہون اگر مین کبھی عہد شکنی کرون (اُسوقت اُسکا رہنما شیرین پانی اُسکے لب سے لگا دیتا ہے تھوڑا سا پیکر امید وار آگے کہنا شروع کرتا ہے کہ) مین اسپر راضی ہون کہ یہ شربت تلخ ہو جاوے اور یہہ کہ اُسکا صحت بخش اثر میرے واسطے زہر ہلاہل کا اثر پیدا کرے۔ اُسوقت امید وار کو تلخ پانی پلایا جاتا ہے جسپر ماسٹر چلا کر کہتا ہے کہ مین یہہ کیا دیکھتا ہون۔ تمہارے شکل و شمایل کے یکایک متغیر ہو جانے سے کیا مطلب ہے۔ شاید تمہارا ایمان تمہارے کلمات کو جھٹلاتا ہے یہہ شیرین شربت کیسے تلخ ہو گیا۔ اس لامذہب کو یہان سے لیجاؤ۔
امید وار پھر بھی اصرار کیے جاتا ہے۔ وہ لاج کے چارونطرف تین مرتبہ پھرایا جاتا ہے۔ اسکے بعد کرسی یا تپائی پر گھسیٹا جاتا ہے۔
یہہ آزمایش ہو چکنے پر اوس سے زینہ پر چڑھنے کے لیے کہا جاتا ہے اور بلندی پر پہونچکر اپنے آپ کو نیچے گراتا ہے۔ جہان سے وہ چند فیٹ نیچے گرتا ہے۔ اس آزمایش کے ساتھہ بڑا شور ہوتا ہے۔ بہائی فرقہ کے

[illegible] پہنے ہوئے ہین مارے ہین اور تمام قسم کی
ہیبت ناک آوازین نکالتے ہین ۔

مزید آزمایش یہہ ہوتی ہے کہ وہ آگ مین ہوکر نکالا جاتا ہے ۔ جو مشہور بازیگر
کرتبون سے غیر مضرت رسان کردی جاتی ہے ۔ اُس کی بانہہ خفیف چھید دی جاتی ہی
اور بغر غر کی آواز ایک بہائی نکالتا ہے ۔ جس سے امیدوار خیال کرتا ہے کہ میرا
بہت سا خون نکل رہا ہے ۔ یہان وہ اپنی وفاداری اور ثابت قدمی کا حلف کرتا ہی
بہائی تلوارین کھینچے اُس کے چارطرف کھڑے رہتے ہین ۔

پہر امیدوار پٹی باندھکر دوستون کے درمیان لیجایا جاتا ہے ۔ بہائی اپنی
تلوار اُسکے سینہ پر رکھتے ہین ۔ ماسٹر پٹی کو بغیر اُتارے ڈھیلی کردیتا ہے
ایک دوسرا بہائی اُس کے سامنے ایک چراغ لیے کھڑا رہتا ہے ۔ جس سے
بڑی روشنی نکلتی ہے ۔

ماسٹر پہر تقریر شروع کرتا ہے ۔ اے بہائی سینیر وارڈ و کیا تم امیدوار کو ہماری
انجمن مین شریک ہونے کے قابل سمجھتے ہو ۔ (جواب) ہان ۔

س ۔ تم اُسکے واسطے کیا مانگتے ہو ۔ ج ۔ روشنی ۔

اچھا تو روشنی ہونے دو ۔ ماسٹر مونگری سے تین ضرب لگاتا ہے ۔ پٹی اُتاردی
جاتی ہے ۔ امیدوار روشنی دیکھتا ہے ۔ جو کہ اُس شے کی علامت ہے جس
اوس کی فہم ویسی تیز رہنا چاہیئے ۔

پہر بہائی اپنی تلوار ڈالدیتے ہین ۔ امیدوار قربانی کی میز تک لیجایا جاتا ہی
جہان وہ دوزانو بیٹھتا ہے ۔ ماسٹر کہتا ہے کہ دنیا کے بڑے معمار کے نام سے
اور اُن طاقتون کے زور سے جو میرے اندر رکھی گئی ہین مین تجھہ کو مین نے سبکا
اپرینٹس اور لاج کا ممبر بناتا ہون ۔ اُسوقت اپنی مونگری سے تلوار کے پہل پہ

تین ضرب لگاکر وہ نئے بھائی کو اٹھاتا ہے اسکو سفید بکری کی کھال کے تہ بند
سے پیٹتا ہے اور اوسکو سفید دستانون کی جوڑی اس عورت کے دینے کیلیئے
پیش کیجاتی ہے جسکو وہ زیادہ چاہتا ہے یہ ایک علامتی انعام ہے۔

پھر بھائی اس کی ایسی تکریم کرتے ہین جیسے کہ ان مین سے ہی ایک شخص ہو
ایک سوال جو اس سے دریافت کیا جاتا ہے یہہ ہے کہ کیا تم نے اپنے
ماسٹر کو آج دیکھا ہے (ج) ہان۔ (س) اسکا لباس کیسا تھا (ج) زرد
جاکٹ اور نیلا پاجامہ پہنے ہوئے تھا۔ جسکی تشریح یہہ ہے ماسٹر پرکار ہے
زرد جاکٹ پیتل کا دھڑ اور نیلا پاجامہ فولادی نوکین۔

اس سے یہہ بھی دریافت کیا جاتا ہے کہ تمھاری عمر کتنی ہے (ج) سات
سال سے کم۔ اس جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسنے فیلو کرافٹ کے درجے
کو پاس نہین کیا۔ فریمیسنری کی میعاد سات سال ہے۔

اصطلاحی لفظ بواز ہے۔ اشارہ ہاتھون کو سیدھا پکڑنا اس طرح کہ انگوٹھا
سیدھے کان کی طرف مڑا ہو۔ تاکہ اپرنٹس کو اسکا عہد یاد آجائے۔ جن
باتون کے حاصل کرنے پر وہ وعدہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ان چند نکات
کی (فرقہ کے اسرار کو مخفی رکھنا) بلاانحراف ورزی۔ ذو معنی۔ یا دماغی
یادداشت کی پیروی کرنے کی مین حلفاً قسم کھاتا ہون۔ جس وقت ان مین سے
کسی کی خلاف کرونگا تو اس سے کم سزا میرے لیے تجویز نہ ہو کہ میرا گلا کاٹا جائے
میری زبان گدی سے کھینچی جاوے۔ اور میری لاش ریت کے سمندر مین
داب دی جاوے۔ مصافحہ سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے کے جدا گانہ دباو
سے سیدھے ہاتھ کی انگلی کے پہلے جوڑ پر کیا جاتا ہے۔ انگلی کو ہاتھ سے
تھام لیتے ہین۔

مریدی رسوم فیلو کرافٹ

دوسرا درجہ علامتی فریمیسن مذہب مین فیلو کرافٹ کا ہے جو امید وار مرتبہ مین ہیثی کا خواستگار رہوتا ہے وہ لاج کے اندر مثل غیر مذہب کے ایک اجنبی بہائی کے ذریعہ نہین لایا جاتا اور نہ اُس کی آنکھونپر پٹی باندہی جاتی ہے مگر معمولی رسومات کے بعد وہ حلف اُٹھاتا ہے کہ جس بہید سے مین محرم کیا گیا ہون اوسکو پوشیدہ رکھونگا۔

ماسٹر لکچر دینا شروع کرتا ہے۔ خاصکر علم مساحت مین جسکا معمار لوگ بڑا خیال رکھتے ہین اور کہتے ہین کہ حرف جی جو لاج کے اندر مع ایک روشنی دار جسم یا ستارہ کو دیکہا جاتا ہے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

فیلو کرافٹ کا حلف اپرنٹس کے حلف سے زیادہ سخت ہوتا ہے وہ اپنی پہلی معذوریون کے علاوہ قسم کہاتا ہے کہ مین کرافٹس (ہم پیشون) کے بہیدون کو پوشیدہ رکھونگا۔ اگر ایسا نہ کرون تو اس کی سزا میرا بایان سینہ چاک کر دینے سے کم نہ ہونی چاہیے۔ میرا دل جسم سے علیحدہ کر لیا جاوے اور ہوا کے حریص پرندا ور کہتون کے کہانے والے درندون کو دیدیا جاوے اس حلف کے حوالہ مین اشارہ یہہ ہوتا ہے کہ ہاتہہ مع انگوٹھے کے اوپر کو موڑ کر سینہ پر رکہا جاتا ہے۔

اصطلاحی لفظ جاچین اور بعض وقت شبابیتہ ہے۔

مریدی کی رسم یقضہ قتل ہیرام۔ ماسٹر میسن۔

ماسٹر کی تواضع کے وقت لاج یا درمیانی کمرہ مین سیاہ پردے لٹکے رہتے ہین۔ مردون کے سر۔ ٹھٹریان صلیب نما ہڈیان دیوارون پر منقوش ہوتی ہین زرد موم کی ایک مشعل پورب مین رکہی رہتی ہین۔ اور کہوپڑی کی بنی ہوئی ایک اندہیری لالٹین جس کے اندر روشنی ہوتی ہے۔ عابد ماسٹر کی قربانی کی میز پر رکہی ہوتی ہے۔ اسقدر روشنی دیتی ہے جس سے

تابوت نظر آجاوے۔ جسمین لاش نمایان ہوتی ہے۔
یہہ پیکر انسانی یا تو لکڑی سے بنی ہوتی ہے۔ یا کام کرنیوالا بہائی یا وہ بہائی جو پچھلی دفعہ ماسٹر بنایا گیا ہے لیٹ رہتا ہے۔
تابوت پر ببول کی ایک ڈالی رکہی ہوتی ہے۔ اوس کے سر کی جانب ایک گنیا۔ اوسکے پانون کی طرف مشرق کی جانب ایک کہوئی ہوئی پرکار۔
ماسٹر لوگ سیاہ کپڑے پہنے ہوئے ہین۔ بڑے لاجوردی پٹکے باندہے ہے۔ جسپر معماری علامات نمایان ہوتی ہین۔ اور سورج۔ چاند اور سات ستارے بہی۔
کہتے ہین کہ جلسہ کا منشا یہہ ہوتا ہے۔ ماسٹر کے لفظ کو جو قتل ہوا تہا دریافت کیا جاوے۔ امیدوار کچہہ ابتدائی رسوم کے بعد اندر لے لیا جاتا ہے اُس سے کہا جاتا ہے کہ جتنے بہائی جمع ہوئے ہین وہ اپنے بڑے ماسٹر کی موت کا سوگ منارہے ہین۔
امیدوار سے پوچہا جاتا ہے کہ شاید قاتلون مین سے ایک تو تو نہین ہے۔ اُسیوقت اُس کو تابوت کے اندر کی لاش یا صورت دکہلائی جاتی ہے جب وہ جرم کی شرکت سے اپنی بے گناہی ظاہر کردیتا ہے اُسوقت ہیرام کے قتل کا قصہ بیان ہوتا ہے۔
قصہ کے مختلف واقعات امیدوار پر بطور تماشہ کے ظاہر کیے جاتے ہین اور مطلع کیا جاتا ہے کہ تم کو بہی آزمایشین برداشت کرنی ہون گی۔
پہر تہوڑے واقعات ہیرام کے بیان کرنے کے بعد۔ اصطلاحین۔ اشارے اور مصافحے بتلادیے جاتے ہین۔ وہ وعدہ کرکے حلف کرتا ہے کہ مین معماری کے بہیدون کو اُسوقت تک پوشیدہ رکہونگا جب تک میری سزا اس سے کم نہ ہو کہ میرے جسم کے چیر کر دو کردیے جاوین اور جلا کر خاکستر کردیے جاوین یہ خاکستر

چارون اصلی نقاط سمت کیطرف پریشان کردی جاوے۔ مصافحہ کا ڈہنگ جداگانہ ہی اصطلاحی لفظ طیل قابیل ہے۔ تین اشارے ہوتے ہین۔ ان مین نہایت ضروری تعزیری اشارہ ہے جو اسطرح کیا جاتا ہے کہ ہاتہہ کو جسم کے درمیان پر کھینچتے ہین اور ایک طرف گرا دیتے ہین اور پہر اُس کو اُٹھاتے ہین کہ انگوٹھے کی نوک ناف تک رہے۔

مصافحہ برادری کے پانچ نکات مین سے ایک نکتہ ہے۔ اور اسطرح ہی کہ ایک دوسرے کی کلائی اُنگلیون کی نوکون سے پکڑ لیتے ہین۔ دوسرا نکتہ یہ ہی کہ ایک سیدہے پیر کو اندرونی سیدھی پیر کے مقابل رکھتے ہین۔ تیسرا نکتہ یہ کہ سیدہا گھٹنا سیدہے گھٹنے پر۔ چوتہا۔ سیدہا سینہ سیدہے سینہ پر پانچواں شانہ پر ہاتہہ اسطرح رکہتے ہین کہ کمر کو سہارا رہے۔

صرف سرگوشی مین کلمہ مہابون یا میکنباگ بتلایا جاتا ہے۔ پہلے کے معنی بہائی کی موت۔ دوسرے کے معنی بہائی مارا گیا۔

داستان کی تشریح

اگر لغوی سمجھی جاوین تو ہیرام کے قصہ سے کوئی ایسی غیر معمولی بات نہ پائی جائے گی جسکی وجہ سے تین ہزار سال کے بعد تمام دنیا مین باقاعدہ دستور ورسوم کے ساتھہ یادگار تازہ دکھلانے کے قابل ہو۔ ایک مہندس کی موت کوئی ایسا ضروری واقعہ نہین ہے کہ اُس سے زیادہ اُس کی وقعت کیجائے جیسے کہ بہت سے فلسفی اور فاضلون کی یادگار مین ظاہر کیجاتی ہے۔ جنہون نی اپنی جانین انسانی ترقی کے معاملہ مین کہپا ڈالین۔

تاریخ مین ہیرام کا کچھہ ذکر نہین۔ صرف انجیل مین اتنا مذکور ہے کہ وہ پیتل کے کام مین سمجہدار وہوشیار شخص تہا۔ روایت بہی اُسکے بارہ مین اسقدر خاموش ہے۔ اوسکی یادگار بجز فری میسنری کے کہین نہین ہوتی۔

یہہ داستان درحقیقت تشبیہی ہے۔ اُسکی دو طرح کی تشریح ہوسکتی ہے۔ ایک باعتبار علم دنیا۔ دوم باعتبار علم ہیئت۔

باعتبار دنیا ہم اُس کے اندر دو نقیض قوتون کی دوری ظاہر کیجاتی ہوئی دیکھتے ہین جو تمام مشرقی مریدیون کا خاص حلیہ ہے۔ قدامت کے بھیدون کا ڈراما والا حصہ ایک دیوتا یا انسان جو ایک خبیث قوت کا مقتول ہوا۔ قدیم بھیدون مین ہمیشہ ایک دردناک سانحہ کا بیان نکلتا ہے ایک ایسا واقعہ ہے جس سے بہت سی قومین جھگڑے اور رنج مین ڈوب جاتی ہین اور اسکے بعد خوشی و فرحت حاصل ہوتی ہے۔

باعتبار نجوم بالمقابلہ تشبیہ کامل ہے۔ ہیرام سورج کا قائمقام ہے۔ قاتل مغربی۔ جنوبی۔ مشرقی دروازون پر کھڑے ہوتے ہین۔ یہہ ملک وہ ہین جنکو سورج روشن کرتا ہے۔

وہ لاش کو دفن کرتے ہین اور اُس جگہہ پر ببول کی ٹہنی نصب کرتے ہین بارہ شخصونکا اس غمناک سانحہ مین ضروری فرایض ادا کرنا منطقۃ البروج کے بارہ برجون کیطرف اشارہ ہے۔ تین قاتل جارہ کے ادنےٰ درجہ کے بروج ہین یعنی میزان۔ عقرب۔ قوس۔ ہیرام مغربی دروازہ پر قتل ہوتا ہے یعنی سورج مغرب مین غروب ہوتا ہے۔

فراہین کا ببول وہ پودا ہے جو تمام قدیمی شمسی تشبیہات مین پایا جاتا ہے اور اس سے نئے نباتات کیطرف اشارہ ہے۔ ببول کو متقدمین خراب ہونیوالی چیز نہین سمجھتے تھے۔ اس کی ڈالیان دیوتا کی لاش چھپانے کے لیے مہندی و ناریل اور دوسرے پودون سے زیادہ بہتر سمجھی جاتی تھین۔ جنکا بیان قدیمی بھیدون مین درج ہے۔ ہیرام کی لاش سڑ جانے کی حالت مین ہے لیکن

بیانات کے بموجب لاش ساتوین روز ملی تھی۔ اس سے سورج کے پھر طلوع ہونے کی طرف اشارہ ہوگا۔

یہہ بات ساتوین مہینہ مین ادنٰے درجہ کے بروج مین دورہ کرنیکے بعد سچ ہوتی ہے۔ وہ دورہ جو دو برج مین نزول کہلاتا ہے۔ ہیرام صرف شیر کی گرفت سے اُٹھایا جا سکتا ہے۔ یعنی یہہ صرف اسد برج کے توسط سے ہو یہہ بات اُسوقت ہوتی ہے جب سورج اس برج کے اندر دوبارہ داخل ہوتا ہے اُس کو دوبارہ زندگی ملتی ہے۔

مین اسدرجہ مین خود کو بیوہ کے بچے سے موسوم کرتے ہین۔ بیوہ کا لقب میسنکن فرقہ مین بھی اپنی اصلیت رکھتا ہے جسکے پیرو بیوہ کے بیٹون کے نام سے مشہور ہین۔

مین مذہب اور نپولین عقیدہ پنولین ڈ مین مذہب کی حمایت کی

اصلاح شدہ عدالتون اور جنگی منود کے ساتھ مین مذہب کی تماشا طلب طبیعت پھر تازہ ہوگئی یہہ فرقہ عذر فرانس سے پیشتر اور اوسکے بعد بیجد کارگذار تھا۔

اسکی وجہ یہہ ہے کہ اُسکے نظم مین وہ لوگ تھے جو اُس کے اصولون کے ماہر اور لیاقت سے عمل کرتے تھے۔

نپولین کی اوّل اوّل نیت فریمسن مذہب کو مسدود کرنے کی تھی جسمین خوف زدہ خیالات کے پیرو آسانی سے پناہ لے سکتے تھے۔ گرینڈ اور بینڈ کار پر زبیٹو سسٹم (طریق قائمقامی) اُس کے شاہانہ اصول کے مخالف تھا۔

اسکاچ رسم کی حکومت امرا۔ اوسکے شبہات کو تحریک دیتی تھی۔ مگر یہ شین لاجین فن خوشامد پر عمل کرتی تھین۔ فرسٹ کانسل (مجسٹریٹ اوّل) و نیز بادشاہ کے روبرو کرتی تھین اور فضل کی خواستگار تھین۔

نپولین کے شبہات دور نہین ہوے مگر اوسنے جابرانہ تدابیر سے پرہیز کرنے مین مصلحت دیکہی۔ اُس فرقہ کو ترتیب کرنا مناسب سمجہا جو ممکن تہا کہ اوسکا مخالف ہوجاتا۔ لاجون مین اوسنے پولیس کے ملازمون کا زور رہتا تہا جنکو بہت جلد اعلی مدارج حاصل ہوجاتے تہے۔ اور وہ شروع ہی مین کسی ملکی سازش کا پتہ لگا لیتے تہے۔

نپولین کی ایک بات سلنے اُن کے درمیان صلح قایم کرنے مین بہ نسبت پہلی حکمتون کے زیادہ کام کیا۔

گرینڈ اورینیٹ کچہری کا دفتر بن گئے اور مذہب مین ملازمین کی فوج ہوگیا۔ جوزف نپولین کو گرینڈ ماسٹر کا عہدہ دیا گیا جسنے اپنے بہائی کی رضامندی سے اُس کو قبول کیا۔ رفتہ رفتہ فرانس کی تمام موجودہ مجلسون نے شاہی مصلحت سے اپنی گرویدگی ظاہر کی۔

فری میسن مذہب کی ترقی

فرانسیسی جماعت مین ایک گروہ کی ضرورت مان لی گئی تہی جو اپنی صورت مین آزاد تہی جو ایک قسم کی ملکی دیوار حفاظت کا کام دیتی تہی۔

فرانسیسیون کو اپنی لاجون کا شوق ہوگیا جنکے اندر اُنہون نے خودمختاری کا جن دیکہہ لیا تہا۔ یہان تک کہ ایک میسن مصنف کہہ سکتا ہے۔ میسن مذہب کے سینہ مین تہوڑی سی وہ حیات بخش ہوا دورہ کرتی ہے جو فیاض طبیعتون کے لیے ضروری ہے۔ بہت مقامون پر لاجین قایم ہوئین۔ شاہزادہ یوجین کو اٹلی کے گرینڈ اورینٹ کا گرینڈ ماسٹر انتخاب کیا گیا۔ دو اعلیٰ درجہ کی میسن حکومتون کا نپولین سرپرست تہا۔

چونکہ عام زندگی۔ کوئی پارلیمنٹ کا مباحثہ یا کوئی مخالف روزانہ اخبار نہین تہی اسلیے آبادی کا بڑا حصہ لاجون مین پناہ گیر ہوا۔

۱۸۱۲ء مین ایک ہزار نواسی ۱۰۸۹ لاجین کل گرینڈ اوریینٹ کی ماتحت تہین فوج مین اونہتر ۶۹ تہین۔

بیسن مذہب کی فرمان پذیری چونکہ نپولین فریمسن کے انسداد سے عاجز وناخوش تہا اسلیے اوسنے اوس کو نومفتوحہ علاقون پر اور ایسے علاقون کے لیے جن کو قبضہ مین لانے کی نیت تہی فوج مین ملازم رکہہ لیا اور شاہی طریق کی مریدی سے اکثر لاجین نپولین کے قاعدون کا مدرسہ بن گئین۔ لیکن بیسنری کی ایک شاخ اُس کی حمایت مین داخل نہین ہوئی جسکو مخالف نپولین کہنا چاہیئے۔ مگر یہہ بات یقینی ہے کہ نپولین نے بیسن انجمن کے ذریعہ سے اپنی فتوحات مین آسانی پائی اور نفع حاصل کیا۔ اسپین۔ جرمنی۔ اٹلی۔ لاجون سے معمور ہوگئے۔

نپولین کا مخالف فریمسن مذہب۔ نپولین نے مدد حاصل کرنے کے لیے فریمسن مذہب سے میل جول کرلیا تہا۔ کہتے ہین کہ اُس نے اُس سے کچہہ وعدے بہی کئے تہے لیکن چونکہ وہ اُن کے وفا کرنے مین قاصر رہا اس لیے بیسن لوگ اُس کے مخالف ہوگئے اور وہی اُس کی مخالفت کا جزو اعظم ہوئے۔

اسکو نپولین کے زوال کی وجہ قرار نہین دیا جاسکتا لیکن قبول کرنا پڑتا ہے کہ نپولین کے مخالفین کا خمیر بیسن فرقہ مین جوش پر تہا۔

۱۸۱۰ء مین پولیس کا وزیر اُس سے واقف تہا اوسنے فریمسنون کی خفیہ جلسون مین تعزیری قانون کی دفعات کا عملدرامد چاہا۔ لیکن کمباسیرس نے اوسکو بچا دیا۔ جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ان خفیہ جلسون نے نپولین کے ساتہہ اپنے محسن کمباسیرس کو بہی باقی نہ چہوڑا۔ فریمسن مذہب نے اگرچہ مخالفت کی علانیہ کارروائی نہین کی لیکن کم ازکم اپنی بے پروائی سے نپولین کے زوال مین مدد دی۔

جس زمانہ مین نپولین کی خوش اقبالی کا آفتاب یورپ کے مملکتی آسمانون پر اکیلا چمک رہا تہا تو ایک مسن لاج بنائی گئی تہی جسکا منشاء بوربن خاندان کی بحالی تہی جسکی کارروائی سرکاری کاغذات کی ذریعہ سے جو فرانس کی فوج مین پہیل گئے تہے اور جسکے نتیجہ سے ۱۸۱۳ء کی باغیانہ تحریک ہوئی ثابت ہوسکتی ہے۔

نپولین کے زمانہ مین کمی

نپولین اول کے عہد مین بہت سی لاجین اٹلی مین پائی گئین۔ فرقہ کے بڑے دوست اس بات سے انکار نہین کرسکتے کہ اوس زمانہ مین فریمسنری کی حالت قابل رحم تہی۔ کیونکہ جس انجمن نے تمام دنیوی حکومتون پر اپنی خودمختاری وفضیلت کی ہمیشہ شیخی ماری ہو وہ عبارت ذیل کے ساتھہ ایک ایڈریس نپولین کے حضور مین پیش کرے اُس سے کسدرجہ اُس کی ذاتی ذلت وحماقت ظاہر ہوتی ہے۔

او نپولین! تیرا فلسفہ ہماری قدرتی اور ربانی مذہب کی تائید کا ذمہ وار ہے۔ ہم تیری عزت جیسا کہ تو اُسکے لایق ہے کرتے ہین اور تو ہم کو سوائے وفادار رعایا کے جو تیری عظیم الشان ذات کی ہمیشہ جان نثار رہے کچھہ نہ پائے گا۔

میمفس کی رسم

یہہ مسرایم کی نقل ہے۔ پیرس مین ۱۸۳۹ء مین قایم ہوئی تہی بعد مین برسلز۔ مارسلز تک پہونچ گئی اسکے اکیانوے مدارج۔ تین حصون اور سات جماعتون مین منقسم تہے۔ ایک بڑی جلد جو مقام پیرس مین مقدس ذی حوصلہ خطاب سے چہاپی گئی تہی اُس مین تمام حصون اور اُن کے منشاء کا بیان ہے۔ پہلا حصہ اخلاق سکہلاتا ہے اور اشارات کی تشریح کرتا ہے۔ دوسرے مین علم طبعیات کے تاریخی فلسفہ کی تعلیم اور زمانہ قدیم

کی شاعرانہ داستانون کی تشریح ہے۔

اُسکا منشا ہے کہ اسباب و اصلیت کے مطالعہ مین ترقی ہو۔ تیسرا آخر حصّہ اس فرقہ کے قصہ کا نچوڑ ہے اسمین اعلی درجہ کا فلسفہ بھرا ہوا ہے اور مختلف سنین مین نوع انسان کی مذہبی داستانون کا مطالعہ ہے۔

افریقہ کے آرچٹیکٹ

سنہ ۱۷۶۵ء کے قریب پرشیا مین فریڈرک دوم کی سرپرستی مین افریکن آرچیٹیکٹ کا فرقہ قایم ہوا۔ جو تاریخی تلاش مین زیادہ مصروف اُسکے ساتھہ معماری و شجاعت کو خلط ملط کرتا ہے۔

گیارہ مدارج تھے۔ ایک وسیع عمارت بنائی جسمین ایک بڑا زبردست کتب خانہ۔ تاریخ قدرت کا ایک عجائب خانہ اور کیمیاوی آزمایشونکا کارخانہ تھا۔

سنہ ۱۷۸۶ء تک جبتک یہہ انجمن درہم برہم ہوئی ہر سال سونے کا تمغہ پچاس ڈوکٹ کے مین مذہب کے نہایت عمدہ تاریخی حالات لکھنے والے کو دیا کرتے تھے۔ یہ چند مین انجمنون مین سے ایک اصلی انجمن تھی۔

افریقہ کے آرچٹیکٹ زیب و زینت۔ تنہ بند۔ گلوبند اور زیور کی قدر نہین کرتے تھے اپنی مجلسونمین وہ مضامین پڑہا کرتے تھے اپنی تلاش کے نتایج بتلایا کرتے تھو آنکے سادہ و بانکلف دعوتون مین تعلیم و سائنس کے متعلق تقریرین کی جاتی تہین اُن کے یہان کی مریدی مفت مین حاصل ہوتی تھی وہ سرگرمی سے محتاج بھائیون کو دل کھولکر مدد دیتے تھے اُنھون نے فرامیسن مذہب کی بہت سی ضروری کتابین چھپوائین۔

اپنے ہم خیال و ہم عقیدہ لوگون کی ہمدردی اس فرقہ کا بڑا فرض ہے ایک مثال ایک صدی سے پہلے کی ملاحظہ ہو۔

فریڈرک ولیم سوم اور فریمسن — اس نام کے شاہ پرشیا کی یکایک بازگشت ۱۷۹۲ء مین جسمیں مسلمان کرنے کے بعد کبہی قابل اطمینان بیان نہین کی گئی۔

ڈاکٹر ای۔ ای۔ ایگرٹ اپنی کتاب موسومہ "فرقہ مین کے قرارداد جرم شہادت کا رسالہ" مین ایم۔ ڈی باشندہ پیرس کی چہٹی کے حوالہ سے جو بیران وان۔ ایس مقام وائنا کے نام ہے ذیل کی عبارت لکہتا ہے اور کہتا ہے کہ معتبر ہے۔

شاہ پرشیا جاری حدود سے عبور کرچکا تہا۔ میرے یقین مین وہ ورڈن یا تہیان وائل پر تہا۔ شام کے وقت ایک محرم نو کرنے اوس سے ایک مین اشارہ کیا اور اُس کو ایک زمین دوز گنبد مین لے گیا۔ جہان اوسنے شاہ کو تنہا چہوڑ دیا۔ چراغون کی روشنی سے جو کمرہ منور تہا بادشاہ نے اپنے مورث فریڈرک اعظم کو اپنے پاس آتے دیکہا۔ اُسکی آواز۔ لباس۔ چال اور حلیہ مین کوئی غلطی نہین ہوسکتی تہی اُس روح نے بادشاہ کو فرانس کے برخلاف اسٹریا سے اتحاد کر لینے پر ملامت کی اور حکم دیا کہ وہ یہان سے فوراً چلا جاوے۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا جس سے اُس کے معاونین کو بڑی نفرت ہوئی لیکن اوس نے اپنی علیحدگی کے وجوہات نہین بتلائے۔ چند سال بعد مشہور نقال فلیوری نے جسنے اپنے دو صفحون کی نقل کی بدولت اسقدر شہرت تہیٹر فرینکیس مین حاصل کی تہین جس حصہ مین اُسنے فریڈرک اعظم کی ہو بہو صورت بنا کر دکہلا دی تہی اور یہہ بہی اقرار کیا تہا کہ مین ہی بہوت بنا تہا جسوقت ولیم سوم نے صورت سے دہوکہ کہایا۔ یہہ بات جنرل دموریز نے سوجہائی تہی اور یہہ دموریز فریمسن تہا۔

سلطنت عثمانیہ مین فریمسن — یہہ فرقہ ترکی سلطنت عثمانیہ مین پہیل گیا۔ مگر وہان پر جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے اُسنے عرصۂ درازتک عذاب یافتہ زندگی گذاری۔

قسطنطنیہ۔ سمرنا۔ حلب مین لاجین قایم کی گیئن۔ یہہ بات فریمسن کی جانبداری

مین بطور حق الامر بیان کی جاسکتی ہے کہ ترکی فرامیسن عموماً مشرقی لوگون سے جلسہ اُن مین معمول ہو تہذیب سے زیادہ اعلیٰ درجہ پر ہین وہ کثرت از دواج کو ناپسند کرتے ہین کیپ کوسٹ کاسل مین ۱۸۳۵ء مین ایک لاج قایم ہو جانے سے فری مین مذہب افریقہ مین جاری ہو گیا تھا۔ اُسوقت مین راس الامید جزیرہ مارٹینس میڈاگاسکر سینٹ ہلینا۔ الجزن۔ ٹونس۔ مراقش۔ قاہرہ۔ اسکندریہ مین لاجین موجود تہین۔

جنوبی افریقہ کے مفسد جمہور دوست کی مین لاجین بہت سی صورتون مین در پردہ ملکی انجمنین تہین مثلاً گارشیا مارٹیو جمہوری سلطنت ایکویڈر کے پریسیڈنٹ کا قتل ۱۸۷۵ء مین مین انجمن ہی کا کام تہا۔

ایک شخص مسمی راجو قاتل سے جب جان بخشی کا وعدہ اس شرط پر کیا گیا کہ وہ اپنے شریکون کا حال بیان کرے تو اُس نے نرمی سے جواب دیا کہ میری جان بخشنا بیکار ہوگا۔ کیونکہ اگر تم نے چھوڑ دیا تو میرے رفیق مجھکو مار ڈالینگے مین بندوق سے بہ نسبت تلوار کے مارا جانا زیادہ پسند کرتا ہون۔

اختیاری مین مذہب عورتون کی شرکت

مین مذہب کے اصلی قوانین سے ایک قاعدہ کے موافق جو زمانہ قدیم کے بڑے اصول مین ہے۔ عورت اس فرقہ مین داخل نہین ہو سکتی۔ اس کی وجہ یہہ ہے کہ عورت راز کو مخفی نہین رکھہ سکتی۔

ملٹن۔ ڈلیلہ کی زبانی کہتا ہے کہ

"مین تسلیم کرتی ہون یہ میری کمزوری تہی۔ لیکن یہ ہماری تمام جنس کا خاصّہ ہے۔ کہ بھیدون کے تلاش کرنیکا از حد شوق رکھتی ہین۔ اور پھر اوسی شوق سے اُن کو افشا کر دیتی ہین۔ یہہ دونون قصور عورتون کے عام ہین۔"

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ کیگ لیسٹرو نے عورتون کو مصری طریق مین داخل کیا تہا
جب اٹھارہوین صدی کے شروع مین فرانس مین کئی فرقے پیدا ہو گئے۔ جو

لہ کیگ لیسٹرو جوزف موسینٹ جرمین کا چیلہ وجانشین تہا جس نے لوئی پانزدہم کے دربار مین چارلس پنجم فرانسیس اول
اور مسیح کے ہمعصر ہونے کا جہوٹا دعوی کیا تہا اور یہہ کہ اُسکے پاس اکسیر حیات اور بہت سے مخفی اسرار ہین اپنے
اوستاد سے زیادہ عالی حوصلے اور وسیع منصوبے رکہتا تہا۔ فرانس و باقی یورپ مین فریمیسن کے نہایت
کارگذار نائبون مین سے ایک شخص تہا۔

یہ بمقام پیلرمو مین ۱۷۴۳ء مین پیدا ہوا اُسی شہر کی دو خانقاہون مین تعلیم پائی۔ جہان اُسے کسیقدر علم کیمیا سازی
آگیا تہا۔ وہ ایک کتاب موسومہ رائٹ آف راچیٹش ہیسٹری کا مصنف تہا۔ روم مین بحالت اسیری
۱۷۹۵ء مین مرگیا۔ مصری طریق کو کیگ لیسٹرو نے جارج کا نٹن کی ایک قلمی کتاب پاکر جس مین
فریمیسن مذہب کی اصلاح کی ایک عجیب حکمت کیمیادی اور خیالی مضمون مین پیش کی گئی تہی اوسی
کے اوپر اپنے مسین کی بنیاد قایم کردی۔ اور انسانی سریع الاعتقادی سے مستفید ہوکر دولتمند ہوگیا۔ دوسری
خفیہ انجمنون کی کارروائی مین امداد دیتا رہا۔ اوسنے اپنے شاگردون کو سمجہایا کہ مصری مسین کا منشا یہہ ہے
کہ جسمانی و اخلاقی اصلاح کمال پر پہونچادی جاوین۔ اور بیان کیا کہ اوّل الذکر مین اصل ادویہ پارس پتہر کی وجہ سے
کبہی خطا نہین ہوتی جس سے انسان کے لیے جوانی کی طاقت اور حیات دائمی کا کلی یقین ہے۔ اور
دوسری بات اسم اعظم کے دریافت ہونے سے حاصل ہوسکتی ہے جس سے انسان اپنی ابتدائی
معصومیت پر پہر آسکتا ہے۔ کیگ لیسٹرو نے یہہ غلط بیان کیا تہا کہ اسی طریق کو اوّل اوّل اینوک (اخنوخ) نے
قایم کیا تہا اور الیاس نے ترمیم کی۔ مرد و عورت دونون لاجون مین داخل کر لیے جاتے تہے دونون کیلئے جدا جدا قاعدے
تہوڑے تفاوت سے مقرر تہے۔ عورت کو داخل کرنے کے وقت منجملہ اور تکلفات کی یہہ رسم بہی تہی کہ نومریدہ کے چہرے پر یہہ
کہکے پہونک ماری جاتی تہی کہ جو سچ میرے پاس ہے وہ تیری دل مین جم جائے اور ترقی کرے تیرے دل مین نیک ارادے راسخ ہوجاوین
اپنے بہائی اور بہنون کا ایمان تیرے اندر مستقل ہو جاوے اسم اعظم کی نسبت کیگ لیسٹرو نے تعلیم دی کہ وہ ماسٹر لوگونکو سات ابتدائی فرشتون کیساتہ
چالیس روز تک آمد و رفت رکہنے کے بعد بتلایا جاوے گا اور یہہ کہ اسم اعظم جاننے والے کو ۵۵۵۷ سال تک جسمانی ۴۴

۴۴ تجدید حاصل رہے گی۔ اور پہر اس مدت کے بعد وہ خواب شیرین کے ساتہہ بہشت مین پہنچ جاویگا اس اسم اعظم کو
لندن پیرس سینٹ پٹیرسبرگ کی ہزار ہا آدمیونمین ایسی کامیابی ہوئی جیسے کسی زمانہ مین پارس پتہر کو تہی۔ اور بہت سا
روپیہ جوان بنانے والی ادویہ کی خریداروں کے واسطے دیا جاتا تہا۔

اپنی ظاہری صورت مین فری میسن مذہب سے مشابہ ہے۔ تو عورتین خارج نہین کی گئین عورتین ایسے فرقون کی تعریف بلند آوازی سے کرتی تہین۔

میسن برادری نے چونکہ عورتین غیر مرغوب ہوئی جاتی تہین۔ اختیاری زنانہ لاج کی حکمت نکالی۔ یہہ نام اسوجہ سے ہوا کہ ہر ایک ایسی لاج کو آخر کار کوئی باقاعدہ میسن لاج اختیار کر لیتی تہی۔

گرینڈ اورینٹ آف فرانس نے اپنے انتظامی قواعد بنائے اور پہلی اختیاری لاج پیرس مین ۱۷۷۵ء مین کہولی گئی۔

غدر فرانس سے اس طریقہ کی ترقی مسدود ہوگئی ۱۸۰۵ء سے پہر اس مین جان آگئی جبکہ شہنشاہزادی جو فائن امپریل دی ایداپشن دی فرینکس شیو نیر اسٹرسبرگ مین اُس کی پریسیڈنٹ ہوگئی۔

تمام یورپ مین اس قسم کی لاجین پہیلی ہوئی تہین۔ برطانیہ اعظم اس سے مستثنیٰ تہا مگر وہ جلد زوال پذیر ہوگئین اور آجکل اپنی اصلیت کی جگہہ پر محدود ہین۔

جیسوٹ لوگ جلد اختیاری میسن مین گھُس آئے۔ کیونکہ عورت کو پہانس لینا درحقیقت نوع انسان کے بہتر حصہ کو پہانس لینا ہے۔ نئی لاجین قایم کین۔ یا اُس طریق کی موجود لاجون کو اپنے اغراض کی ہیٹی کے لیے تبدیل کر دیا۔

زنانہ۔ مردانہ۔ میسن مذہب

اختیاری مسن مذہب مین شجاعت اپنا ظہور پہلے سے دکھلاتی تہی۔ شجاعت فرانس ایک ہوشیاری کے فن مین تبدیل ہوگئی تہی۔ اپنے ہی مطلب کے موافق رسوم و مدارج بنا لیے تہے جو برائے نام مین تہے۔ عالمان تمدن شوقیہ سازشون سے معزول ہوگئے تہے۔ بڑے بڑے نتیجون کے شمار کرنے والے چہوٹے اسباب سے پیدا ہوگئے تہے۔ تاریخ کے اس باب مین اس امر کا ثبوت مل سکتا ہے کہ علم تمدن کبہی فضول و اتفاقی چیز ہے۔ جبکہ اعلیٰ اخلاق کی تحریک دینے والے

اسباب سے اسکا انتظام نہین ہوتا تو خراب نہ ہونیوالے قومی ایمان سے کیونکر اُس کی صحیح حفاظت ہوتی ہے۔ کم درجہ لوگون کی سادہ متروک نیکی اپنے بالادست لوگون کی شاندار برائی سے بدلالیتی ہے۔

بعض مصلحت سے زنانہ بین قایم ہوسے۔ جنمین مختلف فرقے۔ مختلف رسم و رواج مختلف اشارات۔ و مختلف اصطلاحی طریق جاری ہوئے۔

طالبان مسرت کا فرقہ ایک فوجی فرقہ تہا۔ رسوم شجاعت اور دفتر عشق کی ضعیف تجدید تھی۔ ایک خوش کلام کے بیان سے ہم ذیل کا مضمون انتخاب کرتے ہین۔

"ہمارا انشاء اپنی زندگی کو زینت دینے کا ہے۔ ہم ہمیشہ اپنی رہنمائی کیلئے یہہ الفاظ لیتے ہین۔ عزت۔ خوشی۔ نزاکت۔ علاوہ ازین ہمارا انشاء یہہ ہے کہ اپنے ملک اور اُس بڑے بادشاہ کیطرف وفادار رہین جو دنیا کو اپنے نورانی نام سے معمور کیے ہوئے ہے۔ ہر ایک معاملہ کی تعمیل کرینگے جو ہر ایک فیاض روح کو خوشنما معلوم ہوگا۔ یہہ بچون اور معصومون کی حمایت ہوگی۔ بیگیات کے اور اپنے درمیان ابدی تعلق قایم کرینگے۔ جو خالص دوستی سے پیوستہ رہیگا۔

کہتے ہین کہ اس انجمن کو نپولین اوّل بہت عزیز رکھتا تہا۔ اسی سے ہم نتیجہ نکال سکتے ہین کہ اسکا انشاء ہر حال مین خوشی منانے کا نہین تہا بلکہ اپنی غرض و مقصد کو رونق دینے کا۔ یہ غور طلب بات ہے کہ ایک انجمن جو بظاہر مذہب کی زمین رکھتی ہو وہ اپنے خدمات اس زبردست پادشاہ کو دیدے جسنے اپنی مدد خالص فریبین سے ہٹالی ہو۔

گلاب کی شجاع و پریزاد عورتین اس فرقہ کو پیرس مین سنہ ۱۷۷۸ء مین چامانٹ نے لوی فیلپ ڈی الیانز کے خوش کرنے کے لیے جسکا وہ پرائیوٹ سکرٹری تہا قایم کیا تہا۔

بڑے لاج کا جلسہ اُس سنہ کی مشہور عمارت ہٹیائیٹس ہین مین ہوتا تہا۔ امراء نے اپنے مکانون مین لاجین مقرر کرلی تہین۔ ترجمان ایک پادری ملقب بہ

سینٹی مینٹ (خیال) کی مدد سے مردون کو مرید کرتا تہا - اور بڑی پر و ہتانی ایک نادرن ملقب بہ ڈسکریشن (تمیز) کی مدد سے عورتون کو مرید کرتی تہی -

نائٹ کے درجہ مین داخل ہونے کی عمر عشقبازی کی عمر تہی - اور عورتون کی عام عمر فریفتہ کرنے اور محبوب بننے کی تہی - راز عشق اس فرقہ کا اشتہار تہا - لاج کا ٹیمپل آف لو (معبد عشق) تہا -

جسمین پہولون کے ہار عشقیہ علامات اور ایجادون سے بڑی خوبی کیساتہہ زیبایش ہوتی تہی - نائٹ لوگ مہندی کا تاج پہنتے تہے اور بیگمات گلاب کا - مریدی کے وقت ایک دُہندلی لالٹین مین سے جسکو تمیز کی پری تہامے رہتی تہی - دُہندلی روشنی آتی تہی لیکن بعد کو لاج بیشمار موم بتیون سے روشن کیجاتی تہی - امیدوار زنجیرون سے گرانبار رہتا تہا - تاکہ اُن تعصبات کی علامت ظاہر ہو جسمین وہ مقید رہتے تہے - دریافت کیا جاتا تہا کہ تم یہان کیا تلاش کرتے ہو - جواب مین وہ کہتا تہا - آسودگی - تب اُن کی رائے اور برتاؤ کی بنسبت معاملات شجاعت مین سوال کیا جاتا تہا اور لاج مین دو مرتبہ ایسے تنگ راستہ مین جسپر محبت کی گرہون کا جال پہیلا ہوتا تہا چلایا جاتا تہا - پہر اُس کے اوپر سے لوہے کی زنجیرین اوتار لی جاتی تہین - اور پہولون کے ہار جو عشق کی زنجیر کہلاتے تہے اُن کی جگہہ پہنائے جاتے تہے -

امیدوارون کو پہر ایک جگہہ لے جاتے تہے جہان وہ اخفا کی قسمین کہاتے تہے - اور پہر پوشیدہ باغچون مین جو ٹیمپل آف لو کے قرب وجوار مین ہوتے تہے چہوڑ دیا جاتا تہا - جہان لوبان خوبصورت مشزی اور اُسکے بیٹہنے کے لیے چڑہایا جاتا تہا -

اگر مرید بنا ہوا شخص نائٹ ہوتا تہا تو وہ اپنا مہندی کا تاج پچہلی مرید شدہ لڑکی

کے گلابی تاج سے بدل لیتا تھا اور اگر وہ پریزاد نمف ہوتی تھی تو وہ اپنے گلابی تاج کو سینٹیمنٹ کے مہندی کے تاج سے بدل لیتی تھی۔

غدر فرانس کے خوف سے یہ نائٹ اور نمف متفرق ہو گئے جو بے پروا بچون کی طرح آتش فشان پہاڑ کے اوپر کھیل رہے۔

فریمیسن مذہب پر ایذائین اور اُن کے اسباب

وہ رازداری جس سے مین فرقہ ہمیشہ اپنی کارروائیون کو پوشیدہ رکھتا ہے ممبرون کو بلا شک بہت خوشگوار ہے لیکن نقص و خطرہ سے بری نہین۔

بیرونی دنیا قدرتی طور سے مان لیتی ہے کہ اس کے پیچھے بھی کوئی اور بات ہوگی۔ جو چیز روشنی مین آنے سے خوف زدہ معلوم ہوتی ہے عموماً برائی سمجھی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام گورنمنٹین جب تک لاعلم رہتے ہین کہ مین مذہب کیا ہے اُس کو عذاب پہونچانے وانسداد مین کوشان رہتے ہین۔

مگر جب اُنہون نے اُس کی اصلی منشاء و خاصیت کو دریافت کرلیا وہ اُسکی معاون بن گئین۔ اور یقین آگیا۔ کہ جو لوگ لاجون کی کارروائی مین تفریح پاسکتے ہین وہ کبھی دریائے ٹیمس مین آگ نہ لگائین گے۔

پہلا عذاب فریمیسن مذہب پر ہالینڈ مین ۱۷۳۴ء مین ہوا۔ جاہل متعصب آدمیونکا ایک انبوہ جن کو پادریون نے تحریک کی تھی۔ امسٹروم کی لاج مین گھس گیا۔ اور اُس کے تمام اسباب و زیبایش کو خاک مین ملادیا۔

جس زمانہ مین لاج ملکی انجمنین بنگئین اور مین مذہب کے اصلی مقصد کو علحدہ کرکے کوئی بات زیادہ اہم لے لی گئی تو معاملہ کی دگرگون صورت ہوگئی۔

پوپ کلیمینٹ دوازدہم نے سنہ ۱۷۳۸ع مین فرقہ کے خلاف حکم جاری کیا
اِس کے بعد اگلے سال ایک زیادہ سخت اشتہار کا اعلان دیا جسکا مضمون تہا
کہ جو شخص فریمیسن مذہب پر عمل کرنیکا مجرم پایا جاویگا۔ اُس کی سزا بلا امید رحم
ضبطی جائداد۔ اور موت ہوگی۔

فیلپ پنجم والی اسپین نے جہازی غلامی ناحیات مشتہر کی۔ یا تعزیری سزای
موت مع دیگر عذاب کے فریمیسن لوگون کی سزا ٹہری جسمین سے بہت لوگون کو
گرفتاری کے بعد یہہ حکم سُنایا۔ پیٹر تار دیتا گرینڈ انکوئیزیٹر آف اسپین
اوّل اقرار کر کے اور بیعت حاصل کر کے فرقہ مین۔ اُسکا حال کہولدینے کے صریح
مقصد کیغرض سے شامل ہوگیا۔ وہ سنہ ۱۷۵۱ع مین شریک ہوا اور اس فرقہ کی شاخ
و پتّے پتّے سے واقف ہوگیا۔

اس کی وجہ سے ستانوے ۹۷ لاجون کے ممبر گرفتار شکنجۂ عذاب مین مبتلا ہوئے

فرڈینڈ ششم نے فریمیسن مذہب کو بڑی بغاوت قرار دی جو سزائے موت کی
مستوجب ہے۔ جسوقت فرانسیسی اسپین کے مالک ہوئے فریمیسن مذہب کو پہر
فروغ ہوا۔ فرڈینڈ ہفتم کی واپسی پر جسنے محکمۂ تفتیش کو قایم کیا فنا کرنے والی
کارروائی پہر شروع ہوئی۔

سنہ ۱۸۱۴ع مین پچیس ۲۵ آدمی جنپر فریمیسن کا شبہ تہا پا بزنجیر جیلخانہ پہونچائے گئے لیکن
بعد کی گرفتاریان ایسی کثیر التعداد تہین جنکا کوئی صحیح حساب نہین۔

اسپین کی تفتیش اور ہولی الائنس کے شریف مقتولون مین سے ایک شخص مسمّی
رائیگو تہا۔ جو اسپین کا ہیمپڈن کہلاتا تہا۔ جو سنہ ۱۸۲۳ع مین سختی سے پہانسی دیکر مارا گیا
جلاد پہانسی دینے سے پیشتر نا ملایم الفاظ مین بآواز بلند بولا۔ تم میرے قبضہ مین
آگئے ہو جو کچہہ تمنے کیا ہے سب کا خمیازہ اُٹھانا پڑیگا۔

سنہ ۱۸۲۴ء مین ایک قانون مشتہر کیا گیا جس مین تمام ممبرون کو اپنا حال ظاہر کر دینے اور تمام کاغذات و اسناد حوالہ کر دینے کے لیے حکم تہا ورنہ دغا کی سزا دیجائیگی
اُسی سال وزیر جنگ نے ایک اشتہار کے ذریعہ سے اس فرقہ کے ہر ایک ممبر کو
قانونی حقوق سے محروم کر دیا۔

سنہ ۱۸۲۷ء مین غرناطہ کی لاج کے سات ممبر قتل کیے گئے سنہ ۱۸۲۸ء مین اُسی شہر کی عدالتون نے مارکوئس لا وریلانا و کپتان الورٹیز کو ایک لاج قایم کرنیکے جرم مین قتل کیا۔ سنہ ۱۸۴۸ء مین مین لوگونکا قتل بند ہوا۔ جہازی غلامی پر بہیجے جانے لگے سنہ ۱۸۵۴ء کے قریب زمانہ تک مین لاج کے ممبر گرفتار ہو کر قید کیے جاتے تہے۔

سنہ ۱۷۳۵ء مین کئی شریف پرتگالیون نے اسپین مین ایک لاج انگلستان کی گرینڈ لاج کی ماتحتی مین قایم کی جسکا ماسٹر گاردن تہا۔ پادریون نے فوراً اُس کی پامالی کا ارادہ کیا۔ جان کوسٹس باشندہ سوئٹزرلینڈ تفتیش کے نہایت مشہور مقتولون مین سے تہا یہ شخص سنہ ۱۷۴۳ء مین گرفتار کیا گیا۔ اور ایک زمین دوز قید خانہ مین ڈالا گیا جہان اُسکو تین مہینے مین نو دفعہ عذاب فریمسن مذہب کے بہید نہ ظاہر کرنے پر کیا گیا بالآخر پانچ سال تک جہازی غلامی کا کام انجام دینے کا حکم کیا گیا۔ مگر جب گورنمنٹ برطانیہ نے اُس کی نسبت اپنی رعایا ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ رہا کر دیا گیا۔

تینتیس ۳۳ سال تک پرتگال مین فریمسن کی بابت کوئی بات سننے مین نہ آئی۔
سنہ ۱۷۷۶ء مین دو ممبر اس فرقہ کے گرفتار ہو کر چودہ مہینہ سے زیادہ جیلخانہ مین رہے
سنہ ۱۷۹۲ء مین ملکہ میریا اوّل نے تمام فریمسنون کو تفتیش کے حوالہ کر دینے کا حکم دے دیا۔ بہت تہوڑے خاندان نیویارک بہاگ کر نکلے۔ اپنے امریکن بہائیون مین اون کو صرف پناہ ہی نہین ملی بلکہ ایک نیا وطن ملگیا۔

سلطنت فرانس مین پُرانی طرز حکومت کی بحالی پر پہلے تعصبات و عذاب پھر

[illegible] سنہ [illegible] میں جان [illegible] نے برینرل سے ایک اشتہار تمام
خفیہ انجمنون کے خلاف مع فریمیسنون کے جاری کر دیا۔
سنہ ۱۷۴۳ء میں اس سے سخت اشتہار سپین میں دیکھنے مین آیا موت کی سزا
اس مین مندرج تہی جو بعد کو تخفیف ہو کر جرمانہ اور افریقیہ کو جلاوطن ہونیکی رہ گئی۔
اسٹریلیا مین پوپ کے مسودون سے عذاب و گرفتاریون کو تحریک ہوئی سنہ ۱۷۴۴ء
مین تیس مین گرفتار ہوئے اور وانا مین قید کیے گئے جب ریا تھیریسیا فرقہ
کے خفیہ بہیدون کو دریافت نہ کر سکے تو اوسنے تمام میسنون کی گرفتاری کا
حکم جاری کر دیا۔ لیکن یہ کارروائی شاہنشاہ جوزف دوم کی دانشمندی سے فسخ
ہوگئی جو خود میسن تہا اسوجہ سے جانتا تہا کہ فرقہ کی کارروائی بالکل بیگناہی پر مبنی ہے۔
سنہ ۱۷۹۲ء مین تمام جرمنی مین فرقون کا انسداد چاہا گیا۔
وسط اٹلی مین فریمیسن مذہب کی تاریخ گذشتہ و موجودہ صدیون مین تکالیف اور
مصیبتون کا بار بار پیش آتا ہے۔ اس فرقہ کے ممبر متواتر سختیون مین مبتلا رہے
سوئٹزرلینڈ مین بہی میسن لوگ ایک زمانہ مین عذاب دیے گئے۔
سنہ ۱۷۴۵ء مین برن کی کونسل نے ایک قانون پاس کیا جسمین لاج کے ممبرون کیلئے
سیقدر سزا تہی اسکی تجدید پہر سنہ ۱۷۸۲ء مین ہوئی مگر آج کل منسوخ ہے۔
فریڈرک اوّل شاہ سویڈن نے جاری ہونے سے ۶ سال بعد سنہ ۱۷۳۶ء مین
فریمیسن مذہب کی ممانعت کر دی اور حکم دیا بصورت انحراف سزائے موت عمل
مین آئیگی۔ آج کل بادشاہ سویڈن فرقہ کا سرگروہ ہے۔
فریڈرک آگسٹس سوم والی پولینڈ نے سنہ ۱۷۳۹ء مین قانون شایع کرایا جس مین
سخت تعزیر کے ساتھ اپنے قلمرو مین فریمیسن مذہب کے رواج کی ممانعت کر دی۔
سنہ ۱۷۵۷ء مین اسٹرلنگ کی کمیٹی نے ایک رزولیوشن جاری کیا جسکی رو سے تمام

فریمیسن مذہبی ضابطون سے روک دیے گئے تھے۔
سنہ ۱۷۹۹ع مین لارڈ ریڈ نز نے انگریزی پارلیمنٹ مین ایک مسودہ تمام خفیہ انجمنون خصوصاً
فریمیسن مذہب کے خلاف تجویز کیا۔
لارڈ لورپول نے بہی سنہ ۱۸۱۴ع مین اسی قسم کی بیکار کوشش اس فرقہ کے خلاف کی تہی
لیکن آج کل یہ فرقہ قانوناً تسلیم کیا گیا اور پرنس آف ویلز اس کے گرینڈ ماسٹر ہین۔

مین لوگون کو خلاف مطبوعہ رسالے | فریمیسن مذہب کے خلاف ایک ابتدائی انگریزی رسالہ موسومہ
فریمیسن ایک ہیڈ بیراس کے طور کی نظم لندن مین سنہ ۱۷۲۴ع مین طبع ہوا تہا
وہ ذم کی بیہودہ طرز مین لکہا گیا جس مین میسنون کو بدمستون کا مخمور گروہ بیان کیا گیا
ہے جو تمام قسم کی ناپاک رسوم عمل مین لاتے ہین۔
بہت سی کتابین علمی لیاقت سے معرا سنہ ۱۷۳۶ و سنہ ۱۷۷۶ع کے درمیان مختلف
وقتون مین نظر آئین جن کے اندر میسنون کے اسرار ظاہر کرنیکا دعوی تہا لیکن
ان کے مصنف ظاہرا اس فرقہ کی بابت کچہ نہین جانتے تہے سنہ ۱۸۶۸ع مین ایک
دیوانہ شخص نے ایک وعظ موسومہ میسن مذہب دوزخ کا راستہ ہی چہپوایا۔ یہہ نکتہ
چینی کے قابل نہین۔ اسی مضمون کی بہت سی کتابین جنمین یہہ دعوی ہے کہ
فریمیسن مذہب کیا چیز ہے۔ اُسیوقت سے تہوڑے تہوڑے عرصہ کے بعد۔
انگلستان۔ فرانس۔ جرمنی۔ اٹلی۔ مین نظر آئین۔ مثلاً لیس سیکرٹس مسٹریس ڈی لامیکونیری
لی ماشیر اسٹریپٹی (حجاب دور کیا گیا) یا غدر کے خفیہ اسرار کو فریمیسن مذہب نے دلون مین
ترقی دی۔ یورپ کے تمام مذہبون اور گورنمنٹ کی سازش کا ثبوت جو فریمیسن
الومینٹائی اور طلبا کے خفیہ جلسہ مین ہوتی تہین رابیسن نے دیا۔ یہہ وہ
کتاب ہے جسنے مین لوگون کو کم متعجب نہ کیا ہوگا اور جسکی وجہ سے وہ

اپنے دلون مین بلاشک مصنف کے زیادہ شکر گذار تھے کیونکہ وہ درحقیقت
مین لوگون کو بہت خائف اشخاص بتاتا ہے۔ایبی بارل کی کتاب بھی اسی نمونہ کی ہے
پروٹیسٹینٹ فرقہ نے بھی اس فرقہ کے خلاف بڑے زور شور سے لکھا ہے۔
سنڈرز کی کتاب میکبیناک (۱۸۱۸) اور ہنگ سٹنبرگ۔مولر کی کتابین جو بالکل
زمانۂ حال کی ہین ایسی ہی تحریرون کے نمونہ ہین۔

مین فرقہ کے خلاف ایک بہت بڑی ضخامت کی کتاب ڈاکٹر۔ای۔ای
ایکرٹ باشندہ اڈرن کی تصنیف سے ہے وہ تین ضخیم جلدون مین ہے
جو مختلف مقامات پر ۱۸۵۲ء و ۱۸۸۰ء کے درمیان طبع ہوئین۔جنکا خلاصہ ہے
کہ فریمیسنون کو مجرم قرار دینے کے ثبوت کہ وہ تمام بربادی کی کارروائیون کے
اصل منبع ہین۔اُس کو مین فرقہ ہر جگہہ نظر آتا ہے حتی کہ چین مین خفیہ انجمنین بھی مین
ایکرٹ کی راے کے موافق فریمین جرمنی مین الومینیشی و برشسچافٹ کے
پیدا کرنے والے فرانس مین جیکوبن وجبتی ملیا کے۔ اٹلی مین کاربونیری کے
اسپین لبرل اور جیو وائن اطالیہ کے موجد تھے۔اعلیٰ درجہ کے مینو پر حملہ کرنیکی
وجہہ سے یہ مصنف برلن سے نکالا گیا۔

سب سے باوقعت کتاب تین جلدون مین مین مذہب کی مخالفت مین ہیرڈ
سٹاپ مصنف سابق کی تصنیف سے ہے۔ اُسکا نام لیس سوسائٹیز سکریٹ
ایٹ لا سوسائٹی ۱۸۸۲-۸۳ء ہے۔ اس کتاب کا مصنف جو پادری ہے اس فرقہ مین صرف
یہ بُرائی دیکھتا ہے کہ درحقیقت تمام بُرائیان جو دنیا مین ہین خواہ ملکی ہو یا برادرانہ یا
اخلاقی وہ مین لوگون کی پوشیدہ کارروائی کی وجہہ سے ہے جسکا منشا تمام
مذہب اخلاق و انصاف کو پامال کر دینا ہے۔

۱۸۷۳ء مین ایک جرمنی تصنیف موسومہ کلیسا و گورنمنٹ سے فریمیسن کی

پوشیدہ جنگ (جسکا انگریزی ترجمہ ۱۸۷۵ء مین شائع ہوا تہا)۔ اس نے برعظمہم پر انجمن کی کارروائی کے خلاف وہی الزام لگائے تہے۔ اس مین مین مذہب کلیسا کے لیے خطرناک بنا ہوا ہے۔

۱۸۷۵ء مین پوپ پایس نہم نے اس فرقہ کے خلاف دہمکی آمیز مسودہ مشتہر کیا تہا ۱۸۸۴ء مین بحیثیت گرینڈ ماسٹر مارک مین پرنس آف ویلز کے پوپ نے ایک سرکلر (اعلان) جاری کر دیا جسکا نام ہیومینیم جنیس تہا۔ جس مین اوسنے فرقہ کو مجرم ناپاک باغی۔ اور ہر طرح سے خراب بیان کیا۔

اس سال ۱۸۹۶ء کے ستمبر مین مین مذہب کے مخالف انجمن کلیسا کی فراہم کی ہوئی مجلس کا جلسہ مقام ٹرینٹ پر ہوا تہا۔ ۷۰۰ پادریون کے قریب اسمین شریک ہوے تہے اسکا پریسیڈینٹ کارونیل ایگلپارڈی تہا۔

فریمیسن مذہب پر جو مختصر الزام اسقف نے لگائے تہے اُسیکا مصالح پریسیڈینٹ کے پاس تہا یہہ تمام کارروائی اُس جلسہ کی نقل تہی جو پہلی فروری ۱۸۶۲ء مین ہوا تہا۔ پادریون نے بڑی سنجیدگی سے بحث کی مگر اُنہون نے معاملہ کو مشتبہ چہوڑ دیا۔

ڈاکٹر بٹل نے ایک کتاب موسومہ اُنیسوین صدی مین شیطان۔ تصنیف کی جو بڑی بہاری باطل اعتقادی کا نمونہ ہے ایک شخص کا ویٹ ایچ سی نے بعد کو اُس کا ایک جواب چہپوا کر تحقیر سے دیا تہا جسمین وہ تاسف کے ساتہہ بیان کرتا ہے کہ بہت سے ذی مرتبہ اشخاص خصوصاً پادری لوگ اسطرح دہوکہ مین آگئے ہین۔
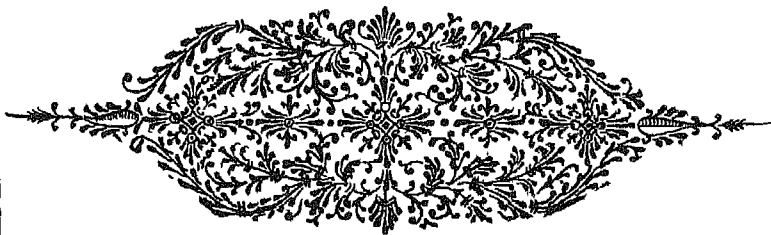
فریمین مذہب کا زوال | جسقدر فریمین مذہب کا حال مطالعہ ہوا اوسیقدر اُسکی بہانہ بازیون سے
پیچھے ہٹنا پڑتا ہے۔ وہ آسانی اور کثرت جس سے ناکارہ چال وچلن کے لوگ
اس فرقہ مین لیے جاتے ہین۔ وہ طریقہ جس سے تمام قوانین سے بے التفاتی
کی جاتی ہے وہ نفرت جس سے ہر ایک بھائی کو جو اصلاح پر اصرار کرتا ہے باقی
لوگ دیکھتے ہین۔

موذی ممبرون کو باہر خارج کرنے کے وقت بہت سی کاذب رسوم کا جاری ہونا
اور خود رسوم کا دہوکہ بازطرز۔ جسکا نشا اوسکو سیراب کرنے کے بغیر شوق کو تحریک دیتا ہے
علامتون کی طفلانہ حالت۔ بہیدون کی بے قدری جسوقت ہر یدپر ظاہر کی جاتی ہے
اور اُسکی بُری طرح سے چہپائی ہوئی کراہت۔ جب وہ آخرکار (سین) پردہ کے
پیچھے پہنچ جاتا ہے اور اُسکو سڑے ہوئے ٹاٹ مین کچھ نظر نہین آتا۔ جس کے
مقابل خوشنما منظر بنا ہوا تھا۔ ان باتون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ لاج نے
فریمین مذہب کو خیرباد کہدیا۔ اس قسم کے فقرا یا دلاورون کے مذہب کی اب ضرورت
باقی نہین رہی جب نہ کوئی ملکی اقتدار ہے نہ ملکی خواہش ہے۔ یا جب اوس کی
کوئی ایسی خواہش ہوتی ہے تو اوسکو مجہونانہ بے اعتدالی سے ظاہر کرتی ہے۔
مثلاً نپولین سوم کی مین عدالت کے روبرو طلبی۔ یا شہنشاہ جرمنی۔ شاہزادہ ولیعہد
پوپ اور مارشل بیرم کا فرانس۔ اٹلی۔ اور اسپین کے مینون سے علیحدہ علیحدہ طلب کیا
جانا اور روڑا کیطرح جہوٹی تحقیقات کے بعد اسطرح طلب کیے ہوئے ملزم کو
جس نے سفینہ پر توجہ نہ کی ہو سزائے موت یا سیاہی صاف انگریزی مین سزا کا
حکم دے دینا ایک جرم ہے جو مارشل بیرم کی ذات خاص پر کیا گیا۔

اب یہہ کسیطرح خفیہ انجمن نہین رہی کیونکہ وہ انجمن جو گورنمنٹ سے منظور
ہو چکی ہے خفیہ انجمن نہین کہلائی جا سکتی۔ جب انکا کوئی دار القرار جسمانی یا دماغی

محنت کا نہین ہے تو ضرور ہے کہ آخر کار خلو معدہ سے ہلاک ہو جاویگی۔ اسکی زندگی دراز ہو سکتی ہے بشرطیکہ تمام طریق و رسوم سے علٰحدہ ہو جاوے۔ جو نہ سادے ہین اور نہ شاندار۔ اور نہ کسی معتبر تصنیف یا اشارہ نامعنی پر مبنی ہین۔
اور اسرارون حماقت آمیز بہانون کو چہوڑ دے۔ اپنے ذمہ وارانہ اصول سکہلانے مین مصروف ہو۔ صرف یہہ ہی ایک دلیل ہے جسپر فریمیسن مذہب اپنی زندگی کے بڑہانے کا دعوے کرسکتا ہے۔

ﻣﺴﻦ لوگون کی راے میسن مذہب کی بابت

میسن لوگ ان بیانات سے خفا ہون گے لیکن اس فرقہ کے ایماندار آدمی جانتے ہین اور کبہی کبہی تسلیم کرتے ہین کہ بیان مذکورہ حق بجانب ہے۔

۱۷۹۸ء مین ایک میسن نے ایک ماہوار رسالہ مین لکہا تہا کہ زمیندار (جو ہمیشہ بہائی ہوتا ہے) شام کے لذیذ کہانے اور شراب مہیّا کرکے اتحاد بڑہاتا ہے۔ جسکا نتیجہ زیادہ رات گذرنے تک بیداری و میخواری ہے۔ زمانہ حال کی دو ثلث کے قریب لاجین ایسی ہین جنہین اس قسم کا اتحاد ہوتا ہے۔

لکہا ہے کہ ہیگارتہہ اس فرقہ کا ممبر تہا۔ اوسنے گرینڈ اسٹوارڈ کے عہدہ کا کام ۱۷۳۵ء مین ٹہیک ٹہیک انجام دیا تاہم اوسکی کتاب موسومہ شب کی تصویر مین عجیب بات یہہ ہے کہ ایک لاج کے ماسٹر کو اوس کی مخمور حالت مین ایک کہپریل ساز نے پہونچایا۔

یہ مصنف ناکارہ ممبرون کے آسانی سے میسن مین داخل ہو جانے پر بہت تاسف کرتا ہے مثلاً (فریمیسن ۱۸۶۵ء) برادر جان مارکر اپنی کتاب زمانۂ قدیم کے مذہب و سائنس کے متعلق اسرار کی تفسیر (ہاگ ۱۸۶۲ء)

ایک بڑا پرجوش میسن کہتا ہے۔ چونکہ میسن فرقہ کا اب انتظام ہوتا جاتا ہے۔ بہم

فرقہ جلد بان دیوانٹ کا فردوس۔ اُن سخی ریاکارون کا فردوس جو خیرات کے زیورون سے اپنے زیورو کو زینت دیتے ہین۔

بیقدر ہین زیور کا کاریگر وہ حرامزادہ سیکڑون سوداگرون بلکہ ہزارو نکو دہوکہ دیتا ہی اُن معدودے چند نرم طبیعتون کیطرف رجوع کرکے جو اپنے روپیئے کا خیال کرتے ہین اور دوسرے ہم طبیعت جو امیری کے دعوون سے روپیہ یا اختیار حاصل کرتے ہین جنکو اُنہون نے ہمارے فرقے کیساتہہ شامل کرلیا ہے۔

یہ باتین میرے خیال ہین اس امر کے ثبوت کے لیے کافی ہین کہ میرے الزام ٹہیک بناپر ہین۔

میسنون کا علم الانشا

میسنون کے علم انشا کے بارہ ہین کچہہ بیان کرنا لغو بات ہی یہ فی الحقیقت ہے ہی نہین۔ سوا اولائیور۔ میکے۔ فنڈل اور ریگن کی لکہی ہوئی کتابون کے کوئی ایسی کتاب نہین جو فریمیسن مذہب کی قابل مطالعہ ہو اور جو فریمیسن کی تصنیف سے ہو۔ جو فریمیسن بہائیون نے بیشمار لیکچر دیے ہین محض سادہ اور خالی از لطف ہین۔ اس ملک ہین اُسکا ماہوار علم انشا ہر حال ہین بالضرور گرب اسٹریٹ کی قسم کا ہے جسمین صرف تجارتی اشتہار ہین۔

مشیخت مآب سوداگر اور خودنما اہلکار اوسکی تائید کرنے والے ہین۔ جو اپنی لاج کی کارروائی کی منادی اسی وضع سے کرایا چاہتے ہین جس سے گاہ گاہ کمزوری مترشح ہوتی ہے۔ تعلیمیافتہ اشخاص کو میسن مذہب ہین بہت کم لطف آتا ہے کیونکہ ذہنی اعتبار سے جب نظر کیجاوے تو اُس کے اندر اُن کے لئے کچہہ نہین ہے وہ ہین ہی جو فرقہ کے ہر ایک فی پلس الٹرا مدارج پر پہونچ گئے ہین اُن کی اصلیت و معنی کی بابت کچہہ نہین جانتے۔

عہد حاضر مین مذہب کی حالت

فریمیسن مذہب کے اس ضروری بیان کے بعد جو گذشتہ و حال سے متعلق ہے۔ یہہ سوال قدرتی طور سے خودبخود پیدا ہوتا ہے۔

(س) اُسکا موجودہ فائدہ کیا ہے۔ کیا اُسکا دعویٰ بے بنیاد نہین ہے۔ کیا وہ ایسا فرقہ نہین ہے جو اپنے بنیاد کی منشا سے زیادہ عرصہ تک قایم رہا ہو۔ کیا اُسکا موجودہ وجود ایک بیکار فعل عبث اور غلطی نہین ہے۔ کیا یہہ تمام جو کچھہ لاجون کے اندر کہا گیا اور کیا گیا اِن بھیدون سے مطلع کردینے کی بابت کوئی دہوکہ نہین۔ یا پچون کیطرح حلف لازمی کرنا کوئی سوانگ نہین ہے۔ اِن تمام سوالات کے جواب فریمیسن کے حق مین مفید نہ ہونگے۔

جب مین مذہب کارگذار تہا (یعنی صرف کاریگرہی داخل ہوتے تہے) تو اُسکا فائدہ بدیہی تہا جسوقت وہ خیالی ہوا یعنی پہلی قید اُٹھہ گئی اور ذہین شخص شامل ہوئے تب بہی ابتدائی مدارج مین زیادہ مفید تہا۔ کم ازکم براعظم مین اور ایک واسطہ کے اعتبار سے اس ملک مین بہی۔ کیونکہ خود یا دوسری انجمنون کی شرکت سے مثلاً الومینشائی۔ اسنے ملکی جبروتعدی کا مقابلہ کیا جو اسوقت تمام یورپ مین پہیلا ہوا تہا۔ اور پادریون کی اندہیر وظلم کے انسداد کے لیے محکمہ تفتیش کا نقیض محکمہ قایم کیا۔ جسوجہ سے پروٹسٹنٹ۔ اور رومن کیتھلک حکام نے اُسکو یکسان عذاب پہنچایا

وہ تیز ترقی جو زمانہ حال مین انسانیت و بےتعصبی سے حاصل ہوئی بلاشک اُس میلان طبع کیوجہ سے ہے جو خیال مین فرقہ کو بعد مین پیدا ہوا تہا۔ ملکی کارگذاری کیوجہ سے بہی اس صدی مین تمام ملکون مین سوائے انگلستان اوس زمانہ مین قایم ہوئی تہی جبکہ مذہبی علم و سائنس تحصیل کرنا صرف معدودے چند کا حصّہ تہا۔ اس نے اُس علم کی جو اُس زمانہ مین فقط ایک چہوٹا سا چشمہ تہا غفلت و باطل اعتقادی کی گہاس کو جڑ سے اُکہاڑنے مین حفاظت کی۔ لیکن آج کل وہ

چھوٹا سا چشمہ۔ زمانۂ حال کے سائنس کے بے انتہا اور ہر روز ترقی کرنے والے سمندر سے ملگیا۔ جو اپنی تحقیقاتون کو بہادری کے ساتھہ تمام دنیا مین مشتہر کرسکتا ہے۔

پس وہ جماعت جو سعد و دے چند کے لیے علم رکھنے کا دعوے کرے وہ تنزل پذیر فرقہ ہے۔ فیلو نے ۱۸۷۰ء کے قریب انگریزی مین کی جیسا کہ وہ اُسوقت مین تہا اور جیسا مناسب ہوسکا ہے یون تعریف کی ہے۔

لاجین بلا تمیز ممبرون کو داخل کرلیتی ہین۔ رسومات ادا کرنے مین مصروف بہیدون کو بغیر سمجھے دکھلانا۔ خوب کہانا پینا و ہضم کرنا۔ اور جسطرح کے باقاعدہ انگریزی لاج ہین۔ کبھی کبھی خیرات بہی دیتے ہین۔

مین رسوم کی خود نمائی

ہزارون عمدہ آدمی ایسے بہی ہین جنہون نے اندر سے لاج کی صورت اچھی طرح نہین دیکھی پہر بہی اصلی فریمیسن ہین۔ سخی دل۔ مہذب جو قدرت اور نوع انسان کی ترقی کے مطالعہ مین مصروف خواہ اخلاقی ہو یا ذہنی۔ ایسے اصحاب جو ملکی و مذہبی تعصبات سے بری۔ ایسے بہی ہزارون ہین جو میسن مذہب کے ہر ایک درجہ مین گذرے ہوئے تاہم میسن نہین۔ وہ لوگ جنہون نے مجاز کو حقیقت کی جگہہ ذریعہ کو نتیجہ کی جگہہ رسومات کو فریمیسن مذہب کی جگہہ سمجہہ رکھا ہے لیکن لاج مع اپنی تمام علامات کے میسن خیال کی فقط صورت ہے۔ مگر زمانہ موجودہ مین یہ صورت مناسب کیا۔ بلکہ اُس زمانہ مین عین ضرورت تہی جسوقت جاری ہوئی تہی اب تو غلط تاریخ ہوگئی۔ بعض رازون کی بناوٹ بچون کے موافق صرف کمزوری ہے جس منشا کی پیروی آج کل کے میسن اصحاب ظاہر کرتے ہین برادرانہ محبت۔ بنی نوع انسان کی امداد اور راستی ہے۔ یقیناً مفید مقاصد کی پیروی کے لیے کسی حصۂ رسوم۔ روایات اور تکلفات کی ضرورت

نہین۔ باوجود اُس بڑی نمایش کے جومین رسالون مین اس فرقہ محترم کے مخصوص علم وسائینس کے متعلق کی جاتی ہے کون سے نئے حالات یا اصول متعلقہ سائینس ایسے ہین جن کی بابت اہل مین دعویٰ کرسکتے ہین کہ یہ بطور خفیہ راز کی ہین جو عرصۂ دراز سے قایم ہین۔ جو لاجون کے اندر مطالعہ وغور کا منشا قرار دیے گئے ہین۔

(ج) اِس قسم کی کوئی بات نہین۔ شہنشاہ فریڈرک سوم کے عمدہ خصائل وصفات نے جو لاٹکپن مین فریمسن مرید کیا گیا تھا۔ گرینڈ ماسٹر کے عہدہ سے استعفا دلایا جو صبر ومحنت کی تحقیقات کے بعد جسمین اعلیٰ رتبہ ہونے کی وجہ سے اُسکو غیر معمولی سہولت مل گئی تھی مین لوگون کے بے اصل وخود نما ہونے سے سیر ہوگیا تھا۔

مین مذہب سے علم کی اشاعت نہین ہوئی۔ ہم کو بحیثیت مین ہونے کے سائینس وعلم کچھ حاصل نہین ہوتا۔ یہہ فرقہ اس ملک مین ملکی ومذہبی بحث سے حلفاً انکار کرتا ہے اور پھر بھی اُسکا دعوےٰ ہی کہ نوع انسان ترقی کے بارہ مین میرے زیر بار احسان ہین۔ اگر وہ موقوف ہوجاوے تو دہنی تاریکی تمام دنیا مین پھیل جاوے۔ لیکن اس ترقی کا نتیجہ کسطرح سے عمل مین آئیگا۔ اگر اُس کہنہ مرض مین دست اندازی نہ کی جاوے جو مذہبی وملکی طریق مین موجود ہے۔

اِسکی مثال یہہ ہے جیسے کوئی فرقہ علم کی ترقی کے واسطے علم کیمیا وجر ثقیل کے مسائل سے حلفاً انکار کرے اور سائنیس مین فوائد پہنچانے کی شیخی مارے۔ یہہ وہ ہملٹ ہے جسکا ایک حصّہ فروگذاشت کر دیا گیا ہے۔

اگر مین مذہب آیندہ رہنے کی خواہش کرتا ہے تو اُسمین تعلیمیافتہ لوگون کی زیادہ لاجین بننی ضرور ہین اور صرف عام اشخاص اور سوداگر جنہون نے آج کل لاجون کو اپنے اسباب کی منڈی بنا رکھا ہے کم ہوجانے چاہئین۔

فریمسن مذہب زمانہ حال اٹلی

زمانۂ حال مین مین لاج اٹلی کا نیا انتظام ہوا ہے۔ اُس کا اشتہار قابل توجہ ہے جسمین اُن اصلاحون کو بتلایا ہے جس کی ضرورت نہ صرف اٹلی مین ہے بلکہ ہر جگہہ ہے جہان فریمسن مذہب موجود ہو اُسکا منشا فریمسن مذہبی یہہ ہے کہ بنی نوع انسان سے عالمگیر محبت کو اعلیٰ پیمانہ پر بڑہایا جائے قومون مین خود مختاری واتحاد کے اصول کو ترقی دیجاوے۔ ایک دوسرے کے ساتھہ برادرانہ واسطہ قایم ہو ہر مذہب مین بے تعصبی وعبادت مین مساوات ہو مخلوق کے تمام گروہون مین اخلاقی وجسمانی ترقی ہو۔

علاوہ برین وہ اپنے آپ کو ہر ایک حکومت سے آزاد بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اٹلی کا فریمسن مذہب روئے زمین پر کسی دوسری بادشاہ کی قوت کو تسلیم نہ کرے گا۔ بلکہ سچی دلیل اور عام ایمانداری کو تسلیم کریگا۔

اُسکا بیان جو خاص توجہ کا محتاج ہے وہ یہہ ہے کہ فریمسن مذہب اسلیئے نہین ہے کہ پوشیدہ علامات۔ مغرور رسوم و بے ٹھکانہ خواہشون مین محدود ہو جس سے یہہ فرقہ حقارت مین دبا جاتا ہے۔ چونکہ فریمسن تمام انسانون کا مذہب عام ہے اسلیے وہ گورنمنٹ کی صورت مین مصروف نہین ہوتا۔ بلکہ وہ ایسے خیالات مین مصروف ہوتا ہے جو مستقل وعام ہین۔

برادرانہ اصلاح مین مطلق قیاس سے جو سربستہ خواہشون پر مبنی ہین پرہیز کرنا چاہیۓ۔ محنت کا معاوضہ مہذب برادری مین بہت ضروری ہے۔ فریمسن مذہب مجہولی (کاہلی) کے خلاف ہے ✝

مذہبی سوالات فریمسن مذہب کی حد سے باہر ہین۔ ایمان انسان۔ بذاتہٖ خلاف ورزی کے قابل نہین ہے۔ اُسکو مطلق کسی مذہب سے کوئی واسطہ نہین ہے مگر اپنے جوہر مین خود مذہب کو ظاہر کرتا ہے۔ برادری کے اصول پر جان دادہ ہوکر

وہ عام بے تعصبی کا وعظ فرماتا ہے۔ اُس کے فقہ مین مختلف مذاہب کی بہت سی علامتین شامل ہین مختلف مذاہب کے مختلف اصول مین سے وہ خالص سچ کو انتخاب کرلیتا ہے۔ اُسکا مذہب و منشا ذات معبود کی پرستش ہے جس کا اعلیٰ درجہ کا ہر ایک پادری کے معاملہ سے علیحدہ ہو کر دنیا کے بڑی معمار کے معاملہ کیطرف ہے۔

ایمانداری و انسانیت ہین دنیا مین معبود کا مجرّد مفسّر ہے۔ عبادت کے ظاہری طریقون کے بابت یہہ ہے کہ فریمین مذہب نہ تو کسی طریقہ کو قایم کرتا اور نہ کسی کی تائید کرتا ہے۔

اوسنے ہر شخص کو اُسکی خود مختار پسند پر اُس روز تک چھوڑ رکھا ہے جو شاید دور نہین ہے جبکہ تمام آدمی بغیر درمیانی واسطون اور بیرونی صورتون کے حقانیت کی پرستش کرنے لگینگے۔

جسوقت انسان اپنے خفیہ تعلقات مین غیر محدود ذات کے ساتھہ مذہبی خیالات کو بارآور کرتا ہے وہ دنیا کے ساتھہ تعلقات مین سائنس کے خیال کو بارآور کرتا ہے۔ سائنس حق ہے اور فریمین مذہب کا نہایت قدیم شعار ہے۔

مفرد انسان کے تعلقات اُسکے ہمعصرون کے ساتھہ مخصوص کرنے مین فریمین مذہب اس امر کی تائید کرنے کے لیے پابند نہین کرتا۔ کہ دوسرون کے ساتھہ وہ کیا جاوے جو کچھہ ہم چاہتے ہین۔ کہ دوسرے ہمارے ساتھہ کرین بلکہ نیکی کرنا برائی کی مخالفت کرنا۔ ظلم کو تسلیم نہ کرنا۔ خواہ وہ کسی صورت مین پیش آوین سکھلاتا ہے۔

فریمین مذہب اُس روز کا منتظر ہے جبکہ مانیٹر۔ اور میریمک کے لوہے کی چادرین کٹکر دخانی پل بنجاوینگی۔ جب انسان۔ آزادی و سائنس سے نجات

پاکر ذہات کی حسنا لص خوشی کالطف اُٹھادیگا۔ جبکہ صلح اُس دولت و طاقت سے زرخیز ہوکر جو اسوقت جنگ مین مصروف ہو رہی ہے درخت زندگی کا نہایت خوبصورت پھل لاویگی۔

مطلوبہ اصلاح — اسلئیے مین کی رسوم مین طفلان مکتب کا سا کھیل ہوئے پر بہت افسوس کیا جاتا ہے جو کہ ایک فرقہ کو زمان ماضیہ کیطرف پھر کھینچکر لے جاتا ہے۔ جو زمانہ آہیندہ مین آگے دیکھنا چاہیئے۔

یہ صاف ظاہر ہے کہ اب فرمیسن اس حالت مین قایم نہین رہ سکتا۔ اِسکی اصلاح ضروری ہے اور چونکہ ڈی کاسٹر وجس سے مضمون بالا لیا گیا ہے یہ خیال کرتا ہے کہ اسپین اٹلی کی عزت ہوگی کہ ایسی اصلاح مین پیشوا بنجاوے اور ہر ملک کی اپنی عزت ہی جو اسکی ابتدا کرے فرمیسن مذہب مجروحون کے لیجانیکی گاڑی نہین بلکہ مقدمہ لشکر ہونا چاہیے۔

زمانہ حال کا فرمیسن مذہب — گذشتہ صدی کے شروع مین کہتے ہین کہ میسن مذہب کا کام کرنیوالا زمانہ ختم ہوگیا۔

۱۷۱۶ء مین فقط چار لاج لنڈن مین موجود تھین۔ ایک تجویز باتفاق پاس ہوئی کہ میسن مذہب کے استحقاق صرف کارکن معمارون پر آیندہ سے محدود نہ رہین بلکہ مختلف پیشون کے آدمیون کے لیے وسیع کردیے جاوین۔ بشرطیکہ وہ باقاعدہ اس فرقہ مین شامل کیے جاوین۔

موجودہ سسٹم مین مذہب کا اسطرح شروع ہوا۔ اصلی قواعد۔ قدیمی نشانات علامات اور رسوم قایم رہین۔ اس انجمن نے برادرانہ محبت۔ مدد۔ اور صداقت کو اپنا بنایا۔ اصول مشتہر کرکے اپنی کارروائی کے لیے ایک وسیع میدان حاصل کرلیا۔ اُن کے طریق کارگذاری نے کہا سے نتیجہ مین ظرافت تک وسعت پیدا کردی۔

اس ملک مین جدید مین مذہب کی تاریخ مین کوئی ایسی بات نہین جو قابل
تحریر ہو۔ لاج اور فرقہ کے درمیان چھوٹے چھوٹے جھگڑون سے مین۔
اخبارون کے پُر کرنے مین مدد ملتی ہے۔ لیکن عام دنیا کے لیے اُس
سے کوئی فائدہ نہین۔ اور کسی مفید علم کی نسبت جو اہل مین سے پیدا ہو سکے
یہہ تو صریح دہوکہ ہے۔

تاہم یہہ بات خیال کرکے اس فرقہ کے ممبرون کی تعداد لاکہون ہے
موجودہ حالت اور آیندہ کی امیدین کسیقدر خیال کرنے کے قابل ہین۔

یہہ بات مسلّہ ہے کہ اُس کی سخاوتین انگلستان مین کسیقدر وسیع
پیمانہ پر کی جاتی ہین۔ اسکی وجہ باعزت پیشون کے سبب سے ہے۔
مین لوگ خصوصاً فرانس کے مین اپنے جرگہ کو فیاض انجمن کہلانے سے بہت
اعتراض کرتے ہین۔

۱۸۶۱ء مین اُنہون نے بیان کیا تہا کہ ہماری سخاوتین ہمارے جلسے
کا نتیجہ ہین۔ اُسکا انتشار نہین۔

کوایٹور کارونیٹی لاج مین مذہب کے علمی نقص جو بخیال حق الامر و بحیثیت بی
لوٹ مورّخ کے مجبوراً بیان کردیے ہین۔

سمجھدار لوگ خوب جانتے ہین۔ اور اسی واقفیت سے ۱۸۸۶ء مین کاٹورکا
رونیٹی لاج کی بُنیاد پڑی۔

اس مین شریک ہونے کے لیے ممبرون مین علمی یا صنعتی لیاقت ہونی
چاہیے۔ یہہ امر بذات خاص قابل امتیاز ہے۔ جیسا کہ خیال گذرتا ہے
یہہ لاج مشہور مین مورخون اور علماے علوم قدیمہ سے بنی ہے۔ اس وجہ سے
اس کی حیثیت اور مین لاجون سے بالکل جداگانہ ہے۔

اس کے مقاصد یہہ ہین کہ مین علم کو کاغذات پڑہے جانے اور لاج کے اندر اُن پر بحث ہونے سے ترقی ہو۔ کار روائیون کو شایع کیا جاوے۔
قریمین مذہب کے متعلق جو کمیاب اور قیمتی کتابین ہین۔ مثلاً قلمی کتب جو فریمین مذہب سے متعلق ہین بسبو کوک کی ھارلین اور لیڈون کی قلمی کتابین۔ یا چھاپہ کی کتابین۔ مثلاً اینڈرسن کا ضابطۂ قانون ۱۷۲۳ء یا میسنون کے سارٹیفکٹ کی تجدید۔
ان امور کو اس لاج نے اُن مجلدون مین شایع کیا ہے جو ارس کو اینٹو رکارونیٹورم کے نام سے موسوم ہین۔
یہہ مجلد مشرح نہایت عمدہ چھپی ہے۔ لاج سے متعلق ایک خط و کتابت کا محکمہ ہے جسکے ممبر دنیا کے تمام حصون مین رہتے ہین وہ گویا میسنون کی علمی انجمن ہے۔ جسکا منشا فرقہ کو ترقی دیتا ہے۔ ترقی سے مراد صرف مین مذہب کی اشاعت سے ہے۔
دوبارہ کی نا لیقین اپنی بیش بہا انشا و فاضلانہ شرح سے جو اُن کے ساتھہ ہین۔ مین مذہب کی ایک حد تک وقعت بڑہاتی ہین۔ جس سے انسانون کی ذہانت اُسکی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے۔ جو اب تک نہین ہوتی تھی۔ اس وجہ سے کو اٹو رکارونیٹورم کی محنت اس قابل ہے کہ فرقہ اُس کی دل سے امداد کرے۔
نہایت باوقعت ایشیا کے مین لاجین ہندوستان مین ہین۔ وہ انگلستان و اسکاٹ لینڈ کی گرینڈ لاجون کے ماتحت ہین۔
کرۂ ارض کے مختلف حصون مین نوی گرینڈ لاج اور قریب بارہ ہزار کے لاج ہین ممبرون کی تعداد (۱۲۵۰۰۰۰) ہے۔ متعدد ممبرون کی تعداد جو ہمیشہ

لاج مین حاضر ہوتے اور چندہ دیتے ہین اسکی نصف تعداد ہو گی. انگلینڈ جرمنی. فرانس. اسپین. پرتگال روس سوئٹ زرلینڈ سویڈن. پولینڈ. ترکی. افریقہ. اوشینیا. امریکہ. وغیرہ سب ہی جگہہ تو لاجین ہین۔

فریمسن ہو یا کوئی اور خفیہ انجمن۔ ہمیشہ زمانہ شور و شغب مین جبکہ فرمانروا کے عمل اختلاف کو بر داشت نہین کر سکتے وجود مین آیا کرتی ہے اسلیے ایسے جلسون کی ضرورت سمجھی گئی کہ نیک طبیعت و دانشمند لوگ جو شور شون کو ناپسند کرتے ہین ایک جگہہ جمع ہو کر آپس مین اپنی رسم و اتحاد کو بڑھائین۔ ملک و قوم کو نفع پہونچائین۔

حال مین ایک مخفی انجمن ایران مین قایم ہوئی تہی جسمین علمار۔ امرار۔ اور تاجر شریک ہوئے اور جسکا نتیجہ اصلاح ملک اور تقرر پارلیمنٹ ہے۔

کسی وقت مین روحانی قوتون سے بہی کام لیا جاتا تہا۔ رفتہ رفتہ مرور دہور سے وہ روحانی قوتین تو باقی نہ رہین فریمسن مین یہی ربط و اتحاد کے اصول باقی رہ گئے ہین۔

فریمسن مین اسلام کے خلاف کوئی بات نہین

فریمسن کی نسبت جو شبہات عوام مین پہیلے ہوئے ہین اُسکا بڑا سبب یہی ہے کہ واقعی حال غیرون پر کہلنے نہین پاتا۔ بے تحقیق جسنے جو چاہا سمجھہ لیا۔ یہہ نام یہہ انجمن اور اُس کے تمام متعلقات شبہ کی نگاہ سے دیکہے اور بدگمانی سے سُنے جاتے ہین لاج کو طلسم کدہ خیال کر رکہا ہے۔ عوام حتیٰ کہ ملازمان لاج تک اس کو جادو گہر کہتے ہین۔ یہی سبب ہے کہ ہم کو کسیقدر صراحت سے اسکا حال انتخاب کرنا پڑا۔ اس انجمن کا بجز اتحادی اغراض کے کوئی دوسرا پہلو خلاف ملک و ملت اور مذہب نہین۔ ملکی و مذہبی بحیثین اسکے اصول کی روسے قطعی خارج ہین ملحد۔ رومن کیتھلک۔ مشرک۔ مجنون۔ فاترالعقل۔ اٹہارہ برس سے کم عمر والے انتخاب

عورتین اس انجمن کی ممبر نہین ہو سکتے۔
قانون مین ایسے لوگون کو جو وحدانیت کے منکر یا ناقابل ہین اپنے فرقہ مین شامل کرنے کا سخت مخالف ہے۔ اسیطرح پولیٹکل و مذہب کی بحث کا مانع ہے۔ مثلاً ایک ممبر انگلینڈ کا۔ دوسرا[2] روس کا۔ تیسرا[3] جاپان کا۔ چوتھا[4] ترکی کا رہنے والا ہے تو یہہ ناممکن ہے کہ ان ممبران مین سے کوئی شخص ایک گورنمنٹ پر نکتہ چینی یا دوسرے کی تعریف کرے۔ یا حیلتاً و صراحتاً۔ کوئی مذہبی تذکرہ چھیڑے۔
جرمنی کے مشہور مصنّف لیسٹنگ کا قول ہے۔ اُسنے مین بنائے جانے کے بعد یہہ بیان کیا تھا۔ جسوقت ماسٹر نے یہہ امید ظاہر کی کہ لیسٹنگ نے کوئی چیز خلاف سلطنت و مذہب واخلاق کے اس فرقہ مین نہ پائی ہوگی تو لیسٹنگ نے جواب دیا۔ نہین۔ مجھے کوئی ایسی چیز نہین ملی۔
جب ملکی و مذہبی تذکرون سے یہہ انجمن پاک ہے تو صرف اخلاقی و اتحادی جلسہ رہ گیا۔
ہر شریک کو حلف اُٹھانا پڑتا ہے مگر اُس کی پابندی ممبر کیواسطے بجز اسکے اور کچھہ نہین ہوتی کہ اخفا رکھے اور خاص اخلاقی فرائض کو پورا کرے اخلاقی فرائض کے اخفا مین اہتمام بلیغ کا کیا جانا تعجب سے خالی نہین۔ خیر یہہ ایک معاہدہ کی پابندی ہے لیکن یہہ امر وثوق کے ساتھہ کہا جاتا ہے کہ اسلام کے خلاف کوئی بات فریمیسن مین نہین ہے۔ ہمارے دوستون مین چند پاک نفوس ایسے اس مین شریک ہین جو بندگان خدا کے خیر اندیش و فرائض پنجگانہ کے سختی کے ساتھہ پابند۔ تلاوت گذار۔ بزرگان دین کے معتقد۔ اسلامی بہی خواہ راست کردار مسلمان ہین۔

اور ایسے بہی ہونگے جو خود غرضانہ پالیسی کی بنا پر ہم قوموں ہم مذہبوں حتےٰ کہ دوستوں و عزیزوں کی ایذا دہی میں بدنام پائے جائینگے۔ جو اپنے مذہب اسلام کی بیخ کنی کو اپنا ذریعہ شہرت سمجھتے ہونگے۔ اور ایسے بہی ہیں جو کسی اعتبار سے درجۂ امتیاز نہیں رکھتے۔

کوئی مثال ہمارے علم میں اس زمانہ کی ایسی نہیں ہے کہ فریمسن نے انسانی ہمدردی کی بنا پر یا اخلاقی لحاظ سے ظالموں کے سزا دلانے یا مظلوموں کی دادرسی میں سعی کی ہو۔ ممکن ہے کہ عام ہمدردی اس کے اصولوں میں شامل نہ ہو۔ صرف ممبروں تک محدود ہو جو ہمپر ظاہر نہیں ہو سکتی ہے۔

ہندوستانیوں کی شرکت زیادہ تر اس بنا پر سنی گئی کہ بڑے بڑے معزز یورپین سے برابری کی ملاقاتیں ہوں گی۔ لارڈ۔ ڈیوک حتےٰ کہ قیصر تک کے مسن برادر کہلائیں گے۔

ہمنے خود اپنے ایک شناسا کو کہتے ہوئے سُنا جبکہ وہ لندن جارہے تھے کہ قیصر ایڈورڈ ہفتم ہمارے مین برادر ہیں۔ اُنسے بے تکلف ملنا ہو گا۔ یہہ ایک متنائی عزت اضافی اہل ہند کو اس جانب مایل کرتی ہے۔

خوبی تقدیر سے اب ہندوستانیوں کے لاج علحدہ کر دیے گئے وہ امتیاز بہی باقی نرہا رہی یہہ بات کہ ان خوش صحبتوں میں منہات شرعی کا استعمال ہوتا ہے۔ قیاس چاہتا ہے کہ جو چیزیں آزاد قوم میں مستعمل ہیں اُنکا وہاں ہونا خلاف عقل نہیں۔ مگر یہہ فعل اختیاری ہے۔ اس کو مسن کے قواعد سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر عادت ناجائز اشیاء کے استعمال کی ہے تو بغیر مسن کے کون مانع ہر ہاں یہہ کہنا بیجا نہ ہو گا کہ جلسہ احباب کے لحاظ سے سوسائٹی کے رنگ مین ڈوبنا زیادہ آسان ہے۔

ہماری رائے مین مسلمانون کے لیے شرکت مین کوئی محمود چیز نہین - علاوہ بدگمانیون کے وہان کے اخراجات کا بار اوسط آمدنی کا شخص بخوشی برداشت نہین کرسکتا - اس کے سوا کوئی کیساہی باوقار ہو اوسکو اول ایک ادنے ممبر لاج سے اپنے آپ کو کمتر درجہ مین تسلیم کرنا ہوگا کیونکہ لاج مین بتدریج ڈگریان - درجے عطا ہوتے ہین - جب تک ایک زمانہ نہ گذرلے وہ کوئی درجہ امتیازی حاصل نہین کرسکتا -

لہذا کسی بڑے مرتبے والے کے لیے یہ کسقدر ننگ کی بات ہے کہ وہ معمولی آدمیون کا ماتحت بنکر رہے - اور پھر اُس انجمن مین جہان دینی یا دنیوی یا ملکی نفع کی آیندہ امید نہین -

ہمارے رہبر کامل سید المرسلین فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلامی اخوت وہ قایم فرمادی ہے کہ مسلمان جسقدر چاہین اور جہان چاہین علانیہ بلاخوف مذہبی لاج عمدہ سے عمدہ قایم کرسکتے ہین اور قایم کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے - ہماری ہر عبادت گاہ مسجد وخانقاہ بنے بنائے للاج ہین جسمین تہوڑے سے اتفاق و اصلاح کی حاجت ہے -
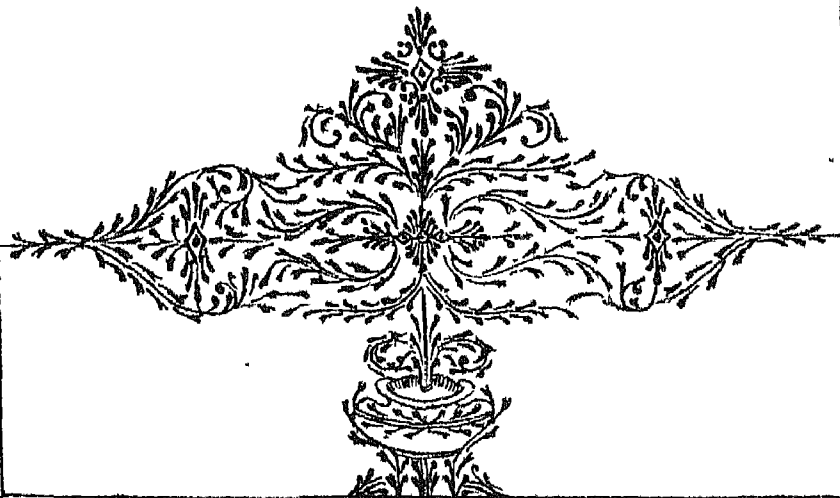
ہمارے بانی مذہب یا اُن کے مقدس جانشینون سلنے جو ملک گیری جہانداری۔ اُلو العزمی۔ علوشان اور پاکیزہ اخلاق کے جلوے دنیا کو دکھائے وہ کارنامے آج آئینہ کیطرح تاریخی صفحون پر ہمارے ہاتھہ مین ہین۔ اُن کے علاوہ بڑے بڑے جلیل القدر اسلامی فرمانرواؤن کے تذکرون سی ہمارے دل وگوش بے خبر نہین۔

مگر آج ہم اپنے قومی حکمرانون کا مرتبہ ایسے دائرہ مین محدود کرنا چاہتے ہین جو کسی متبرک امام مسجد یا کسی خانقاہ کے اہل سجادہ کے لیے زیادہ موزون ہے۔ جن کی صحبت مین سواے حال وقال کے دوسرا ذکر نہین ہونے پاتا۔ یا معتقدین الدّنیا جیفۃٌ وطالبہا کلابٌ کا زمزمہ سُناتے رہتے ہین۔ یہ حالتین بھی بجائے خود بشرطیکہ ریا نہون بیحد قابل قدر ہین مگر ہمارے طبقہ اوّل کے اسلامی فرمانرواؤن اور مسلسل اُن کے جانشینون کے حالات سے کسیقدر بیگانہ ہین۔ اگر وہ تنہا گوشہ مین بیٹھکر سبحہ گردانی کرتے یا خانقاہ مین توجہ دیتے رہتے تو آج دنیا کی تاریخ مین مسلمانونکا نام جو سنہری اور جلی حرفون مین دوسری قومون کو نمایان نظر آتا ہے وہ کہان دکھائی دیتا۔

ہمارے مذہبی قانون کلام پاک کی تعلیم۔ ہمارے ہادی برحق کی تلقین۔ اُس کے مقدس جانشینون کی تقلید ہم کو صاف ہدایت کر رہی ہے کہ لا رہبانیۃ فی الاسلام۔

دیگر پابندان مذہب ترک دنیا کے بعد زہد حاصل کرتے ہین۔ لیکن مذہب اسلام کے پیرو دنیا مین رہکر لذّات دنیوی پیش نظر رکھکر نیکی کے ساتھہ دنیا کو برتتے ہین۔ اور زاہد ہوتے ہین۔

حکماے یونان مین ایک نامور حکیم کا طرز تعلیم یہ تہا کہ برائی سے بہلائی نکالتی - پارسائی کی تعلیم کے لیے اپنے شاگردون کو فسق و فجور کے مقامون مین لے جاتا - علم و فضل کی ہدایت کے واسطے جاہل اور ناشایستہ لوگون کی صحبت دکہاتا - بالضد علاج بہی ایک طریقہ ہے -

اہل فقر مین بہی دو گروہ ہین - ایک فارغ مشغول - جس کے حالات تارک الدنیا لوگون سے مشابہ ہین - جو دنیا سے فراغت حاصل کر کر تنہائی مین عبادات الٰہی بجالاتے ہین -

دوسرے مشغول فارغ - جو باوصف محرکات دنیاوی اپنے نفس پر پوری قدرت رکہتے ہین - اور جادۂ اعتدال سے باہر نہین ہوتے یہہ مشکل مرتبہ ہے اسلام زیادہ تر اسی طریقۂ تعلیم پر اصرار کرتا ہے - اور امیر اسکے مصداق ہین -

جہان تک ہماری یاد ہم کو مدد دیتی ہے ہمنے کسی تاریخی کتاب مین دیکہا ہے امیر تیمور صاحبقران ایک بزرگ صاحب نسبت کی خدمت مین حاضر ہوئے - جب اُن سے ملے تو اُن کی قوت روحانیت نے ایسا بے اختیار کیا کہ کمر سے تلوار کہولکر اُن بزرگ کے سامنے رکہدی اور استدعا کی کہ مجہہ کو حلقۂ مریدی مین لیکر تعلیم درویشی فرمائیے -

وہ بزرگ مسکرائے اور فرمایا کہ آپ کی خواہش کا کل جواب دیا جائیگا شب کو عالم رؤیا مین امیر تیمور نے دیکہا کہ دربار حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہے جس مین ہزارہا متبرک صورتین حاضر ہین - وہ بزرگ بہی جن سے امیر نے استدعار بعیت کی تہی موجود

ہین۔ وہ بزرگ امیر تیمور کو لیکر پیشگاہ حضور ؐ مین باادب حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یہہ شخص سلطنت چھوڑ کر درویشی کا مستمنّی ہے۔

حضور اقدس ؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے امیر تیمور سلطنت انعام الٰہی ہے۔ تم کو تلوار اسلیے عطا ہوئی ہے کہ دین الٰہی کی مدد کرو۔ بندگان خدا کی حاجتین برلاؤ۔ یہی تمھاری ولایت و درویشی ہے۔

یہہ واقعہ اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ ایک منصف باخدا عادل۔ رعیت پرور بادشاہ کا مرتبہ ہرگز کسی صاحب روحانیت بزرگ سے کم نہین۔

بادشاہ کی ایک ساعت کا انصاف عبادت صدسالہ کی برابر ہے

ھز مجسٹی امیر افغانستان کے حالات خود اس امر کے شاہد ہین کہ اُن کا عہد حکومت۔ کیسا مبارک۔ اور باانصاف دور ہے۔ اُن کو اپنی جہانبانی کے ذمہ دارانہ فرائض ادا کرنے مین کسدرجہ انہماک ہے۔

پھر اون مین ایک تارک الدّنیا امام۔ یا گوشہ نشین صاحب سجادہ کے خصایل کی جستجو یا انسانی دائرہ سے بڑھا کر کسی فرشتہ کی خو بو تلاش کرنے حدود دانش سے بالکل علحدہ ہے۔

تمدن یافیشن | کلام الملوک ملوک الکلام - یہہ مقولہ ہر سلطنت کے خزاین معقولات کی کلید مستحکم ہین سے ہے - فن معاشرت مین یہہ بات بدیہات سے قرار دی گئی ہے کہ کسی قوم کی مجموعی قابلیت اُسکی سلطنت کی شکل مین عمل کرتی ہے - یا یون کہنا چاہیے ہر سلطنت مین افراد قومی کی قابلیت کا نمونہ اُسکی سلطنت ہوتی ہے - اسمین خواہ کلام - خواہ وضع - خواہ لباس شمار کرلیا جاوے - اسی بنا پر مدبران وقت کی اجازت نہین کہ عامہ خلایق رموز سلطنت سے متفحص ہو -

کسی مضمون پر بحث کرنے کے لیے ضرور ہے کہ بحث کرنے والا اُس فن کی تفصیل اور موضوعات سے واقف ہو - چہ جائیکہ بحث مضمون سلطنت سے ہو اُسکے مراتب اُس کی رفعت اور اُسکا جلال ہیبت معمولی علم سے خارج اور معمولی نگاہون کو خیرہ کرتا ہے -

ہم نہین چاہتے تھے کہ ایسی بلند ہواؤن کی آمد و رفت سے بحث کرین - چونکہ یہ بحث زبان زد خاص و عام ہو چکی ہے لہذا ضرور ہوا کہ اسکے مالہٗ و ما علیہ پر ایک نظر سرسری ڈالی جائے -

بادشاہون و سلاطین پر جو اعتراضات ہوتے ہین اُن کا مجیب ہمیشہ الزام تملق کے خطر مین رہتا ہے - مگر اس ڈر سے اپنے منصبی فرض کو ترک کرنا نہ صرف دلیل کمزوری و جبن ہے بلکہ اُس حق کا خون ہے جو ہر مورخ کی گردن پر اُن فرمانروایانِ عالم کا ہے جو اپنی زندگی ملک و قوم کی صلاح و فلاح مین صرف کرتے ہین -

ناعاقبت اندیشان و گوشہ نشینان ضرور ہر بحثی امیر افغانستان پر یہ اعتراض بھی کرتے ہین کہ سیاحت ہند مین اعلیحضرت نے مالی حُسن نظم و تتبع لباس اجانب کیا - سب سے پہلے ہم کو وہی معذرت پیش کرنا ہے جسکا ذکر اجمالاً اوپر کر آئے ہین یعنی ع

رموز مملکت خویش خسروان دانند

اُس کے بعد یہہ کہنا ہے کہ جہان تک ہم کو علم ہے اعلیحضرت امیر کے اخراجات اس سیاحت ہند مین تین قسم سے خالی نہ تھے۔

اوّل امور مفید عام کی اعانت۔ دوسری خیرات تیسری تحفظ شان جو سلاطین کے شایان ہی
اوّل قسم مین وہ عطیات خسروانہ ہین جو آپ نے علی گڈہ کالج وحمایت الاسلام لاہور وغیرہ کے لیے مبذول کیے۔ دوسری نذرات جو زیارت ومجاورون پر ارزانی فرمائے یا غیر مذاہب کے معابد ومنادر کو عطا کیے اسی قبیل سے اُن کے وہ اصراف ہین جو فینسی فیر وغیرہ مین محتاجونکیلئے کیے گئے فینسی فیر اہل مغرب کے یہان وہ خاص موقعے ہین جہان میلے کے طور پر نفیس نفیس چیزین دولتمندون کی لیڈیان تاجرانہ شکل مین امراء کے سامنے پیش کرتی ہین۔ اور اُن کے محاصل سے حاجتمند وغربا کی مدد کیجاتی ہے۔

ایسے موقعون پر خرید فروخت نہ تجارت کی غرض سے ہوتی ہے نہ نمائش کے خیال سے بلکہ محض امدادی اغراض وکار خیر کی بنا پر۔

تیسرے وہ صرف جو اپنی تحفظ شان ومرتبہ یا ضرورت ملک کیلحاظ کیے گئے مثلاً ایک بادشاہ جسکی قوم سپہگری کے لیے نام آور ہو غیر ملک کی تجار کے یہان گھوڑے یا دیگر اسباب حرب دیکھے تو نہ صرف بلحاظ تہذیب بلکہ باعتبار ضرورت اُس کو کچھ خریدنا لازمی ہوجاتا ہے۔

اسیطرح ضروریات لباس جو ایک ملک مین نہ ہوتی ہون اور دوسرے ملک کے اثناء سیاحت مین پیش آئین تو اُن کا خرید کرنا ایک امر ضروری خیال کیا جاتا ہے معترضین سے ہم کو فقط اتنا پوچھنا ہے کہ اعلیحضرت کے مصارف عالیہ مین سے کوئی جزو ان اغراض مناسبہ کے مخالف یا منافی ہوا ہے۔ اگر نہین ہے تو اُن کی مقدس ذات پر حرف گیری کرنا ایک بڑا گناہ اپنے ذمہ لینا ہے۔ اگر کوئی

جزو اس سی خارج ہے تو ہم امید کرتے ہین کہ جو طریقہ ممکن ہو اُس طریقہ سے وہ صرف خاص خود اعلحضرت متروک فرمائین جبتک مالی حالت ملک کی اجازت نہ دے اُس صرف کو چیند التوا مین رکھین۔

اسباب معیشت مین لطافت و حُسن جسقدر دلکش امر ہے اُسیقدر یہ ضروری ہی کہ اخراجات کسی حالت مین اندازۂ امکان معقول سے باہر نہ جانے پائین۔ یہہ بات ایک حد تک تسلیم کرنے کے قابل ہی کہ ترقی یافتہ ملکون کا جس جانب میلان اور حکمران و دولتمند قومون کا جسطرف رجحان ہوتا ہے ہر ترقی کرنیوالی قوم کی توجہ اُس پر مبذول ہو جاتی ہے یہی موقع مآل کار سوچنے اور اعتدال ملحوظ رکھنے کا ہے۔

عرب[۱] نے تمدن مین نمایان ترقی کی تہی۔ اسلام نے عرب کی طاقت کو متفق کر دیا تہا مدینہ طیبہ اس متفقہ طاقت کا مرکز تہا۔ جزیرہ نما عرب کا وہ حصہ جسے حجاز کہتے ہین اور جہان مدینہ منورہ واقع ہے خشک زمین مین ہے۔ بنی امیہ نے دمشق کو دار الحکومت قرار دیا دمشق نے اہل عرب کو ایک زرخیز و نہایت سرسبز و شاداب ملک مین جمع کیا اور نہین دیگر اقوام سے ملایا۔ اس میل جول نے کچہہ اور ہی گل کہلایا بنی امیہ کے بعد حکومت نے پہلو بدلا اور بنی عباس کی نوبت آئی۔ بغداد دار الخلافہ قرار پایا۔ تمدن اپنا کام کر رہا تہا عرب نے نہایت دلیری کیساتھہ اسکو انتہائی درجہ پر پہنچنے کے لیے قدم بڑہایا جو کچہہ اثر اسلام نے اُن کی طبائع پر کیا وہ اُن کے تمدن پر غالب رہا۔ اسکے ساتھہ وہ بہی سب قومون پر غالب رہے لیکن جون جون مذہبی رنگ اُڑتا گیا وہ تمدن مین حیرت انگیز ترقی کرتے گئے یہی وہ زمانہ ہے جب اُن کا زوال شروع ہوا۔

تمدن جسکا اظہار فخر کے ساتھہ کیا جاتا ہے اسلام اُس کو اعتدال سے زیادہ نہین پسند کرتا۔ چاندی سونے اور جواہرات کا زیورات کی طرح استعمال ریشمی کپڑون اور زنگت نما لباس۔ مصوری۔ بُت تراشی کی ممانعت ہے اور یہی اسباب ہین جنپر

[۱] ماخوذ از رسالہ [illegible] مصنفہ خواجہ محمد [illegible] صاحب ایم ۔ [illegible] ۔ اے [illegible]

ایک قوم کا تمدن نازک کرتا ہے اور یہی سامان جب اعتدال سے بڑھتے ہین تو زوال کا باعث ہین عرب نے جسقدر تمدن مین ترقی کی اُسیقدر اُن مین زوال آتا گیا وہ سادہ تمدن جسکو قایم رکھنے کے لیے اسلام نے اصول و قواعد باندہ رکھے ہین اُنکا دستور العمل رہا اور جسوقت اُس سے تجاوز کیا وہ حقیقی ترقی کے زینہ سے نیچے آرہے اگرچہ وہ خود اور تمام دنیا خیال کرتی تھی کہ وہ عروج کر رہے ہین۔ خلفاء راشدین رضہ کا خلفاء بنی اُمیہ و بنی عباسؓ سے مقابلہ کیا جاوے اور مدینہ و دمشق و بغداد کی شہرت پر غور ہو تو زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوگا۔ خلفاء کے قصر کا تو ذکر کیا صرف مساجد کی تعمیر مین مختلف زمانو مین جو کچھہ تغیر واقع ہوا اُس سے اس امر کی تائید ہوتی ہی کہ عرب سادگی کو چھوڑ کر نمایشی تمدن کو ترقی دے رہا تھا۔ صدر اسلام مین مساجد صرف اس غرض سے تعمیر ہوتی تھین کہ لوگ ایک جگہہ جمع ہو کر نماز پڑہین اور اس لیے ہر ایک شہر مین ضرورت سے زیادہ مسجد بن کبھی تعمیر نہ ہوئین نہ انکے محراب و ممبر نقش و نگار سے آراستہ تھے۔ اسلام نے ہر ایک امر مین اتفاق کو مدنظر رکھا ہے۔ لہذا نماز باجماعت کی تاکید ہے اور اسی لیے مساجد تعمیر ہوئین ورنہ بعض حالتون مین تو اسکی بھی کچھہ ضرورت نہین۔ تمام زمین پر ہر ایک مسلمان جس جگہہ چاہی نماز پڑھ سکتا ہے اپنا آپ امام اور آپ مقتدی۔ عبادت کے لیے کسی معابد و گرجا کی ضرورت نہین۔ احکم الحاکمین کے حضور فرش خاک پر سجدہ کرنا حقیقی خشوع و خضوع پیدا کرتا ہے۔ قالین یا ریشمین مصلّے دل کو نرم نہین بنا سکتے پتھر کا فرش سنگدلون کو موم نہین کر سکتا۔

تاریخ عالم موجود ہے اگر ہم اُن اسباب پر غور کرین جو مختلف اقوام کی ترقی کا باعث ہوئے اور اُن اسباب پر فکر کرین جو اُن کے تنزل کے وجوہ ہین تو ہم یقیناً اُس نتیجہ پر پہنچ جاینگے کہ کسی قوم کی حالت مین تغیر واقع نہین ہوتا جبتک کہ جادہ

اعتدال سے تجاوز نہین کرتی۔ وہ تمدن مین ترقی کرتی ہے تو اوس سکے تنزل کا آغاز ہو جاتا ہے۔

کوئی مذہب ہمین اس تنزل سے بچنے کے وسائل نہین بتاتا کوئی دین وہی ترقی کے اسباب نہین سکھاتا۔ مگر اسلام مین یہہ خوبی ہے کہ ان برائیون سے باز رہنے کی ہدایت کرتا ہے جو ادبار۔ ذلّت اور مسکنت کے باعث ہین۔ اور ساتھ ہی ان اوصاف حسنہ کی تعلیم کرتا ہے جو ترقی کا زینہ ہے۔ کسی مذہبی کتاب مین تنزل و ترقی کے اسباب اسطرح صاف صاف الفاظ مین بیان نہین کیے گئے جسطرح قرآن پاک مین بنی اسرائیل کی نسبت مذکور ہے۔

وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّکَ الخ

پارہ اول ربع سورۂ بقر

اور جب تمنے کہا اے موسیٰؑ ہم ہرگز ایک کہانے پر قناعت نکرینگے پس آپ اپنے پروردگار سے دعا کیجیے ہمارے لیے وہ چیزین نکالے جو زمین اُگاتی ہے۔ حضرت موسیٰ نے کہا کیا تم بہتر چیز کو ادنےٰ چیز سے بدلتے ہو۔ شہر مین اُترو تم نے جو مانگا ہے ملیگا۔

بنی اسرائیل شہری زندگی سے واقف تھے۔ حضرت موسیٰؑ انہین مصر سے نکالکر لائے تھے۔ وہ جنگلون مین خانہ بدوشی کا زمانہ بھی بسر کر چکے تھے۔ حضرت موسیٰ پر اُن کی خواہش کا اظہار ہوا اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ اُن کا تمدن تقاضہ کرتا ہے کہ شہریت مین ترقی کرین۔

حضرت موسیٰؑ نے بہت سمجھایا مگر وہ نہ سمجھے۔ آخر نتیجہ یہہ ہوا کہ وہ شہری زندگی مین ترقی کرنے لگے مگر فی الحقیقت وہ تنزل کر رہے تھے۔ اگر وہ حد سے تجاوز نہ کرتے اور تمدن کے ساتھ اعتدال کو قایم رکھتے تو اُن سے حرکات بیجا سرزد نہوتین۔

مثیل موسیٰؑ کے لیے ضرور تھا کہ اپنی امت کو بنی اسرائیل کی مثال بیان کر کے اُن خرابیون کو ظاہر فرمائے جو ذلت و مسکنت کا موجب اور غضب خدا کا نتیجہ ہین دوسرے

الفاظ مین جو اعتدال سے تجاوز کرنا ہے۔

کلام پاک مین جہان اعتدال کی خوبی بیان کیگئی ہے ساتھہ ہی تجاوز کرنے اور برائیون کا اظہار ہے۔

پارہ ۲ ع ۵ سورۃ البقرہ

یٰاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ز وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ط اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ○ اِنَّمَا یَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

لوگو زمین مین جو چیز حلال طیب ہے اُس مین سے (جو چاہو بے تأمل) کھاؤ۔ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تمہین بدی اور بیحیائی ہی (کے کام کرنے) کو کہیگا۔ اور یہہ (چاہیگا) کہ (اپنی طرف سے) بے سمجھے بوجھے خدا پر بہتان باندہو۔

پارہ ۳ ع ۱۰ سورہ آل عمران

"اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ○ زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ط ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ج وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ○ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَیْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ط"

اس مین شک نہین جو لوگ (دل کے) سوجہہ رکھتے ہین اون کے لیے اس (واقعہ) مین عبرت ہے۔ لوگون کو مرغوب چیزون یعنی عورتون اور سونے چاندی کے بڑے بڑے ڈھیرون اور عمدہ عمدہ گھوڑون و مویشیون و کھیتی کے ساتھہ دلبستگی بھلی معلوم ہوتی ہے حالانکہ یہہ دنیا کی زندگی کے (چند روزہ) فائدے ہین۔ اور اچھا ٹھکانہ تو اُسی (اللہ) کے ہان ہے۔ (اے پیغمبر ان لوگون سے) کہو کہ مین تمکو ان سے بہتر چیز بتاؤن۔

قرآن مجید مین مذکورہ بالا آیات کے علاوہ بہت سی آیتین گذشتہ زمانہ کے

اقوام کی تمدنی ترقی اور نمود وشان وشوکت وان کے تنزل و بربادی کے اسباب مین بیان کی گئی ہین۔

احکام الٰہی سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہانے پینے کی ممانعت نہین کی۔ رزق حلال وطیب کی اجازت ہے۔ مگر خواہشات نفسانی کی پیچھے جانیکی ممانعت ہے ہماری خواہشین تو یہی ہین کہ خوشجمال عورتون کا ہجوم۔ اولاد۔ روپیہ پیسہ۔ مویشی صرف ظاہری نمود کے لیے ہون اور زراعت بہی ہو۔ یہی تمدن کے اسباب ہین مسلمان جب حد اعتدال سے گزر کر عیش وعشرت کیطرف مائل۔ اور ظاہری آرایش ونمایش بے سود۔ نمود کی جانب راغب ہوگئے اور اُس سادہ تمدن کو بہول گئے جو انہین سکہایا گیا تہا۔ اور جسکی وجہ سے انہین غلبہ حاصل ہوا تہا تو اُن کو ذلت ومسکنت مین مبتلا ہونا بہی ضرور تہا اور وہی انجام ہوا جو مسرفین کا ہوا کرتا ہے۔

حالانکہ اُن سے پیشتر مسرف وجادۂ اعتدال سے تجاوز کرنے والی قومون کو اللہ تعالےٰ نے حد سے بڑہجانے کے باعث فنا کر دیا تہا۔ باوجود اسکے اہل اللہ اِن کو قومون کی تباہی کا حال سُنا سُنا کر ڈراتے اور سمجہاتے رہے کہ اصراف سے باز آؤ۔ دیکہو رومیون کا کیا حال ہوا۔ ایرانیون پر کیا تباہی آئی۔

پہر اللہ تعالیٰ نے تمہین اُن پر مسلط کر کے خلیفہ بنایا تاکہ تم دنیا کو عدل وانصاف سے بہر دو اور گذشتہ قومون کی تباہی سے عبرت پکڑو۔

الہامی کتاب مین ہدایت ہے کہ سونے چاندی کا بطور زیورات کے استعمال ترک کرو۔ بے فائدہ روپیہ جمع نہ کرو۔ اگر روپیہ جمع ہو تو قومی کام مین لگاؤ۔ ایسا لباس جو ظاہری آرائش سے ہے ناپسند کرو۔ اسراف سے باز آؤ۔ اگر ایثار نہین کر سکتے تو خیرات مین حصہ لیا جاوے۔ اور یہ بہی نہ ہوسکے

تو زکوۃ تو فرض ہے مگر یہ تمدنی اسراف وہ عدوی جانی ہے جس کی موجودگی
مین نہ کسی قوی دشمن کی ضرورت۔ نہ زبردست مخالف کی حاجت تنہا
حد اعتدال سے بڑھا ہوا تمدن بربادی کے لیے کافی ہے۔ جسکو یہہ چھو گیا
وہ عمر بھر نہ پنپا۔

تاریخ افغانستان اس امر کا فیصلہ بین کر دینے والی ہے کہ وہ ولایت
جہان اور خرابیون سے مبرا ہے۔ مرض اسراف سے بھی اسی
طور پر وہان کی رعایا۔ و سلاطین پاک ہین یہہ برأت
خواہ ملک کی مالی تمدن کا نتیجہ یا وہان کے باشندون کی روشن
خیالی یا صحیح دماغی کا سبب یا اسلامی خوبیون کی برکت ہو۔
ضیاء الملت و الدین مرحوم فیشن کے مخالف تھے پرنس نصر اللہ خان
و اعتماد الدولہ۔ سردار عبد القدوس خان امیر مرحوم کے قدم
بقدم ہین۔

اعلیحضرت ہز مجسٹی امیر افغانستان جیسے روشن دماغ۔ باخبر
اور وقت و مرتبہ شناس کے روبرو سلطان عبد العزیز خان
شہنشاہ ترکی کی معزولی کے اسباب و حکومت وہان کا جانا۔
شاہ ناصر الدین قاچار کے دل مین نئے تمدن کی امنگون کا آنا۔ اور
خزانہ کا خالی کر دینا۔ شاہ مظفر الدین قاچار کا دولت ملک کھو کر
قرضدار بن جانا؀

عبرت کے لیے یہ حال کی مثالین پیش کرنا۔ خالی از سوادبی نہین ہے۔
تمام دنیا کی سیاستی و تمدنی خرابیون کا استقرار اگر
کیا جاوے تو بڑا حصہ ہر شخص کی پریشانی کا اُس کے اسراف کے سبب

سے پایا جائیگا۔ ایشیا کا تجربہ کار اور فلاسفر اس مضمون کو چھہ سو برس پہلے کیا خوب فرمایا گیا ہے۔ ؎

براحوال آنکس بباید گریست
کہ دخلش بود نوزدہ چرخ بیست
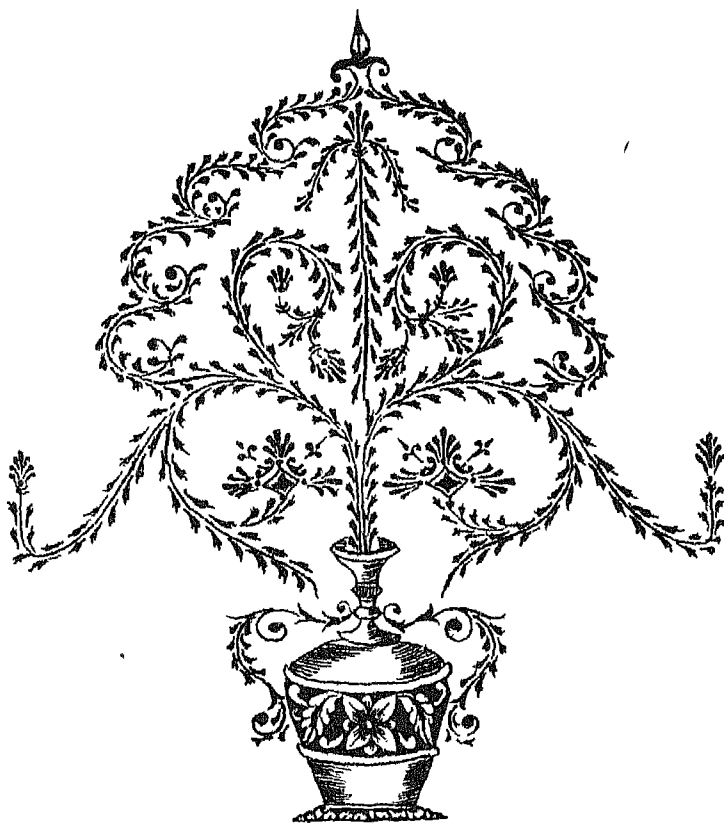
تصویر سخن ہمیشہ نیم رخ رہتی ہے۔ اگر محض مہمان کے حالات پر اکتفا کیا جاوے اور میزبان یا قایم مقام منتظم میزبان کا حال فروگذاشت کر دیا جاوے۔ تقاضائے تکمیل بیان ہے کہ ہم مختصر حالات اپنے معزز میزبان لارڈ منٹو وایسرائے کشور ہند زیب قلم کرین یہ نامور وایسرائے کریم ابن کریم ہے۔ برخلاف اُن کامیاب وایسرایون کے جن کو حُسن کارگذاری یا محض حُسن اتفاق نے اس مرتبۂ اعلیٰ پر پہونچایا۔ اسلیے ضرور ہے کہ ان جیسے دو قسم کے حکمرانون مین گو اصول سلطنت ایک ہون مگر طریقہ عمل مین فرق ہوگا۔

لارڈ کرزن باوجود تمام قابلیتون اور کامیابیون کے اعلیٰ حضرت شاہ افغانستان کی شرف مہمانداری سے محروم و مایوس رہے۔ لارڈ منٹو کے اخلاق شاہانہ کا یہہ آسان نتیجہ تھا۔ اور کیون نہ ہو۔ اقتدار ان کا ترکۂ خاندانی ہے ان کے جد امجد ۱۸۰۷ء مین گورنر جنرل ہند تھے۔ اور ۱۹۰۷ء مین ٹھیک ایک صدی کے بعد اب وایسرائے حال اُسی منصب و مسند پر متمکن ہین جو اس امر کی دلیل واضح ہے کہ فضل و عظمت اس خاندان مین کوئی امر اتفاقی نہین بلکہ ایک عنصر کیطرح ہر ایک ممبر خاندان مین سرایت کیے ہوئے اور مسلسل بات ہے۔

یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ مسند حکومت اُن کی آبائی اور اجدادی عظمتون سے صد گونہ فیضیاب ہے جس آسانی اور فراخ حوصلگی سے رسوم مہمانداری ادا کی گئین اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ مراسم شاہانہ سے کسقدر وقوف ہے۔ اعلیحضرت کے دل پر جو اثر اس کشادہ دلی اور خلوص اخلاق اور مہمانداری کا ہوا وہ اُس وداعی تقریر سے

ثابت ہوتا ہے جو ہز مجسٹی نے جمرود پر کی تھی جسکا لب لباب یہہ ہے کہ اگر مین مہمان بنکر ہند مین نہ آتا تو مجھے اس خلوص اور یکجہتی گورنمنٹ برٹش کا صحیح اندازہ ہونا محال تھا۔ یہ ایک اعجاز قانون میزبانی ہے۔ گو عوام نہ سمجھین مگر استحکام کا یہ بنیادی پتھر ہے۔

سرحد کے قلعون کے سلسلے۔ لشکرون کے ہجوم اور معاہدون کے شرائط ہرگز یہ استحکام پیدا نہ کر سکتے تھے جو لارڈ منٹو کے اس اخلاق مہمانداری نے پیدا کیے ہندوستان کے مسلمانون پر جو بہترین معنوی اثر ایسے حسن مراسم سے پڑا ہے وہ ایسی چیز نہین جو کسی بیان مین آسکے۔ صرف مسلمانون کے دل جانتے ہین اور مسلمان ہی اُس کو پہچانتے ہین۔

اگر ہمارے مضمون کی حد سے باہر نہ ہوتا۔ یا۔ ہمکو حدود پالٹیکس مین مداخلت بیجا کا احتمال نہ ہوتا تو ہم ضرور اُس محفوظ و مستحکم پالیسی کی بھی تشریح بیان کرتے جس کی وجہہ سے قابل وائسرائے حال نے قرنون کی کجرورفتار ترقی کے بُرے اثرون کو حد خاص سے آگے بڑہنے نہ دیا۔ اور اپنے وقار۔ رائے اور جذبون کے عزم سے ترازوئے سلطنت مین پلہ جات متقابل کو اعتدال سے ہٹنے نہ دیا۔

ہز اکسلینسی مین وقار خاندانی کے ساتھہ علم و فضل۔ متانت و تہذیب اخلاق و تدبیر کے جوہر موجود ہین۔

وہ مختلف جنگون مین شریک ہوے اور ولایت کے مختلف رسالون مین علمی مضامین اُن کے قلم سے نکلے وہ اہل قلم بھی ہین اور اہل سیف بھی۔ ہز مجسٹی شاہ افغانستان سے محترم مہمان کا لارڈ منٹو سا معزز میزبان ہونا چاہیے تھا۔ ہم ہز اکسلینسی لارڈ منٹو کے علم و فضل کے معترف اُن کے احسانون کے مشکور ہین۔

سرداران ہمراہی

اعلیٰحضرت ہز مجسٹی کے ہمرکاب اکیس ۲۱۰۰ سو آدمیون کی خبر تہی اور اسی تعداد کے لحاظ سے انتظامات کیے گئے تہے۔ لیکن گیارہ ۱۱۰۰ سو آدمی آئے۔ جنمین پندرہ اعلیٰ سردار۔ چالیس سرداران و افسر درجہ دوم۔ اسّی جوانان معتمد باڈی گارڈ۔ باقی فوج و شاگرد پیشہ اشخاص تہے۔ ہم سرداران اعلیٰ و ذی مراتب کا حال لکہتے ہین۔

سردار یوسف خان[1]
سردار آصف خان[2]

یہہ دونون بزرگوار حقیقی بہائی مصاحب خاص و مقرب اعلیحضرت کے ہین آپ کے پدر عالی مرتبہ سردار یحیی خان خلف سردار سلطان محمد خان طلائی برادر امیر دوست محمد خان تہے۔ سردار یحیی خان مدت تک ہندوستان مین بمقام ڈیرہ دون گورنمنٹ انگریزی کے وظیفہ خوار رہے جب وہ ہندوستان آئے تو گورنمنٹ ہند نے اُن کو احترام سے لیا۔ اور سولہ ۱۶۰۰ سو روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر فرمایا۔ یہہ دونون سردار بہی اپنے پدر عالیقدر کے ساتہہ تہے۔

سردار آصف خان بعہد امیر یعقوب خان گورنر لغمان تہے۔ ان کی حقیقی ہمشیرہ امیر یعقوب خان کی خاتون ہین۔ سردار یوسف خان ہز مجسٹی امیر کے خسر ہین ضیاء الملۃ والدین امیر مرحوم نے سردار یحیی خان کو بڑی محبت و آرزو سے بلایا اور اُس اعزاز سے جو گورنمنٹ انگریزی مین تہا بڑہکر اعزاز فرمایا۔ علی آباد مین جو کابل سے تین میل فاصلہ پر ہے ایک نفیس عالی شان کوٹہی رہنے کو عنایت کی۔

اب ہز مجسٹی امیر بہی ان اپنے عزیز مصاحبون کی بدرجہ غایت عزت فرماتے ہین چونکہ

[1] سردار سلطان محمد خان امیر دوست محمد خان کے بہائی بڑے کثیر الاولاد تہے پچپن ۵۵ فرزند اور پینسٹھ ۶۵ لڑکیان تہین۔ موجودہ سفیر کرنیل سردار محمد اسمٰعیل خان و اعتماد الدولہ سردار عبد القدوس خان وزیر دوست افغانستان امینین کے خلف الصدق ہین۔ کابل مین وہ بہ لقب طلائی مشہور تہے۔ اس کا سبب یہہ تہا کہ وہ اپنا لباس اور اپنے گہوڑے کا تمام ساز و سامان طلائی رکہتے تہے ۱۲

یہہ شورائے دولت ہین اس لحاظ سے خاص کابل ہین جرنیل غلام حیدر خان چرخی سپہ سالار مرحوم کا عالیشان مکان ایک لاکہہ روپیہ کو خرید فرماکرانہین عنایت کیا گیا ہے۔ علاوہ تنخواہون کے ہمیشہ عطیہ وہدایۂ شاہی سے یہ سرفراز کیے جاتے ہین۔ بمبئی ہین بہی ایک رقم معقول مرحمت کی تہی۔

انصاف یہہ ہے کہ ان دونون سردارون کی جو کچہہ عظمت وعزت کیجاوے۔ وہ اسکے مستحق بہی ہین۔ نہایت سنجیدہ۔ متین۔ ستودہ خصال صاحب اخلاق انسان ہین۔

سردار سلیمان خان | یہہ شاہ غاسی[۱] نظامی یعنی ملٹری سکرٹری سردار آصف خان کے فرزند رشید ہین حلیم۔ خوش خلق۔ قابل شخص ہین۔ عموماً اہل افغانستان کو انسے خوش پایا۔ یہ بہی اعلیحضرات کے ہمیشہ مورد لطف وعنایت رہتے ہین۔ ان کے نائب محمد عزیز خان آپ کے بہائی ہین۔ جنہین اُن کی خاندانی خوبیان سب پائی جاتی

سردار محمد نادر خان | بریگیڈ حضوری۔ سردار یوسف خان کے فرزند دلبند ہین۔ آٹہہ ہزار سالانہ تنخواہ پاتے ہین۔ ہز مجسٹی امیر کو ان سے خاص محبت ہے۔ سپاہ ان سے بیحد رضامند ہی انکا برتاؤ فوج کیساتہہ برادرانہ ہے۔ سپاہ مین ہر دلعزیزی کے وجوہ ان کے ذاتی اوصاف ہین۔

علی احمد جان | شاہ غاسی ملکی۔ یعنی سکرٹری مال۔ سردار خوشدل خان۔ مخاطب بہ لوئی نائب کے صاحبزادہ ہین۔ آدمی قابل انگریزی دان ہین۔ ان کی پہوپی اعلیحضرت کی خاتونون مین بڑے پایہ کی بی بی ہین۔ سراج الخواتین جنکا لقب ہے۔ ان کے نائب محمد عالم خان سردارزادہ نہایت لائق وسمجہدار آدمی ہین

سردار فتح محمد خان | ایش آقاسی۔ یعنی کمشنر پولیس۔ یہہ سردار محمد زکریا خان بہائی

[۱] اصل مین یہ لفظ ایشک آقاسی ہے۔

یہہ لفظ پشتو زبان کا ہے لوئی یعنی کلان نائب مخفف نائب کا یعنی اعلیٰ نائب۔

سردار محمد یحییٰ خان کے خلف رشید ہین۔ آدمی مستعد منتظم۔ باخبر ہین۔ انتظام پولیس ان کی وجہہ سے عمدہ حالت مین ہے عام طور پر لوگ ان کے ثناخوان ہین

محمد رفیق خان[8] ایمن المقابلہ کی خدمت پر مامور ہین۔ مدت تک ہندوستان مین اپنے نانا سردار ولی محمد خان کے ساتھہ بمقام امرت سر رہے۔ خان قلات میر خداداد خان جواب گورنمنٹ کی زیر حفاظت ہین ان کے بہنوئی ہین۔ اہل کابل کو ان کا مداح نہ پایا۔ ہمنے جہان تک دیکھا آدمی ذہین۔ خوشمزاج قابل معلوم ہوئے

کرنیل ڈاکٹر غلام نبی خان[9] یہہ بزرگوار پنجاب کے رئیس ہین۔ عرصہ سے اعلیحضرت ہزمجسٹی کے مشیر طبی ہونے کی ان کو عزت حاصل ہے۔ ہزمجسٹی آپ کا اعزاز فرماتے ہین لاہور کے جلسہ مین بھی خود بدولت نے انہین پایئن دیکھکر اپنے قریب بلایا جس سے حاضرین نے ان کو بہت وقعت کی نگاہ سے دیکھا۔ آدمی ملنسار معقول ہین

منشی[10] عظیم اللہ خان ترجمان یعنی انٹرپریٹر۔ آدمی قابل اور اپنے کام مین عمدہ مہارت رکھتے ہین
محمد[11] زمان خان۔ خازن کتب ذی فہم شخص ہین۔
سردار زادہ شاہ[12] محمود خان و شاہ ولی[13] خان و شاہ دل[14] خان و احمد شاہ[15] خان۔
سردار[16] زادہ محمد ہاشم خان خلف سردار یوسف خان۔ سردار زادی افسران باڈیگارڈ مقربان اعلیحضرت سے ہین۔ سب کے سب گو نوعمر ہین مگر مہذب۔ اپنے خاندانی اوصاف سے متصف ہین اور اردو نہایت صاف و فصیح بولتے ہین۔

سردوش[17] یعنی باڈی گارڈ۔ اسمین خوانین زادے مقرر کیے جاتے ہین۔

غلام بچہ گان۔ان کی دو تفریق ہین۔ایک غلام بچہ گان حضوری۔یہہ سب خوانین زادے۔تعلیم و تربیت یافتہ مزاج شناس اعلیحضرت کے ہین۔

دوسرے غلام بچہ گان ہمرکابی۔یہ سب نوجوان جدید الاسلام ہین جو ملک مفتوحہ سے لائے گئے۔اعلیحضرت ہز مجسٹی نے اپنے عہد سلطنت مین ان کا رسالہ ترتیب دیا ہے۔یہ لوگ پابند ارکان مذہب خوش عقیدہ خوش اخلاق مسلمان ہین۔

غرضکہ سپاہیون ہین کیا مصاحبین کیا مقربین۔کیا افسران۔کیا سپاہ نہایت نیک طینت نیک کردار منکسر المزاج ایسے خوش عقیدہ ہین جن پر مسلمانون کو فخر کرنا چاہیے۔بیشتر مقام پر فوج کو کھانا ناوقت ملا۔سردارون کو خلاف وقت وبدیر بھیجا گیا مگر نہ وہ حرف شکوہ زبان پر لائے اور نہ اپنی ایذا و نارضامندی کا اظہار فرمایا۔اگر وہ ایسا کرتے تو اُن کی حق بجانب تھا۔مگر نہین۔اُنھون نے اپنے شریفانہ اخلاق کا پورا ثبوت دیا۔یہہ اُنہین کی نیکیون کا نتیجہ تھا کہ منتظمین مہانداری ہر شکایت سے محفوظ رہے۔ورنہ مہمانون و نیز برٹش افسران کے لیے شکایتون کے پہلو خارج از بیان تھے۔

برگیڈیر جنرل سردار محمد اسمٰعیل خان سفیر دولت خداداد افغانستان

یہہ سردار امیر دوست محمد خان کے بھتیجے سردار سلطان محمد خان کے خلف الرشید اعتماد الدولہ سردار عبد القدوس خان موجودہ پریم منسٹر کابل کے بہائی ہین۔

اول مرتبہ سنہ ۱۸۸۰ء مین ہندوستان آئے۔ چودہ برس تک رہے سنہ ۱۸۹۴ء مین کابل واپس گئے۔ پانچ برس تک ضیاء الملّت والدّین امیر مغفور کی حضوری کا شرف حاصل رہا۔

اگست سنہ ۱۸۹۸ء مین امیر مرحوم ومغفور نے عہدۂ سفارت ہندوستان پر ممتاز کیا تقرری کے وقت فرمایا کہ ہمنے سفارت ہند کے لیے اُس سردار کو منتخب کیا ہے جو اس ذمّہ دارانہ عہدۂ جلیلہ کے لیے ہر طرح موزون ہے۔

کارنامے | امیر مرحوم ممدوح نے جن مصلحتون کو مدّنظر رکہکر خدمت سفارت تفویض فرمائی تہی اُس کے وہ اہل ثابت ہوئے۔

سرداران وقبائل فراری ومنحرف کو مطیع ومنقاد بناکر تخت کابل کو اطمینان وتقویت دینا ان کی خدمات مین وقیع خدمت ہے۔ سردار یحیی خان اور اُن کے صاحبزادگان سردار آصف خان وسردار یوسف خان۔ اور سردار محمد عظیم خان ولد امیر دوست محمد خان وسردار محمد امان خان نواسۂ امیر دوست محمد خان۔ وسردار احمد خان ولد سردار سلطان محمد خان۔ وشاہ غاسی محمد اکبر خان ولد شاہ غاسی عطاء اللہ خان ولوی ناب سردار خوشدل خان۔ وسید محمود بادشاہ مع جمعیت کلان۔ ومیر بچّہ خان کوہستانی جو سنہ ۱۸۸۰ء مین لارڈ رابرٹس سے برسرپیکار وجہانداد خان احمد زئی جو بعد وفات ضیاء الملت والدین مغفور مرتکب بغاوت ہوئے اِن کی جمعیت سات ہزار افغانون کی تہی۔ یہہ سب رضامند وفرمانبردار بناکر کابل روانہ کیے گئے وقت وفات امیر عبد الرحمان خان مرحوم پشاور مین بکثرت با اثر فراریان

کابل مقیم تھے اُن کی نگرانی خاص طور سی کرائی۔
ان خدمات کے صلہ مین نشان (تمغہ) صداقت اعلیحضرت سراج الملت والدین سنے مرحمت فرمایا۔
حمایت الاسلام لاہور مین چھہ ہزار سالانہ کا عطیہ جسکو اس سیاحت مین ہز مجسٹی سنے المضاعف فرمادیا۔ شہزادہ عنایت اللہ خان کا ہندوستان مین تشریف لانا۔ ہندوستان کی سیاحت شاہ افغانستان اور علی گڈہ مین مہمان بننا۔ ایک رقم کثیر دوامی وظیفت عطا فرمانا۔ یہہ انہین کے زمانۂ سفارت کی باوقار یادگارین ہین ان یادگارون کا ان کو محرک یا مویّد اگر نہ کہا جاوے تو انصاف کا خون کرنا اور واقعات سے بے خبری کی دلیل ہے۔
وہ مہمان نواز۔ خوش اخلاق۔ بامروّت۔ یار و اغیار سے خندہ جبینی و مدارات سے پیش آنے والے شخص ہین۔ اکتوبر ۱۹۰۶ع مین جو ڈپوٹیشن معززین اہل اسلام کا وایسرائے کے حضور مین بمقام شملہ پیش ہوا تھا اُسکے تمام ممبران کی دعوت جس فراخ حوصلگی سے کی گئی وہ اُن کی فیاضانہ مہمان نوازی کا بیّن ثبوت ہے۔
اِن سے پہلے جو جو بزرگوار منصب سفارت ہندوستان مین رہے اُن مین کسیکو یہہ دعویٰ نہین ہو سکتا کہ ہند و افغانستان کی سلطنتون مین ایسا عمدہ اتحاد قایم ہوا جیسا کہ اب ہے۔
جنرل میر احمد خان جو سب سے پہلے سفیر افغانستان کی حیثیت سے یہان آئے اُنہون نے شملہ مین قضا کی اور سرہند مین دفن ہوئے۔ ضیاء الملۃ والدین اُن کی بیحد عزت کرتے تھے اور اُن مین بہت سی خوبیان تھین۔ مگر جو صحیح دماغ قدرت سے کرنیل سردار محمد اسمعیل خان کو ملا ہے۔ اُسپر خود بھی جسقدر شکر و ناز کرین بجا ہے جس خوش اسلوبی سے اتحاد ہر دو سلطنتون کے یہہ باعث ہوئے وہ

ان کا خاص حصہ ہے۔

اکثر مقدس بزرگواران کی آزاد حالت و بے تکلفانہ رنگ سے نارضامند ہین۔ اُن کے زندہ دل۔ رنگین مزاج۔ خوش مذاق۔ طبیعت دار ہونیکا ہمکو بھی اعتراف ہے۔ انسان کی ریائی حالت سے یہہ رنگ بدرجہا بہتر ہوا کرتا ہے۔ اس سے کسی کو دہوکہ نہین ہوتا۔ ہم بھی پبلک کے سامنے فرشتہ کی شان یا مجتہد کی حیثیت سے اُن کو پیش کرنا نہین چاہتے۔ وہ انسان ہین اور بہ حیثیت انسان اُن پر اس قسم کے اعتراض ہونے آسان ہین۔ مگر اُن کے خوش عقیدہ مسلمان ہونے مین کسیطرح ہمکو شک نہین ؏

وضع صفی نہ پوچھو اک رند پارسا ہے	لب پر صنم صنم ہے دلمین خدا خدا ہے

وہ با اقبال۔ صاحب تدبیر۔ خوش نصیب ہین۔ مگر اپنے احباب کی طرف سے خوش قسمت نہین۔ اور تعجب یہہ ہے کہ جسقدر زیادہ جس شخص سے اُنکا واسطہ خصوصیت ہوتا اُتنا ہی زیادہ اُس سے وہ مایوس ہوتے ہین۔ اس موقع پر بھی اُن کو خاص احباب سے شکایت کا پہلو ہاتھ آیا اور اُن کے احباب ہین سے کسی نے خبر اُڑائی کہ ہز مجسٹی امیر اپنے سفیر سے نارضامند ہین۔ کسی نے مشہور کیا کہ وہ اس عہدہ پر اب قایم نہین رہ سکتے کسی نے شہرت دی کہ جوابدہی کے لیے قابل طلب ہونگے۔ غرضکہ بہت سی افواہین اُڑائین۔ مگر ۳۔ مارچ ۱۹۰۷ء کو بمقام لاہور ہز مجسٹی امیر نے اپنے سفیر سے برٹش افسران کی موجودگی مین فرمایا۔

"لوگون نے یہہ خبر غلط مشہور کی ہے کہ ما بدولت آپ سے ناخوش ہین۔ آپ کو معلوم ہے کہ کون اس کا باعث ہے"

سفیر نے گزارش کیا کہ جس اپنے ملازم پر نظر عنایت بادشاہ ہوتی ہے اُس کے ہزارون حاسد ہوجاتے ہین۔ مین کس کا نام عرض کرون۔"

البتہ ہمنے یہہ ضرور سُنا کہ سفیر صاحب براے چندے یادوامی اپنی خدمات

سے سُبکدوشی چاہتے تھے۔ مگر اعلیحضرت ہز مجسٹی نے اُسوقت اُن کی استدعا کو نامنظور فرمایا۔ اسپر اُنہون نے کوئی عرضداشت مصاحبان اعلیحضرت کے سپرد کی جسکے مضمون و نتیجہ سے اب تک ہم لاعلم ہین۔

اُن کے احباب ہین صرف ایک حکیم حافظ محمد اجمل خان رئیس دہلی سچے خیر اندیش ہین۔ مگر حکیم صاحب فطرتاً اس قسم کے انسان ہین جو اپنے مخالفون کے بھی بدخواہ نہین ہوتے۔

سفیر صاحب ہین بھی یہہ خاص صفت ہے کہ وہ تمام اپنے احباب سے یکسان برتاو فرماتے ہین۔
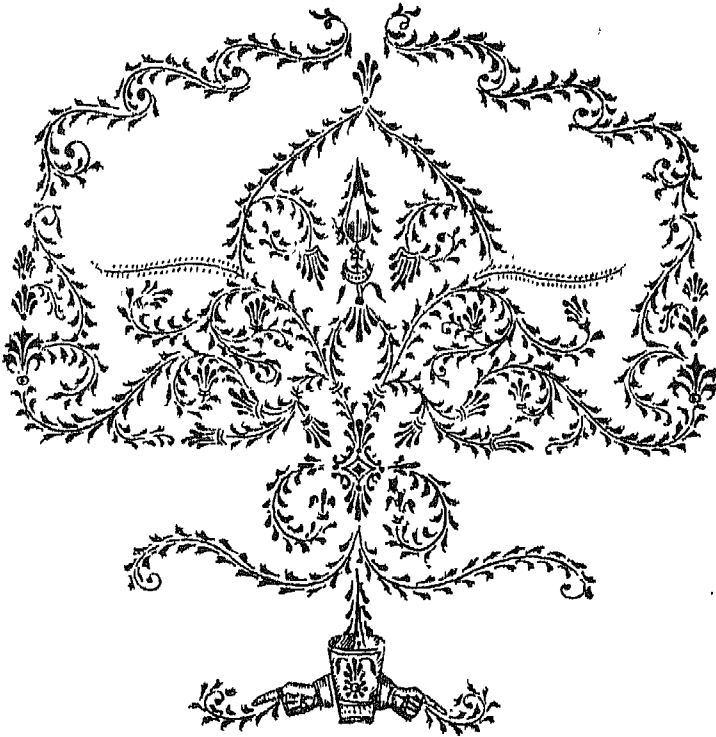
معمولی طور پر کمیٹی مہمانداران ایسی چیز نہین جس کو ضروری جزو کتاب کیا جاوے۔ اُسکا اثر نہ ملک کے پالیٹکس پر پڑتا ہے۔ نہ سوسائٹی کے متعلقات سے سمجھا جا سکتا ہے۔ مگر اس خاص صورت مین ہم اُس کو ایک نہایت ضروری امر سمجھتے ہین کہ اُس کے ارکان مین سلطنت کابل و برٹش انڈیا کے ملازم و افسران مقررہ اور چند اُن ہندوستانیون کا تعلق ہے جو ملازمت سے الگ ہین۔

ایسے مجموعہ مختلف القابلیت کی خدمات پر نظر ڈالنا اور مصالح ترکیبی سے بحث کرنا قرین مصلحت سمجھا۔ اور یہہ دکھلانا مناسب معلوم ہوا کہ کسی مجموعہ کی ناموزون ترکیب مقاصد اصلیہ کو کسطرح نقصان پہونچاتی ہے۔ اور خاص نامناسب طریقہ کے اثر کسطرح منجر بہ نتائج عام ہو جاتے ہین۔ جس سے ایک قوم یا ملک کے باشندون کی نیکنامی و بدنامی پر اثر پڑتا ہے۔ اور سب سے زیادہ یہہ دکھلانا مقصود ہے کہ قدرتی اخلاقی بڑہائی کس طرح سے ہجوم کشاکش مین آخر کار ممیز وا وفق ہوتی ہے۔

اس کمیٹی مین تین قسم کے ارکان تھے۔ ایک یورپین ملازمان برٹش گورنمنٹ دوسرے سفیر افغانستان۔ تیسرے ہندوستانی جنمین قریب قریب سب اہل پنجاب تھے۔

انگلش پارٹی یورپین جماعت مین سر ہنری میکموہن چیف کمشنر بلوچستان۔ مسٹر ڈالبس ڈپٹی فارن سکرٹری۔ ڈاکٹر میجر برڈ۔ میجر ڈیوک۔ میجر بروک کپتان ریمزی

کیپٹن ڈرمینڈ تھے۔ ان مین ہر ایک افسر اپنے فرائض وذمّہ داری سے آگاہ۔ خدمات مفوضہ کی بجا آوری مین مجسم اہل اور قابلیت مہمان نوازی کی بنا پر انتخاب تھا۔

سر ہنری میکموہن بلحاظ حکمران صوبہ سرحدی مہمانون کی طرز معاشرت سے باخبر پشتو و فارسی کے زبان دان۔ فطرتی و ذاتی قابلیت کے اعتبار سے ستین۔ دور اندیش مستعد۔ جفاکش۔ جن کی باتون مین نرمی اخلاق مین خداداد تہذیب ہے۔ انتظام مہمانداری مین جس اعلیٰ مرتبہ پر وہ تھے اُسی لحاظ سے اپنے فرائض کے بجالانے مین اُنہین انہماک تھا۔

مسٹر ڈابس۔ بربنار شرکت ڈین ہشین اہل افغانستان کے اخلاق سے واقف اور فارسی کے ماہر۔ رموز تہذیب سے آشنا۔ نہایت سنجیدہ۔ جفاکشی و باخبری مین شاید ہی کسی کو ان کی ہمسری کا دعویٰ ہو۔

میجر برڈ۔ ان کو شاہ افغانستان کے معالج ہونے کا شرف حاصل ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے ہز مجسٹی امیر کے علاج کیغرض سے آپ افغانستان بھیجے گئے تھے۔ ان کے حسن خلق۔ خوش مزاجی۔ اور قابلیت کا وہ شخص صحیح اندازہ کر سکتا ہے جو ان سے ایک دفعہ بھی مل لیا ہو۔

میجر ڈیوک۔ میجر بروک کیپٹن ریمزی۔ کیپٹن ڈرمینڈ۔ ان مین ایک سے ایک بہتر عادات و اطوار مین شریف الخصال۔ خوبی انتظام و حسن مہمانداری مین اپنی آپ مثال ہے۔

حق یہہ ہے کہ خداوند عالم جس زمانہ مین جس قوم کو زمین کا وارث بناتا ہے اور جس کے ہاتھہ مین عنان سلطنت دیتا ہے اُس قوم کے اطوار۔ افعال اور اقوال معاملات اخلاق بحیثیت مجموعی عام طبقون مین برتر و ممیّز ہو جایا کرتے ہین۔

یورپین حکام نے ابتدا سے سفر سے تا اختتام سفر ہز مجسٹی امیر کے راحت و آرام پہونچانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ذرا ذرا سی بات کا خیال رکھا۔ جس امر مین اعلیحضرت امیر کی ناپسندیدگی کا شبہ گذرا۔ اسے نہونے دیا جس چیز کی ضرورت محسوس ہوئی وہی حاضر جس شئے کی حاجت پیش آتی معلوم ہوئی وہ طلب سے پہلے موجود۔ اپنی تمام آسایشین فراموش۔ رات دن اسی دُھن مین رہے کہ کوئی پہلو ناخوشی یا بےلطفی کا نہ نکل آئے۔ شبانہ روز کی راحتین قربان کردین۔ مگر ہز مجسٹی امیر کی طبیعت پر گرانی نہ آنے دی۔ باتین کین وہ جس سے فرحت ہو۔ سامان بہم پہونچائے تو ایسے جن سے راحت ملے پورا پورا اتباع صاحبان موصوف الصدر کا تمام مقامی برٹش افسران نے بہی کیا۔

انگلش پارٹی عموماً اور سر ہنری میکموہن و مسٹر ڈابس خصوصاً مراسم مہمانداری بجالائے۔ فرائض مدارات اداکرنے کے صلہ مین بیحد مستحق تحسین و آفرین ہین وہ ہر موقع پر ایک رفیق مزاجدان و مصاحب دلسوز کیطرح ساتھہ رہے جس خوبی و خوبصورتی سے اُنہون نے یہہ ڈیوٹی انجام دی وہ خارج از توصیف ہے۔

بعد مراجعت ہز مجسٹی امیر کے بمقام پشاور ۷ مارچ ۱۹۰۷ء کو سر ہنری میکموہن سے فرمایا کہ مجھے تمام زمانہ سیاحت مین صرف ۵ گھنٹے دن رات مین ملتے تھے جن مین کچھہ آرام کرسکتا تہا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ جب حضور وایسرائے نے سفر بعافیت ختم ہونے و صحت و تندرستی کی دعا پر اظہار مسرت کا آخر تار ہز مجسٹی امیر کو دیا تو اُس کے جواب مین اعلیحضرت شاہ افغانستان شکریہ کے ساتھہ اس اظہار پر مجبور ہوئے کہ یور اکسلینسی نے سر ہنری میکموہن ایسے لایق افسر کو میرا مہماندار مقرر کیا اور سر ہنری نے جو انتظام کیا اور مدد دی اُس سے مین غایت درجہ خوشنود ہوا۔

اس سے زیادہ ہمارے بیان کے لیے کسی ثبوت کی ضرورت نہین۔

دوم کرنیل سردار محمد اسمٰعیل خان سفیر دولت خداداد افغانستان نگران کمیٹی تھے جن کی خدمات وحالات کسیقدر صراحت سے جداگانہ بیان ہو چکے ہین یہان اعادہ کی ضرورت نہین۔

ہندوستانی جماعت

تیسرے ہندوستانی۔ اس طبقہ کی ترکیب یون تھی *

فقیر سید افتخارالدین صاحب ممبر بال ٹونک۔ سید مراتب علی شاہ داماد فقیر صاحب موصوف
سید مراتب علی شاہ ہموطن فقیر صاحب ۔ غلام جیلانی خانصاحب زمیندار منٹگمری
مرزا محمد اکبر علیخان[52] صاحب دہلوی ۔ غلام قادر[51] صاحب پشاوری ممبران
و مرزا محمد منظور علی خان صاحب سکرٹری

ان کا انتخاب سفیر صاحب کابل کی رائے سے ہوا۔ فقیر سید افتخار الدین اس کمیٹی کے میر مجلس بلحاظ ملازمت گورنمنٹ قرار پائے۔

یورپین جماعت کی حسن خدمات کے جو اچھے نتایج پیدا ہوے وہ ایک امر بدیہی ہے اور اُن کی پوری قدر و توصیف برٹش گورنمنٹ یا دولت افغانستان کر سکتی ہے۔

اہل ہند کا اس سلسلہ نظم مین اندراج پبلک کی نگاہ مین ابتدا سے باستثنای مرزا محمد اکبر علی خان[52] و مرزا محمد منظور علیخان نامناسب سمجھا جاتا تھا (اور تعجب یہہ تھا کہ خطۂ پنجاب جہان ہر قسم کے قابل۔ منتظم۔ با اثر ذی وقعت صاحب ثروت اصحاب

---

[51] غلام قادر کا نام ضرور تھا مگر کام نہین لیا گیا۔

[52] اس سے پہلے مرزا محمد اکبر علی خان صاحب بوقت تشریف آوری شہزادہ عنایت اللہ خان کلکتہ مین خدمت مہمانداری بجا لا چکے تھے مرزا محمد منظور علی خان کچھہ زمانہ تک کابل مین قیام کی عزت و دربار اعلیٰحضرت کے حضور مین باریابی کا شرف حاصل کر چکے تھے علاوہ ازین خاندانی اعتبار و ذاتی لیاقت و وجاہت کے لحاظ سے بھی وہ درجۂ امتیاز رکھتے ہین۔

بکثرت موجود ہون اور وہان سے ایسا انتخاب) پس جسقدر اچھا یا بُرا وقوع مین آیا اُسپر استعجاب کا موقع نہین - اسلیے کہ ایسے عظیم الشان موقعون پر جہان اسقدر عالی اخلاق و تربیت کی ضرورت ہوا ور صرف خطیر ہاتھون مین رہے - ضرور ہے کہ بے جانچے ہوئے اخلاق قابلیت و مقاصد کے ممبران کے ہاتھہ مین وہ نتائج نہ پیدا کرے جو مہمان یا میزبان کے دل و دماغ مین ہون -

ان ہندوستانی اصحاب کی حالت وہ تھی جسکو حالت محتملہ کہتے ہین - یہہ نہ اُس مرتبہ پر تھے جن کے اخلاق و قابلیت کی جانچ ہو چکی ہو - نہ اُن مسلّم الثبوت طبقہ مین سے ہین جن کو شروع سے تربیت کا موقع ملتا ہے - اور اکتساب دنیا کو جنا دم آبر و سمجھتے ہین - ایسے اشخاص کسی خدمت کو خواہ اچھی طرح ادا کرین یا برعکس مگر نگاہ خلایق مین ہمیشہ اشتباہ سے دیکھے جاتے ہین اور اُن کے افعال اگر حد معقول تک محمود نہون تو ہمیشہ طرح طرح کی بدگمانیون اور غلط نتیجون کا موقع ملتا ہے اُن کی بدنامی اُس قوم اور ملک سے منسوب کیجا سکتی ہے جس ملک و قوم مین وہ ہون - ہم کسی شہادت تفصیلی کی بنا پر کوئی حتمی رائے نہین قایم کر سکتے - کہ اُن کی خدمات خاطر خواہ تھین یا نہین -

مگر قیاس و افواہ داعی ہے کہ اغلباً خالی از اعتراض نہ ہون - خاصکر اُن معاملات مین جن مین منافع ذاتی کا احتمال ہے اگر کوئی صورت اس قسم کی پیش آئی یا آئے وہ بڑی افسوسناک بات ہے -

اوّلاً اسلیئے کہ اس مجلس کے سرگروہ ایک معزز ملازم سرکار فقیر سید افتخار الدین تھے جنکا فرض منصبی تھا کہ خود احتیاط سے کام کرتے اور ایسے لوگون کی قابلیت کا اندازہ کرنے کے بعد سب حالات اپنے یورپین افسران کی اطلاع مین لاتے اور صحیح خبرین پہونچاتے اور ذاتی قرابتون و دوستانہ تعلقون کی پرواہ نہ کرکے

پبلک خدمات کا حق ادا کرتے۔

دوسری بڑی خرابی یہہ ہے کہ مثلاً ایسے موقع پر جہان برٹش گورنمنٹ نے ایسی فراخ حوصلگی سے سامان مہمان داری کیا ہو۔ اور ایسے محترم مہمان کی مہمان داری ہو۔ وہان کیسی شرمناک و تعجب خیز بات ہے۔

اگر کسیکی زبان پر یہہ آئے کہ اُس شخص کے مطالبہ مین انصاف نہین ہوا یا اُس شخص کو معاوضہ اُس کی چیزون کا نہین ملا۔ یا خدمات کے بدل سے وہ محروم رہا۔ یا برٹش گورنمنٹ کا روپیہ جو بعد مناسب اخراجات[1] کے بچنا چاہیئے تہا نہ بچا کیا بیجا ہے۔

اگر برٹش حکام ایسی شکایتون کے بعد یہہ گمان کرین کہ ایشیائی قابلیت۔ یا دیانت کبہی قابل اعتبار نہین۔ ایسی صورت مین ملک کا خون ان حضرات کی گردن پر قیامت تک رہیگا۔ یا پبلک جو نازک فرقون مین بہت کم امتیاز کرتی ہے۔ یہہ کہہ بیٹہے کہ برٹش گورنمنٹ کے فلان معزز میزبان کی مہمانداری مین جو مطالبات جسطرح ادا ہونا چاہئین تہے ادا نہین ہوئے۔ ایسے محتمل

---

[1] گورنمنٹ کی فیاضانہ منظورشدہ رقم کے ساڑہے سات لاکہہ روپیہ اکتیس۳۱ سو مہمانون کیلئے تہی مگر مہمان گیارہ سو آئے پہر وہ نقشہ جات و گوشوارے اخراجات جو کمیٹی نے تیار کیے تہے۔ اور جن پر میان کریم بخش سیٹہہ پیشاور نے اعتراض کیا تہا۔ اُن کا مقابلہ گورنمنٹ کی عطیہ رقم سے کیا جاوے۔ اسکے ساتہہ ہی محمد وحید طالبعلم علی گڈہ کالج جنہون نے داناپور مین اہتمام مہمان داری کیا تہا اور اپنے پاس سے کچہہ رقم خرچ کردی ہے۔ ان سے دریافت کیا جاوے کہ اُن کے حق مین کیا انصاف ہوا۔ اُسوقت حقیقت کہُلے اور بسا تعجب ہو۔

اور کشاکشی کے موقع پر اپنی خدمات بمثل قابلیت کے ادا کر جانا اور مہمان و میزبانکو حد امید تک رضامند کرنا قطعی یورپین ہی جماعت کا کام

اور اُن کی اُس اخلاقی و عقلی عظمت کا نتیجہ تہا جسنے اُن کو فرمانروا ے وسیع السلطنت بنایا ہے۔ ذالك فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

خدا ہندوستان کی قسمت مین ایسے مبارک موقع مہانداری کے پہر لائے اور ہماری یہہ استدعا برٹش گورنمنٹ کے پایۂ قبول تک پہونچ جائے کہ ایسی کمیٹیون کی ترکیب مین خاص توجہ مبذول رہی مسلم الثبوت خاندان و اعلی طبقہ و مراتب کے ممتاز لوگ جو دل کے سخی ہون انتخاب کیے جائین۔ اگر سب ہندوستانی منتظم ایسی قابلیت کے ہوتے جیسے مرزا محمد منظور علی خان و مرزا محمد مسرور علی خان خلف مرزا محمد اکبر علی خان ہین تو خدمات مہانداری بہت زیادہ فروغ و فراغ سے انجام پاتین۔ آگرہ و کلکتہ کے انتظام اِسکے شاہد ہین۔

جن لوگون یا قومون مین آثار ترقی پائے جائین مان لینا چاہیئے کہ اُن کی نیت کا پہل اور راستی معاملہ کا ثمرہ ہے۔ اور جو لوگ بُرائی مین نفع حاصل کرنیکا نام خوش تدبیری رکہین۔ اپنی خطاؤن کو عزیز جانین۔ عیبون کو ہنر سمجہین غلطیون پر فخر کرین گو اُن کو اپنی کامیابی پر ناز ہو۔ مگر اطمینان قلبی نہین ہوتا۔ اُن کا کانشنس خود اُن پر ملامت کرتا ہے۔ پہر یہ خیال سخت معیوب و خطرناک ہے۔ بُرائی۔ یا بدعہدی کی سزا۔ خداوند عالم کے حضور سے بہی جلد یا بدیر ضرور ملتی ہے اور جو بدنما داغ جبین ناموری پر لگ جاتا ہے۔ اُسکو ہفت قلزم بہی نہین دہو سکتی ہے۔ ارشاد رسول کریم ہے کہ تم بندگانِ خدا کا فرض ادا کرنے مین سچے رہو۔ کیونکہ جس شخص کو لوگون کا کام سپرد کیا جاتا ہے اور وہ اُس فرض کو راستبازی سے ادا نہین کرتا تو خدا اُسپر بہشت حرام کردیتا ہے۔

اوپر بیان ہوچکا ہے کہ اعلی برٹش منتظم۔ رفیق سفر کو تمام زمانۂ سیاحت مین کسی دن پانچ گہنٹے سے زیادہ آرام کرنیکا وقت نہ مل سکا۔ اب اِدہر کیحالت دیکہیے

بعد نماز صبح بیدار ہوئے۔ اتفاق کی بات دوسری ہے ورنہ ٹھیک وقت
یہی تہا۔ حوائج ضروری سے فارغ ہو کر غسل فرمایا۔ چاء آئی۔ اُسکے ساتھہ ہر قسم کی
مٹھائیان۔ کیک۔ بسکٹ۔ میوہ جات۔ اب چاء کے بنانے ہین۔ چاء کے پینے
کو وقت چاہیے۔ پہر کیک وغیرہ کہانے ہین۔ اچھا گھنٹہ سوا گھنٹے صرف ہوا۔
اس کے بعد تبدیل لباس کیا۔ انگریزی فیشن ایبل سوٹ برجس کے ساتھہ جس کا
پہننا ہندوستانی کپڑون کیطرح آسان نہین لباس پہنا۔ ٹائی کالر کو آئینہ مین دیکھا
سواری صبح سے تیار کھڑی تہی سوار ہوئے۔ جو راہ مین ملا اُس سے اپنی عدیم الفرصتی
کا اعلان۔ تکالیف و محنت کی منادی کرتے ہوئے یورپین پارٹی مین حاضر ہوئے
اِدہر اُدہر کی باتین کین۔ غمگین صورت بنا کر دبے لہجہ مین۔ اپنی حالت۔ سفیر کی
کیفیت پر سوز پڑہے۔ تہوڑی سی رقت ہوئی اپنے دل کا بخار نکل گیا۔
دوسرے کا خیال بدل گیا۔ پہر افغان پارٹی مین پہنچے۔ یہان بہی اپنی کم فرصتی
اور مشکلات کی شکایت کی۔ ایک بڑے فرض سے نجات پائی۔ اتنے مین بریک
فاسٹ کا وقت آیا۔ ہارے تہکے قیامگاہ پر پہنچے۔ کپڑے اُتارے خدا کی
رزاقی کے قربان جائیے (انّ اللّٰہ یرزق من یّشاء بغیر حساب)
جو پشتون کے لئے جسکو چاہتا ہے رزق عطا فرماتا ہے۔ خوان پر خوان آنے
شروع ہوئے۔ جو کہانے مہمانون کو فرمایش پر ملنے دشوار[1]۔ وہ یہان بلا طلب موجود
نہ موجود ہونے کی وجہ۔ تمام عزیز و اقارب ایجنٹ میکائیل بنے ہوئے متعدد
اقسام کی لذیذ کہانے۔ بہوک کہلی ہوئی کسیقدر اشتہا سے زیادہ کہایا۔ اب
دسترخوان سے اُٹھے یا اُٹھائے گئے۔ تو بیٹہنا دشوار۔ وہم سے پلنگ پر اور آنکھہ بند

[1] لفٹنٹ محمد اکبر خان اٹیچی نے اس امتیاز طعام کو محسوس کر کے اسکی شکایت کی تہی دیگر اٹیچیون کو بہی اسکا شاکی پایا
مہمانون مین بہی اکثر کو یہ بات معلوم ہوئی مگر وہ اپنی کریم النفسی سے کوئی شکایت زبان پر نہین لاتے ؎

؎ کثرتِ آب وغذا سے واقعی آتی ہے نیند۔

بمشکل شام بعد عصر آنکھہ کھلی۔ تو ٹفن کا وقت حاضر۔ اِس سے فرصت پائی۔ کپڑے پہنے۔ سیر وتفریح کو روانہ ہوے۔ نہ جائین تو بنے کیسے۔ رفع تکان وانشراح طبیعت کے لیے بہی وقت نکالنا ضروری بات۔ راہ مین کوئی بے تکلف شناسا ملگیا تو زیادہ سیر کی۔ ورنہ پہر پہرا کے صورت پر کار مرکز پر آے۔ اتنے مین ڈنر کا وقت آگیا مگر بادل ناخواستہ کہایا۔ کچہہ سوہضمی کی بہی شکایت زبان پر آئی۔ یہہ خدا نے معدہ ہی ایسا قوی عنایت فرمایا تہا ورنہ اس کثرتِ غذا پر تو تخمہ کا خوف تہا۔ سوہضمی کیسی جبکہ کسی قسم کی محنت وورزش نہو تو یہہ خوف بیجا نہ تہا۔

اب وہ وقت آیا جو آزاد طبیعتون کے لیے مآل کار شادمانی ہے۔ یہان ہم سکوت سے کام لیتے ہین کیونکہ صاف صاف حال لکہنا مشکلات سے خالی نہین۔ بہلائی مین تملق کا اندیشہ اِسکے عکس مین دل شکنی کے الزام کا خطرہ گو دونون سچے ہی کیون نہون۔ پہر ذاتیات سے بحث کرنا ہمارے مقصد سے خارج ہے۔ صرف یہہ سوال یہان پیدا ہوتا ہے کہ جبکو عمدہ اور مقوی غذائین میسر آئین۔ ہوا سے خوش طبیعت مین فرحت پیدا کرے اور استفراغ طبیعت نہ ہو تو دماغ پر گرانی کا احتمال ہے اور یہہ حالت منجر بجنون ہوجاے تو تعجب انگیز نہین۔ اس صورت مین خداوند عالم کی خاص رحمت افغان مہمانون اور یورپین منتظمون پر خیال کرنا چاہیے کہ باوصف قوت و اختیارات کسی مشغلۂ شباب کیطرف بہولے سے بہی رغبت نہ فرماتے تہے۔

علاوہ مذکورہ بالا شغلون کے دوست واحباب کی ملاقاتین۔ آئے گئے کی مدارات اہل وطن وعزیز واقارب کی فرمائشات کی تعمیلات۔ ذاتی خرید وفروخت خط وکتابت غرضکہ کہانا ضروریات زندگی۔ سونا صحت کے لحاظ سے واجب۔ احباب ودوستون سے ملنا۔ اخلاقی فرض۔ ذوالقربیٰ وہمسایہ کے ساتہہ احسان کرنا تعمیل احکام الٰہی

یورپین حکام کے یہان حاضری موجودہ وآیندہ کے خیال سے تمام فرائض سے بڑھکر افغان مہمانون کی خدمت مین جانا کار منصبی۔ رہگئے اشغال سیر و تفریح یہہ بھی زندگی کے لوازمات سے بیگانہ نہین ہین۔ اس تفریق اوقات پر غائر نظر ڈالی جائے تو کسی وقت کی نماز تک ادا نہ ہوتی تھی ؎

سر سرکش نہین سجدہ سے واقف — اگر اہی ہون تو قبلہ کے مخالف
نماز صبح رخ کسدن قضا کی — تراویح شب گیسو ادا کی
گلابی ہے مرے تقوے کا جامہ — ردائے دختر رز ہے عمامہ

اس سے شاید بمشکل انکار ہوسکے کہ جسقدر مذہبی عظمت۔ و اسلامی رنگ دلمین ہوگا اُسیقدر خوف خدا اور اُسی پایہ کی اخلاق حالت ہوگی۔ منتظمان کمیٹی کے مسلمان ہونے مین کسی کافر کو شک ہوسکتا ہے۔ مگر مسلمان کے لئے مایۂ فخر ہونے مین کلام ہو تو چندان عجب نہین ؎

عجب ہے کہ جو قوم ہو سب سے اعلیٰ — اُسی سے کے ہون افسوس اطوار بیجا
مجھے یاد آتی ہے اک نقل زیبا — کسی نے یہہ کہتے ہین سعدی سے پوچھا

کہ سید اگر ہو شرابی جواری
تو احکام کیا اُسپہ ہوتے ہین جاری

لکھا شیخ نے ایک قطعہ جوابی — نہین مینے دیکھی نہین یہ خرابی
بنی فاطمہ ہاشمی۔ بو ترابی — غضب ہے کہ ہووین جواری شرابی

خدا نے کیا ہے انہین نور طاہر
طہارت ہے قرآن سے ان کی ظاہر

اور ایسا اگر ہے تو اے وائے قسمت — قیامت مین امت پہ ٹوٹی مصیبت
انہین سے پیمبر کو کب ہوگی فرصت — کہ آئیگی اپنی شفاعت کی نوبت

انہین کے بکھیڑون مین وہ دن تو سارا
نکل جائیگا کون ہے پہر ہمارا

اس عنوان پر اگر ہم تفصیلی لکھنا چاہین تو دفتر ہو جائے اور داستان ختم نہو ہمنے ہندوستانی کمیٹی کا ایک ادہورا ناتمام اور اجمالی خاکہ دکھلایا ہے۔ اگر اصلی صورت مع خط وخال پیش کی جائے تو پبلک کو عجیب و غریب جلوے نظر آئین۔

اسکا ہم کو اعتراف ہے کہ نقیر صاحب کے خوش تدبیر۔ ہوشیار۔ صاحب نصیب ہونے مین شک نہین۔ بخت و اتفاق نے جس چہوٹی ملازمت سے اُنہین اس ترقی کے زینہ پر پہنچایا یہہ اُنہین کا حصہ ہے۔ ممبری مال ٹونک مین جو بات اُنہون نے چند دنون مین حاصل کی۔ لوگون کو پشتون مین جاکر نصیب نہین ہوتی۔ تمام ریاست مین دخل اختیار۔ عزل و نصب سب اپنے ہاتہہ مین۔ سید اقبال علی شاہ حقیقی بہائی سید مراتب علی شاہ لاہوری اپنے ہموطن کو یکبارگی ناظم ریاست بنا دینا تہوڑے اختیار کی بات نہین۔

انٹر ٹینمنٹ کمیٹی کی سپرنٹنڈنٹی نے بڑے بڑے حصول مراتب کے ذرایع بخشے اعلیٰ برٹش حکام و افغانی سردارون سے بے تکلف ملاقاتین۔ کہانے کا انتظام اچہے اچہے نامور امرا کی حاضری۔ اور آخر مین برٹش ایجنٹی کابل۔ یہہ وہ قابل رشک باتین ہین جن کی تمنا امرا و روسا کو ہو۔ تو نازیبا نہین۔

مانا کہ برٹش ایجنٹ مقرر ہونے کے وقت آپ بخوشی نہین گئے۔ آپ نے اپنی ضعیفہ مان سے علیحدگی اور اپنی خانگی ضرورتون کے عذرات پیش کیے۔ گہر مین اس تقرر پر کہرام تہا۔ ایسے جلیل القدر عہدہ ملنے پر بہی جس گہر مین ماتم ہو تو شگون نیک نہین اسلیے ضرورت سے زیادہ احتیاط کی حاجت ہے ورنہ بعض اوقات اختیار و مرتبہ اعلیٰ بخت عاشق کیطرح اُلٹا پڑتا ہے

مکیٹی مہمانداری کا ایک جزو اٹیچیان کو بھی خیال کرنا چاہیے۔ بارہ اٹیچی مع چند اسسٹینٹ اٹیچیون کے مامور ہوئے تھے۔ جنمین خان بہادر میر شمس شاہ اکسٹرا اسسٹینٹ کمشنر صوبۂ سرحدی۔ و سردار محراب خان رئیس کوئٹہ بلوچستان جن کی سرپرستی میکموہن خاص عزت فرماتے تھے اور بلوچستان مین پہلے تعلیمیافتہ سردار ہین۔ دونون موصوف الصدر اصحاب مہذب اور با اخلاق ہین۔ لفٹینٹ آنریبل ملک عمر حیات خان ٹوانہ سی۔ آئی۔ ای۔ و لیفٹننٹ محمد اکبر خان رئیس ہوتی مردان۔ دونون جوان خوش طبع۔ رنگین مزاج۔ بامذاق وخوش خلق ہین۔ باقی دیگر اٹیچیان مختلف العمر و مختلف المزاج مگر سب کے سب قابل وانتخاب تھے۔

ان حضرات کے ذمہ کہین مہمانون کا اسباب اُتروانا و لدوانا۔ کہین کرایہ کی گاڑیون کا اہتمام۔ کہین اسباب کی گاڑیون کو مہمانون کے قیامگاہ پہنچوانا کبھی غلام بچہ گان حضوری کی نگرانی۔ باقی اسپیشل ٹرینون مین ہمراہی مہمانون کے سفر۔ یونیفارم مین اسٹیشنون پر نزول اجلال اور سیر و تفریح۔ اسسٹینٹ اٹیچیون مین محمد حیات ڈپٹی انسپکٹر پولیس ڈیرۂ اسمٰعیلخان نے بڑی سرگرمی ومحنت سے اپنا کام متعلقہ انجام دیا۔

البتہ خان بہادر شیخ مولا بخش جو مستقل فارن اٹیچی گورنمنٹ آف انڈیا ہین۔ ان کے ذمہ نازک و ذمہ دارانہ خدمات تھین۔ ہز مجسٹی شاہ افغانستان کے حضور مین ان ہی کو باریابی کا شرف حاصل ہوتا تھا اس متین۔ بے شر۔ مجسم اہل۔ بے مثل۔ قابل بزرگ نے

جس شایستگی و حُسن لیاقت سے اپنی خدمات مفوضہ انجام دین
وہ فی الحقیقت قابل تحسین و تعریف ہے۔
ان کی قدر دان جو ان کی گورنمنٹ ہے وہ ان کے حُسن خدمات
کے صلہ بین ضرور خاص توجہ مبذول فرمائے گی۔

افغانستان برٹش گورنمنٹ کا سیدہا بازو ہے - برٹش گورنمنٹ سے اتحاد افغانستان کے لیے ترقی کا سیدہا راستہ ہے

بیسوین صدی کے مورخ یا بحث کرنیوالے کو اس امر کی ضرورت باقی نہین رہی کہ وہ اتفاق و اختلاف شخصی یا سلطنتی کے مقابلہ مین تضیع وقت کرکے یہ امر علوم متعارفہ مدبران وقت کا ہوچکا ہے - تا وقتیکہ کسی سلطنت کا فنا کردینا ایک مادۂ فاسد کی طرح قرین مصلحت یا ضرورت حالت نہ ہو اختلاف سلطنتی بدتر سے بدتر خرابیون کیطرف منجر ہوتا ہے - اور یہہ خرابیان صرف کمزور ہی سلطنت کے متعلق نہین ہوتین بلکہ قوی سلطنت کوبہی متزلزل کرتی ہین - اور زیادتی قوت جو نفسانیت کے لیے کمزور قوت کے مقابل علاوتاً کام مین لائی جاتی ہے - اُسکا مواخذہ نہ صرف خداوند عالم کے سامنے ہوتا ہے - بلکہ زیادتی کرنے والون اور اُسکی نسلون کے سامنے آگے پیچھے آتا ہے جب زبردست فریق کو اپنی نفسانی غرضون کی وجہ سے اپنی زیادتیون کا خمیازہ اُٹھانا پڑتا ہے - تو ضرور ہے کہ کمزور فریق کو بطریق اوسلے اپنی حالت و کمزوری کا نتیجہ بہگتنا پڑے -

سلطنت کی مصلحتین بہی قریب قریب اُنہین اصولون پر مبنی ہین جو شخصی زندگی کے لیے مہتم بالشان ہین - مثلاً کسی شخص کے دو پڑوسی ہون تو ضرور ہے کہ ان تینون کے حالات معاشرت و تمدن مین - خواہ باعتبار دولت خواہ باعتبار علم - خواہ باعتبار قوت جسمانی فرق ہوگا - ان مین سے زبردست سے زبردست یا دولتمند سے دولتمند یہہ نہین کہہ سکتا کہ مجہکو اپنے ہمسایہ کی ضرورت نہین - اسیطرح اضعفین مین کوئی یہہ خیال نہین کرسکتا کہ وہ

اپنے اعلیٰ پڑوسی کی مدد سے مستغنی ہے یا اُسکو مشتعل کرکے اپنے کو بری از خطر سمجھے۔ یہ قیاس اوپری قوت سے امور سلطنہائے متقاربین سے تعلق رکھتا ہے بڑی سے بڑی سلطنت یہ نہ سمجھے کہ اُسکو خواہ ابقائے سلطنت مین یا اقوی سلطنت کے معاملات مین اپنے غیر مساوی ہمسایہ اور اقرب سلطنت کی ضرورت نہ پڑے گی۔ چہ جائیکہ سلطنت متوسط کو جسے جانبین کی دو سلطنت اُس سے قوی تر اور غیر موافق الاصول سے واسطہ ہو ایسی صورت مین سلطنت متوسط کو کسقدر ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ اپنے جانبین کی اقوی سلطنتون مین امتیاز کرتا رہے کہ کسکی شرکت قابل اعتبار اور اُسکے ملک کی صلاح و فلاح کے لیے انسب و اولی ہے۔

اسیطرح ہر سلطنت اعلیٰ اس امر کی حاجتمند ہے کہ جس سلطنت کو وہ اپنا معاون بنائے اُس کے ساتھہ روابط و مراسم مین کسدرجہ خلوص کام مین لانا چاہیئے۔ ہمکو اُن مدبرون کے ساتھہ ہرگز اتفاق نہین جو غیر ملکون کے ساتھہ برتاؤ مین محض خود غرضی ملحوظ خاطر رکھتے ہین۔ اور تمام تعلقات و معاملات کو ایک امر سرسری صرف مشکلات موجودہ کے حل کرنے کے لئے قرار دیتے ہین دنیا کے تمام اصول جن پر بقائے صلاح و فلاح عالم ہے۔ صدق و راستی پر مبنی ہین ہا تلمیع معاملت گو اہل معاملت کے لیے تھوڑی دیر کے واسطے ایک کو کامیاب اور دوسرے فریق کو خاسر بنائے مگر یہہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ کتاب مین ایک باب یا چیپٹر کے غلط ہونے سے تمام کتاب غلط ہو جاتی ہے۔ اور باعتبار اصول اخلاق جس طرح گلاب کے حوض مین ایک قطرہ نجاست پڑنے سے تمام حوض ناپاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قوم کی زندگی مین کسی قرن مین مدبران سلطنت سے خود غرض پالیسی کیوجہہ سے کوئی غلطی عمداً یا ارادتاً

کی جاتی ہے۔ تو گو بظاہر عارضی طور پر کامیابی سمجھی جائے۔ یا اُس خاص مدبر کے لیئے تھوڑی دیر کو مایۂ افتخار ہو۔ مگر اُس قوم کی حیات مجموعی مین وہ ایسا ناپاک و بیہ اخلاقاً سمجھا جاتا ہے جو ابدالآباد تک حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ بغرض خیال کرنے والے کیلیئے یہ بحث ایک عجیب دلکش مناظرہ ہے کہ افغانستان و ہند کی سلطنتون مین کس قسم کے روابط و اتحاد رہنا چاہیئن خاصکر ایسی حالت مین کہ روس کے اغراض سلطنت ہند کے موافق نہون۔

اس مین شک نہین کہ گورنمنٹ ہند ایک نہایت باوقار۔ اور حدّ کمال تک پہونچی ہوئی سلطنت ہے۔ مگر کیا کوئی شخص اس کہنے کی جرأت کرسکتا ہے کہ اُسکو افغانستان جیسے ہمسایہ سے اتحاد کی ضرورت باقی نہین رہی۔ کسی مرتبہ کا زبردست صاحب علم یا صاحب ثروت آقا ہو مگر کیا وہ کہہ سکتا ہے کہ کسی وقت مین ایک ادنیٰ ملازم اُس کو نقصان نہین پہونچا سکتا۔ مثلاً بیماری۔ یا تنہائی کی حالت مین ڈاکٹر یا دوسرے معاونون کی مدد میسّر آنا بھی اسی ادنیٰ نوکر کی معاونت پر منحصر ہوتا ہے۔

سلطنت کسی مرتبہ کمال یا استحکام پر ہو مگر یہہ نہین کہا جاسکتا کہ خود اُس کی رعیت سے کیا خطرے پیش آسکتے ہین یا دوسرے سلطنت گو اُس درجہ کی نہ ہو اُسکو کسقدر نفع یا نقصان پہونچا سکتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہہ کہہ لیجیئے کہ سلطنت قوی تر کو سلطنت ضعف سے اُتنے موقع ہراس و معاونت کی نہین پڑتی۔ جتنے سلطنت ضعیف تر کو مگر جب ایک تیسری قوت برابر کی رقیب ہو رہی ہو تو اُس قوت کا جو حد مشترک کے طور پر فیما بین سلطنتین واقع ہے۔ اندازہ اُس کی قوت اصلی سے نہین کرنا چاہیے۔ بلکہ اُس قوت سے اندازہ کرنا چاہیئے۔ جو اُس کو ایک قوت سے ملکر دوسرے فریق مخالف کے مقابل مین حاصل

ہوسکتی ہے۔ مثلاً دو مخالف قوتین برابر کی ہین۔ اور ایک قوت ان سے کم توصاف ظاہر ہے کہ جسطرف اس کم قوت کا میلان ہوگا۔ اُس کا مجموعہ دوسری قوت مخالف منفردہ سے بہت زیادہ ہوجائیگا۔ اسلیے وسیع النظر مدبران سلطنت ہند کا فرض ہے کہ وہ کابل جیسی قوت کو اپنی سلطنت کے بقاو ترقی کی خاطر ایک فیکٹر یا جزو اتحادی سمجھین۔

دونون سلطنتون کے ہواخواہون کو مبارکباد کا مقام ہے کہ سلطنت ہند کی عنان جن ہاتھون مین ہے۔ اُن کا طرز عمل اسی اصول پر مبنی ہے۔ اور اُنھون نے قدمی درمی سخنی اس باب مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا۔ اور ایک مبارک علامت ہے کہ حال کے فرمان روائے افغانستان ایسے روشن خیال ترقی پسند ہین جنھون نے باوجود ملکی دقتون کے ایسے موقعون سے بڑے مردانہ طور پر فائدہ اُٹھایا۔

ایشیا کی تاریخ مین شاید یہ پہلی مثال ہے کہ ایک ایشیائی بادشاہ ایک یورپ کی سلطنت کا اس طور پر مہمان ہوا اور جانبین سے اس طور پر روابط اتحاد و موافقت مستحکم ہون۔ نظر غائر مین سے پوشیدہ نہین رہ سکتا کہ اس قسم کے روابط بڑھانے سے اعلیحضرت اس امر کی ضرورت سمجھتے ہین کہ افغانستان کی آیندہ ترقی کسقدر سلطنت ہند کی دوستی پر منحصر ہے۔

سچّا بیان اور خاصکر کسی کی یا ضعف کے متعلق ایک امر ناگوار سا ہوتا ہے الحق مُرٌّ ایک متفق علیہ مثل ہے۔ جو شخص افغانستان کا سچا خیر خواہ ہے اُسکو اس امر کے اصرار کرنے کی ضرورت ہے کہ افغانستان مین جہان بہترین جواہر عقل و دانش۔ قوت و بینش کے بالقوی موجود ہین۔ اوسی کے ساتھ اون مین فعلیت کی ضرورت ہے۔ گویا مرتبہ امکان سے مرتبہ عمل مین آنا باقی ہے

جسکے لیئے بہترین مواقع درکار ہین۔ کوئی قوت اپنا عمل پورے طور پر نہین کرسکتی جب تک اسکو وسعت مقامی حاصل نہ ہو۔ اسی لیے تمام عالم کی تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ کسی قوم نے مدارج ترقی طے نہ کیے۔ جب تک اُس کو بہترین مواقع اطراف خارجیہ سے حاصل نہوئے۔

للہ الحمد افغانستان جو قدرتی اوصاف مین اس قدر نام آور ہے۔ اور اتفاق سے ابھی تک پوری ترقی کا اُسے موقع نہین ملا۔ اعلیٰ حضرت جیسے وسیع الخیال فرمانروا کی فرمان روائی ہین ہے۔ موقع یہین وبسیار موجود ہین۔ اعلیحضرت کو اس امر کی سچے طور پر اپنے دل مین تصفیہ کی ضرورت ہے۔ کہ کام مین لانے کے لیے سلطنت مجنہ یا سلطنت بیرہ النسب واوفق ہے۔

اس کہنے کی ضرورت نہین کہ ہر سلطنت کو اپنی حفاظت کے لیے ایک خاص احتیاط کی ضرورت ہے اور اپنی قوت پر خاص حد تک منحصر رہنا چاہئے۔ جسطرح حد سے زیادہ عدوان ومخالفت متضاد وجود صحیح ہے۔ اوسی طرح انحصار لاینبغی مورث ضعف ورکاکت ہے۔ اور کبھی خالی از خطر نہین اس حد اعتدال کو نظر مین رکھنے کے بعد ایک ترقی کرنے والے افغانستان جیسے ملک کو حاجت ہے کہ اپنی تجارت۔ تعلیم۔ صنایع۔ استعمال معدنیات طب۔ تمدن۔ سامان وآلات حرب۔ دولت ملک کے لیے کسی متحد الاغراض۔ مغربی سلطنت سے مستفید ہو۔ اور اس استفادہ کے لیے صرف دو سلطنتین روس۔ برٹش اُسکے قریب ہین۔ ہم کو سلطنتی تعلقات سے بحث کرنے کی ضرورت نہین۔ اتنا لکھنا کافی ہے کہ روس بجائے خود وحشت کی حالت مین ہے اور گو کیسی ہی وسیع سلطنت ہو مگر اُس کے اصول سلطنت ہرگز اس قابل نہین کہ دوسرے اُن سے نفع اُٹھائین۔ وہ اصول خود نظم سلطنت قایم رکھنے کے لیے

کافی نہین تزلزل موجودہ اُسکی حالت بحران نامحمود کی سی بنائے ہوئے ہے
صرف برٹش سلطنت اس قابل معلوم ہوتی ہے کہ اُس سے نفع اُٹھایا جائے
نہ صرف اس لیے کہ دونون ہند و افغانستان متفق الاغراض ملک ہین۔ بلکہ
اس بنیاد پر کہ برٹش گورنمنٹ کی تہذیب دنیا کی اوّل تہذیبون مین سے ہے اور
جو نفع افغانستان کو پہونچ سکتا ہے وہ آسان سے آسان طریقہ سے برٹش
گورنمنٹ ہی سے حاصل ہوسکتا ہے۔

اس امر مین تہذیب انگلستان کا کسی قسم کا خودغرضانہ بخل اوتنا ہی
افسوسناک ہوگا جتنا کہ افغانستان کا کسی تنگ خیالی سے انگلستان کی تہذیب
واتحاد سے نفع نہ اُٹھانا۔

برٹش گورنمنٹ کی یہہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ افغانستان اُس کی سلطنت کا
سیدھا بازو ہے۔ اُس کی قوت سے اس سلطنت کی قوت اور اُسکے ضعف سے
برٹش سلطنت کا ضعف ہے۔ اور افغانستان کے لیے برٹش گورنمنٹ سے اتحاد
سب سے سیدھا راستہ اُسکی ترقی اور آیندہ صلاح و فلاح کا ہے۔ افغانستان
کی ہرطرح بہتری اس مین ہے کہ وہ برٹش سلطنت کی دوستی کو غنیمت جانے
مدبران سلطنت برطانیہ کا دلی منشا رہے کہ عملداری افغانستان مستحکم ہوکر اُسکے
اور روس کے درمیان حائل رہے۔ روس برخلاف اس کے ہمیشہ یہہ چاہتا
ہے کہ افغانستان سدّ راہ ہے درمیان سے اُٹھہ جائے۔

امیر دوست محمّد خان مرحوم ہندوستان مین بحیثیت نظربند کے کچھہ زمانہ
رہے۔ یہ حالت ایسی ہے کہ انسان کو چندان تجربہ نہین حاصل ہونے دیتی
تاہم امیر موصوف جنگ افغانستان کے خاتمہ پر جب کابل جارہے تھے
تو اُنھون نے رخصت ہوتے وقت گورنر جنرل سے بیان کیا تھا کہ ہندوستان

مین جب سے آیا ہون آپ کے علاقہ کو دیکھہ رہا ہون۔ آپ کے قلعے۔ آپ کے سلح خانے۔ آپ کے جہاز قابل تعریف ہین۔ آپ کی تجارت آپ کی ٹکسال نے مجھے حیرت مین ڈال دیا۔ تعجب انگیز بات یہ ہے کہ انگریزسی صاحب دانش ودولتمند قوم کابل جیسے ملک پر جہان پتھرون وچٹانون کے سوا کچھہ نہین ہے۔ قبضہ کرنے کی آرزومند ہو۔

امیر دوست محمد خان نے ہندوستان سے جاکر کچھہ اصلاحین کین۔ اوّل یہ کہ جو ورک شاپ اسلحہ جنگ بنانے کے سلطنت افغانستان مین جاری ہین اُن کی بنیاد پہلے پہل امیر مرحوم موصوف نے اپنے لایق فرزند امیر محمد افضل خان کے زیر نگرانی بلخ مین ڈالی۔ اُن کارخانون کا ذکر امیر عبدالرحمن خان مرحوم کی سوانح عمری مین مذکور ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہین کہ اپنی طفولیت مین تعلیم و تدریس چھوڑ کر کارخانہ مین لوہارون کے ساتھہ بندوق سازی سیکھا کرتے تھے دوم باقاعدہ توپخانہ۔ ترپ رسالہ پلٹنون کے انتظام کی بنیاد۔ امیر مرحوم ممدوح نے ہی ہندوستان کی واپسی پر رکھی۔ وہ اس کو ضروری سمجھتے تھے کہ اپنی فوج کو انگریزی طریقۂ جنگ کی تعلیم دلائین۔ اس غرض کے پورا کرنے کے لیے افسران فوج جو غدر ۱۸۵۷ء مین بھاگ کر افغانستان چلے گئے تھے ملازم رکھہ لیا اور ترکستان۔ بخارا کی فوج مین مامور کردیا۔ اس سے ثابت ہے کہ اگر امیر موصوف ہندوستان تشریف نہ لائے ہوتے تو اُن کی توجّہ اس ضروری اصلاح کی جانب ہرگز مائل نہ ہوتی۔

اعلیٰحضرت ہزمجسٹی امیر نے تمام شاہان افغانستان سے زیادہ ہندوستان کی سیر کی۔ امیر شیر علی خان انبالہ۔ اور آپ کے پدر عالی قدر راولپنڈی تک آئے کسی نے جانا کسی نے نہ جانا۔ مگر ہزمجسٹی نے قریب قریب تمام

ہندوستان کی سیاحت فرمائی۔ آزادانہ پھر کر ہر چیز کو نظر غائر سے دیکھا
اُن کے اطوار۔ اقوال نے ثابت کردیا کہ وہ ایک باخبر۔ بیدار مغز حکمران
ہوشمند انسان اور راست کردار مسلمان ہین۔ اُن کا قول ہے کہ مین سپاہی
مُلّا۔ اور بادشاہ۔ ہون۔ اور یہہ بالکل سچ ہے۔ اگر افغانستان کا حکمران
ان ہر سہ صفات سے متصف نہین تو کچھ بادشاہ نہین۔

وہ یہان ملک گیری اور فاتح کی حیثیت سے نہین آئے تھے
مگر اُنھون نے فتح پائی۔ بلا امتیاز مذہب وملّت وبلا استثنار قومیت
وذات سب کو اپنے حُسن اخلاق سے مسخّر کیا۔ لوگون کے دلون پر اپنی محبت
کا سکّہ بٹھایا۔

زورِ حکومت انسان کے جسمون کو مسخر کرتا ہے لیکن یہہ شرف صرف
اخلاق و بے تعصبی کو حاصل ہے جو انسان کے دلون پر قبضہ کرتا ہے جسکو
نہ کوئی قوت ہٹاسکتی ہے۔ نہ مدت بُھلاسکتی ہے۔ نہ جسپر دوری کا اثر پڑ سکتا
ہے۔ آپ کی باخبری و روشن خیالی سے امید ہے کہ جو بصیرت یہان
کی سیاحت سے حاصل کی ہے اوسکو اپنی بہبودی ملک کے کام مین
لائینگے۔ اپنے مفید خیالات کا اظہار عملاً فرمائینگے۔

ہندوستان کو زرخیز ملک۔ رعایا کو بظاہر خوشحال۔ لوگون کی جان و
مال کو محفوظ۔ ہر جگہہ امن وامان پایا۔ اس اثر سے آپ متاثر ہوئے ہونگے
اور اپنی سلطنت مین اس کی طرف توجہ مبذول فرمائینگے۔ ناواقف و
نادانون کا یہ گمان تھا کہ ہز مجسٹی کو فن سپہگری کے متعلق اعلیٰ پایہ کی
شاید واقفیت نہ ہو۔ مگر انگریزی فوج کی حالت دیکھہ کر جو دلچسپی ظاہر
کی اُس سے اس خیال کی تردید ہوگئی۔ جو خیال انگریزی سپاہ دیکھکر

قایم ہوا ہوگا اُسکا تقاضا ہے کہ اپنی بہادر قوم کو تربیت یافتہ اُسی پایہ کا بنائین جو موجودہ زمانہ کے لشکرون کی مدافعت مین سپر کا کام دے۔

انبالہ مین امیر شیر علی خان نے فوج کا ریویو دیکھکر جو رائے ظاہر کی تھی ہز مجسٹی نے اُسکے برعکس رائے قایم فرمائی۔ امیر شیر علی خان نے قواعد فوج انگریزی کو سُنا ہے کہ ایک طفلانہ کھیل سمجھا۔ مگر ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان نے اُسپر غائر نظر ڈالی۔ فوج کی آراستگی۔ فوج کی شائستگی۔ فوج کی تربیت۔ فوج کی قواعد دیکھکر بے ساختہ تعریف کی۔ اپنے سرداران کو مخاطب کرکے فوج کی خوبیون کی طرف خاص طور پر متوجہ کیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ اعلیحضرت فنون جنگ مغربی سے وقوف تام رکھتے ہین۔ یہہ واقعہ کابل کے دو فرمانرواؤن کے اخلاق وسابق وحال کی تہذیب پر ایک حد تک روشنی ڈالتا ہے۔

سیاحت اعلیحضرت پولیٹکل غرض سے نہ تھی مگر پولیٹکل امور پر اسکا اثر پڑا

گو سفر ہز مجسٹی دوستانہ دعوت کی غرض سے اور اُن کا تشریف لانا بطور سیر و تفریح تہا۔ لیکن غیر ممکن ہے۔ اس دوستانہ ملاقات و محبت کا اثر پولیٹکل امورات پر نہ پڑا ہو۔ ایک امر تو یہی بیان کیا جاتا ہے کہ زکا خیل آفریدی جو سرحدی اقوام مین ایک جرگہ ہے اور جن کا دوستانہ واسطہ گورنمنٹ انگریزی سے نہین ہے۔ جب اُنہون نے ملاقات چاہی تو ہز مجسٹی امیر نے اُن کے ملنے سے انکار کردیا۔

یہان ایک واقعہ عہد ضیاء الملۃ والدین مرحوم کے بیان کی ضرورت

معلوم ہوتی ہے۔ جس زمانہ مین سرحدی جنگ ہو رہی تھی اوسوقت مہتر باجور و دیگر سرحدی اقوام ناکام ہو کر جلال آباد مین پہونچے۔ امیر مرحوم نے گورنر جلال آباد کو حکم بھیجا کہ ان لوگون کو تاحکم ثانی کابل آنے سے روکو لیکن اونکو بطور ایک مسافر مہمان ٹھیراؤ۔

سنا گیا کہ گورنمنٹ ہند کو جب یہ خبر ملی تو امیر مرحوم سے اسبارہ مین استفسار کیا گیا۔ مرحوم مغفور نے لکھا کہ مین نے کوئی بات خلاف عہد نہین کی۔ میرے اور آپکے معاہدہ مین کوئی ایسی شرط نہین ہے کہ مین اپنے بھائی مسلمانون کو جو میرے ملک مین بحالت تباہی کسیطرح پہونچ جائین۔ مین اونکو ایک وقت کے کھانا دینے سے مجبور سمجھا جاؤن گا۔ البتہ مجھپر یہ ضرور فرض ہے کہ آپکے مخالفون کو مدد فوجی یا امداد مالی نہ دی جاوے اسکا مین سختی کے ساتھ پابند ہون۔

اب اسکا ثبوت بھی لیجئے۔ ملا ہڈا کا ایک نائب جو شورش جاہلانہ مین بڑا محرک تھا ایک دفعہ اوسکے مقام سکونت پر حملہ ہوا۔ اوس مقام کے باشندے بھاگ گئے تھے۔ گاؤن مین آگ لگا دی گئی لیکن قبل لگانے آگ کے سردار قبیلہ کے گھر کی تلاشی لی گئی۔ جسمین سے ایک فرمان دستخطی امیر مرحوم نکلا جو طلب امداد کے جواب مین تھا۔ فرمان مین تحریر تھا کہ مین جس گورنمنٹ سے معاہدہ کر چکا ہون اوسکے خلاف کوئی امر کرنا مذہبًا و اخلاقًا بُرا جانتا ہون۔ اگر عہد کے خلاف ورزی کرون تو خدا و رسول کے روبرو گنہگار ٹھیرون تم لوگون نے جو شورش برپا کر رکھی ہے مین اسکو بھی مذہب کے خلاف جانتا ہون جنگ اسلامی کے شرائط تمام مفقود ہین تمکو اس باغیانہ طریقہ سے باز آنا چاہیئے۔

ناظرین یہ ہے راستبازی اور عہد کی پابندی جسکی اسلام تاکید کرتا ہے ہز مجسٹی نے سرحدی قوم سے ملنے مین ناحق مضایقہ فرمایا۔ یہ امر بظاہر پولیٹکل حیثیت سے کوئی برا نہ تھا اگر اون لوگون سے ملتے اور بہ نرمی اپنے عادات و خصائل کی رو سے اون لوگون کے تالیف قلوب فرماتے تو کچھہ عجب نہین کہ اونکے ذریعہ سے وہ گروہ ہماری گورنمنٹ کا مطیع

وسقاد ہوجاتا - اور اوس گروہ کو بھی نفع پہونچتا -

اخبارات کی راے سفر وسیاحت کے متعلق

ڈیلی اکسپریس - افغانی وانگریزی تعلقات مستقل طور پر اطمینان بخش طریقہ سے قایم ہوجائینگے لطف آمیز پالیسی حسب خواہش نتایج پیدا کرنے مین کامیاب ثابت ہوگی -

سٹنڈرڈ - افغانستان کی ترقی اور ازادی ، سرحدی استحکامات کی تجاویز کا ایک لازمی جزو ہے

مارننگ پوسٹ - اس سیاحت امیر سے پبلک پر یہ اثر ہوا کہ وہ ہمسایہ سلطنتون مین دوستانہ تعلقات ہین -

دہلی میل - رقم کرتا ہے چونکہ امیر صاحب ہمارے دوست ہین اونکی مدارات نہایت تپاک سے کرین اونکی سیاحت موجودہ سے دوستانہ تعلقات اور بھی زیادہ مضبوط ہوجائینگے

نصائح امیر عبدالرحمن خان مغفور

امیر مرحوم نے جو نصیحتین اپنے جانشینون کو نہایت مفید وبیش بہا کین اونمین سے چند بیان لکھی جاتی ہین -

(۱) بلا رورعایت لوگون کو جو ملازمت اختیار کرین یا ملک مین آکر سکونت پذیر ہون مساوی حقوق عطا کرین اور اونکو بلا امتیاز قوم وملت اپنی رعایا کی مانند سمجھین -

(۲) اپنے خاص لوگون اور عزیزون کو الاونس وغیرہ سے مدد دیکر کام کی طرف راغب کرین مگر جو کچھ انہین دیا جاوے اوسکے مطابق کام بھی اون سے اوتنا ہی لیا جاے -

(۳) برطانیہ اعظم کی محض مدد پر بہروسہ کرکے غافل نہون ممکن ہے کہ وہ روابط سلطنت جو اسوقت افغانستان کے ساتھ ہین بدل دے یا کسی وقت افغانستان کو مدد دینا اپنی مصلحت کے خلاف سمجھین -

(۴) ہمیشہ اوس سچے حکمت عملی کی پیروی کرنا چاہیئے جو ہمارے مذہب نے ہمکو سکھائی ہے یعنی ہر دشواری کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو اور خدا پر بھروسہ کرو۔

(۵) کوئی یورپین ملک مین آباد ہونے نہ پائے جس وقت کوئی یورپین ملازم یا کاریگر یا معلم اپنا کام ختم کر چکے اور اہل ملک کو بخوبی کام آجاوے اور وہ اوسکی تعلیم کے محتاج نہ رہین تب اوسکو ہدایت ہو کہ پھر وہ اپنے ملک کو واپس جائے۔

(۶) اگر افغانستان کو ایک عظیم الشان سلطنت بنانا چاہتے ہین تو اتفاق کی قدر کرین کل شاہی خاندان۔ امرا اور رعایا سب یک دل یک راے ہمخیال۔ متفق الاغراض ہوکر اپنے گھر کی حفاظت کرین۔

(۷) اگر باوجود عہد ناموں کے انگریز میرے خاندان کے دشمنون کو مدد دین تو اوس حالت مین بہادرون کی طرح لڑکر فیصلہ کرلین اپنے دشمن کو ملک سے نکال دین اگر خود شکست کھائین تو انگریزون کے خلاف کسی دوسری سلطنت کی حمایت مین جارہین۔

(۸) بمقابلہ متوسلین برطانیہ کے روس کے متوسلین سے زیادہ ہوشیار رہین۔

(۹) میرے بیٹے کو چاہیئے کہ قوم پر ثابت کروے کہ وہ ایک مستقل مزاج۔ صائب الراے جفاکش اور محب وطن بادشاہ ہے۔

(۱۰) اس درجہ خودراے نہو کہ کبھی اپنے مشیرون سے مشورہ نہ لے اور نہ کوئی مشیر اسکے مزاج مین اتنا دخیل ہو کہ اسے موم کی ناک بنالے۔

(۱۱) ملک مین ہر شخص امیر سے لیکر فقیر تک اسبات کا مجاز ہو کہ کسی معاملہ مین اگر وہ بادشاہ کو اطلاع دینا چاہے تو براہ راست خط و کتابت کر سکے۔

(۱۲) علاوہ روزانہ فرایض کے اپنا علم و معلومات بڑہانے کیلئے کوئی وقت مقرر کرین۔

(۱۳) سلطنت کے استحکام کے لئے فوج کی جانب توجہ اور اوسکا نو ایجاد اسلحہ سے مسلح ہونا جدید فنون جنگ کی کتابین پڑہنا نہایت ضروری ہے۔

(۱۴) غلے کے انبارخانے اور سلح خانے ہمیشہ بھرے رکھیں -
(۱۵) محکموں کے قوانین اور ملکی عدالتوں کی توسیع کریں ملک کی ترقی و تہذیب کے لحاظ سے قانون میں اصلاح کرتے جائیں -
(۱۶) نئی سڑکیں بنوائیں مگر ریل و تار کا بنوانا اوسوقت تک ملتوی رکھیں جب تک ہمارے پاس ملک کی حفاظت کے لیے کافی فوج جمع نہ ہوجاے -
(۱۷) محکمہ مخبری و خفیہ پولیس کو ہمیشہ اچھی حالت میں رکھیں -
(۱۸) معدنیات و دیگر ذرایع دولت سے فائدہ اوٹھائیں -
(۱۹) کبھی غیر ملک والے کو ریل یا معدنیات کا ٹھیکہ نہ دیں بلکہ خود ریل بنائیں اور کانیں کھودیں اگر غیر ملک والوں کو اجارہ دینے کی ضرورت و مصلحت ہو تو کم اجارے دے جائیں - اور اون اقوام کو دے جائیں جنکے ملک ہمارے ملک سے متصل ہوں مثلاً اطالے - امریکن - جرمن بلکہ یورپین ملازموں کی ضرورت پیش آئے تو بھی انھیں لوگوں کو ترجیح دیں -
(۲۰) اپنے قول اور وعدہ پر ثابت قدم رہیں - ہمیشہ جھوٹھ و عہد شکنی سے احتراز کریں
(۲۱) جب ریل و تار نکالنے کا وقت آئے تو پہلے ملک کے اندرونی حصہ میں سرحد سے دور بنائیں -
(۲۲) جب افغانستان کو سمندر تک رسائی ہوگی تو ملک بہت جلد دولتمند و آسودہ حال ہوجائیگا - افغانستان کا جنوبی و مغربی کونہ خلیج فارس و بحر ہند سے ملا ہوا ہے اور اوسی کے قریب ایک چھوٹا سا میدان قندہار - بلوچستان ایران اور کراچی کے درمیان واقع ہے میرے بیٹوں اور جانشینوں کو چاہیے کہ ہمیشہ اوس کونے کی تاک میں رہیں
(۲۳) مختلف ممالک کی طرز حکومت پر غور کریں جو طریقہ زیادہ پسندیدہ ہو اور حسب حال ملک ہو اوسے اختیار کریں - میرے نزدیک بہترین اصول حکمرانی وہ ہے جو دنیا کے

سب سے بڑے مقنن نبی برحق محمد مصطفے صلعم نے قایم کیا تھا یہ جمہوری سلطنت کا اصول تھا ہر شخص کو اپنی راے دینے کا حق حاصل تھا اور غلبہ آرا کی پیروی کیجاتی تھی

(۲۴) آخر مین یہ کہونگا کہ اگر خدا نے مجھے چند سال اور زندہ رکھا یا میرے بعد افغانستان خانگی جھگڑون اور بیرونی حملون سے محفوظ رہا اور میرے بیٹے وجانشین میری ہدایت و نصیحت کے موافق چلے تو دولت افغانستان کا انجام بہت اچھا ہوگا اور مجھے امید ہے کہ انشاءاللہ یہ دنیا مین ایک عظیم الشان سلطنت ہوگی۔

اب یہان چند تجاویز پیش کیجاتی ہین

بڑی ضرورت اسکی ہے کہ ملک مین جو جگہہ مناسب ہو ایک سالانہ اجتماع کانفرنس کی شکل مین ہونا چاہیئے جسمین بڑے بڑے سرداران قبایل عموماً اور طبقہ علماء و ملا کو خصوصاً شرکت کی تحریک کیجاے تاکہ تبادلہ خیالات کا لوگون کو موقع ملے اجنبیت دور ہوکر یکجہتی کی بنیادین مستحکم اور خاندانی و قبایلی عداوتین رفع ہون۔ کانفرنس کے ساتھ ضرورت ملک کے لحاظ سے ایک نمایش کھولی جاے اور جسقدر اشیاء ملک کی قدرتی و صنعتی بہم پہونچ سکتی ہین وہ وہان لائے جائین۔ اسکے علاوہ جن ضرورتون کو ملک نہین پورا کرتا ہے اور جو اشیاء ممالک غیر سے منگوائی جاتی ہین وہ بھی اس نمایش مین فراہم کی جاوین تاکہ اہل ملک کو اونکے بنانے کی جانب رغبت ہو اور ترغیب دی جاوے اس ذریعہ سے ضرورت کی چیزین باسانی ایک جگہہ سالانہ مل سکین گی۔

مسلمانون کی حالت اونیس ۱۹ بیس ۲۰ کے فرق سے ہر ایک ممالک مین یکسان ہے لیکن ہر شخص اس قوم کا اپنے ملک سے دوسرے ملک کے مسلمانون کو اچھی حالت مین خیال کرتا ہے اسکا بڑا سبب یہ ہے کہ تبادلہ خیالات اور ایک کو دوسرے کے صحیح حالات کا اندازہ نہین ہوتا۔

نہایت[۱] افسوس و دلسوزی سے کہا جاتا ہے کہ آجکل مسلمانون کی حالت کسی ملک مین ہون۔ اعلی ہون یا ادنی آسودہ ہون یا تنگدست یکسان تنزل پذیر ہے نہ اونمین اخلاق کا جوش نہ تہذیب کی روشنی نہ قومی فیلنگ نہ سچی مذہبی جذبات نہ خون مین گرمی نہ دلون مین غیرت. اخوت و اتفاق کا شیرازہ بکھر گیا ہے۔

ایک حال کا مورخ لکھتا ہے کہ اب مسلمان رعونت و پندار سے جو اونکے دماغون مین موجزن ہے یورپ کے تمام ذہنی و دماغی ترقیون کو اپنے اسلاف کے تاریخی نوشتون مین ڈھونڈتے ہین۔ بیسوین صدی کی سویلزیشن کو قرطبہ و غرناطہ کی مسجدون مین تلاش کرتے ہین وہ یورپ کے علما کا سلسلہ شاگردی اسپین کے مسلمان علما تک پہونچاتے ہین اور اسی پر بس کرتے ہین۔ مکینکس دجر ثقیل کی حیرت انگیز ترقی۔ اسٹیم انجن بارود و آتش فشان اسلحہ جنگ کی ایجادون نے مسلمانون کی جسمانی و ذہنی ترقی کو یکلخت رد کر دیا۔ اونکے علمی عملی حدود کو بالکل تنگ کر دیا۔ مسلمان اس عظیم الشان انقلاب کو بے پروائی سے سرسری سمجھتے ہین۔ اور اب تک اونکو وہی دلفریب خواب نظر آتے ہین جو اونکے گذشتہ فتوحات کی دھندلی تصویر کھینچتے ہین۔ اون کا تنزل روز افزون و عالمگیر ہے وہ اسباب تنزل سے بیخبر ہین اور اسی لئے قومون کی علمی عملی دوڑ مین منزلون پیچھے رہ گئے ہین۔

عیسائی مورخ کا یہ مقولہ تلخ و دل خراش ہے مگر بالکل صحیح ہے۔ مورخ نے ہماری موجودہ حالت کی صحیح تصویر اپنے الفاظ مین کھینچی ہے۔ ہم اپنی قومی تاریخ کے رنگین الفاظ بار بار دُہراتے ہین مگر اپنی پستی و تباہی سے بالکل بیخبر ہین کوئی آئینہ ایسا سامنے نہین جسمین ہمارے خط و خال صاف نظر آئین۔

سالانہ کانفرنس ہی ایسا مفید مجمع ہوگا جو اس بڑے نقص کو رفع کر سکے گا۔ اور نمائش زیادہ نفع پہونچاسے گی۔

---

[۱] ماخوذ از لکچر مولوی محمد وحید الدین سلیم پانی پتی کانفرنس شاہجہانپور۔

افغانی طلباء آمدنی کانفرنس - نمایش ونیز سلطنتی وظایف سے ہر سال یورپ امریکہ
وجاپان کے دار العلوموں مین تحصیل علوم وفنون کی غرض سے بہیجے جایا کرین - جو بعد
تعلیم اپنے ملک مین اشاعت فنون وکمالات کے ذرایع ہون - نوجوانون کے یورپ
بہیجنے مین جو خطرات پیش آتے ہین اونکے انسداد کا خیال پہلے سے ملحوظ رکہا جاوے
ورنہ نوجوانون کا وہان جانا نقصانات سے بری نہین ہوا کرتا ہے -

حبیبیہ دار العلوم کے لئے تعلیم یافتہ ملکون سے پروفیسر بلاے جائین اپنے دوستوت
کے ملکون سے ہم مذہب اوستاد جہان تک مل سکین اونکو ترجیح دیجاے ورنہ دوسرے
ملکون سے غیر مذہب کے علماء بے لئے جاوین بڑے بڑے مرکزون مین مردم شماری
کے اعتبار سے اس کالج کی شاخین ہون - تعلیم کے ساتھ ابناے ملک کو حب الوطنی
سکہلائی جاے - دستکاری وحرفت کو ترقی دیجاوے -

افغانستان مین مطابع واخبارات کا قانون وضع ہوکر مطابع کی توسیع کی جاوے
دنیا کے مشہور اخبارات ورسالہ منگواے جاوین اونکا ضروری ومفید انتخاب ملکی
زبان مین شایع ہوتا رہے جس سے اہل ملک باخبری حاصل کرین -

ایک سررشتہ تالیف وتراجم کا قایم کیا جاوے جسطرح آجکل یورپین سائنس کی کتابین ترکی
زبان مین موجود ہین - فارسی مین بہی اوسی قسم کا ذخیرہ جمع ہو - اس غرض کے پورا کرنے
کے لئے اگر ایران ومصر وترکی سے کچہہ اہل علم جہان تک مصلحت وزمانہ اجازت دے
بلواے جائین - طہران مین بہت سے علوم وفنون کی کتابین ترجمہ ہوکر فارسی مین طبع
ہوچکی ہین - مصر مین بہت سے سائنس کی کتابون کے عربی ترجمے موجود ہین وہ منگواے
جائین حتی الامکان اپنی زبان کو زیادہ ترقی دیجاوے - بیگانہ زبان سے غیر کا ہے فایدہ
سمجہے اپنا ہو تو خیریت ہے اسکے لئے یہ ہونا چاہیئے کہ جن باتون مین اس زمانہ کو ناز ہے
اونکی تحقیق وتحصیل کیجاوے اور علوم جدیدہ کو اپنی زبان مین لایا جاوے - ترکی زبان مدارس

مین جاری ہو۔ جو فارسی خوان و عربی دان کو چند مہینون مین بآسانی آسکتی ہے زبان ترکی مین ایک سلطنتی زبان ہونے کی وجہ سے علوم جدیدہ کے بڑے ذخیرے پائے جاتے ہین۔ اور جو علوم ایشیائی زبان مین نہ ملین وہ یورپ کی زبان مین حاصل کئے جائین۔

علوم سے خدا کی حیرت انگیز قدرت کا مطالعہ ہوتا ہے

کلام ربانی علوم کے سیکھنے کی ہدایت فرماتا ہے[ؔا]۔ اور تمامی علوم سے جنکو علوم طبیعیہ یا علوم جدیدہ یا نیچرل سائنس کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ملکوت السموات والارض کا مشاہدہ اور خدا کی عظیم الشان وحیرت انگیز قدرت کا مطالعہ ہوتا ہے۔ اسٹرانومی Astronomy (علم ہیئت) سے خدا کی لاانتہا قدرت کے عجائبات جو آسمان پر جلوہ گر ہین معلوم ہوسکتے ہین۔ جیالوجی Geology (علم الارض) مٹرالوجی Meteorology (علم معدنیات) سے خدا کی تعجب خیز قانون قدرت کی نشانیان جو کرہ زمین کے اندر پوشیدہ ہین میٹریالوجی Meteorology (علم جو اوشجویہ) کے مطالعہ سے فطرت کے وہ عجیب جلوے جو ہوا سے محیط کی کرہ مین نمایان ہین زوالوجی Zoology (علم الحیوان) بوٹینی Botany (علم نباتات) سے قدرت کے عمیق اسرار جو طرح طرح کے جانورون اور رنگارنگ نباتات کی طبیعت مین ودیعت ہین ہیومن اناٹومی Human Anatomy (علم تشریح الانسان) اور ہیومن فزیالوجی Human Physiology (علم افعال اعضاے انسانی) سے خدا کی اون نشانیون کو جو اوس نے انسان کی جسمانی ترکیب و اعضا کے مختلف حرکات مین رکھے ہین دریافت کر سکتے ہین۔

علوم مین تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے

فی زماننا علوم مین حیرت انگیز تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے۔ عام تاریخ کو لیجئے تو فن کتابت کے ایجاد سے زمانہ حال تک کل قومون کے حالات و واقعات پر تمدنی ہون یا اخلاقی نہایت تفصیل سے بحث

ؔا ماخوذ از لیکچر مولوی وحید الدین سلیم۔

ہوتی ہے۔ تاریخ خاص کو دیکھئے تو ایک زمانہ ایک قوم۔ ایک ملک۔ ایک سلطنت ایک شہر۔ ایک خاندان۔ ایک شخص یا ایک موضوع خاص پر بسیط بحث کیجاتی ہے۔ تاریخ خاص کی بہت مثالیں ہیں مثلاً تاریخ تمدن جسمیں کسی قوم یا ملک یا زمانہ کی تہذیب و تمدن کے سلسل حالات بیان کئے جاتے ہیں۔ اسیطرح علوم کی تاریخ۔ اخلاق صنعت حرفت۔ تجارت۔ مذہب۔ نظم سلطنت۔ فلسفہ۔ شاعری۔ زبان۔ ایجاد و انکشاف قانون۔ رسم و رواج۔ بحری و بری معرکے۔ فوجی انتظامات۔ ریلوے۔ ٹیلگراف اسٹیم و انجن۔ ڈاک۔ تجارتی کمپنیوں کی تاریخ جن میں واقعات کو ترتیب دینے اور اونکے اسباب و نتایج نکالنے۔ ایک سلسلہ کو دوسرے سلسلہ سے مربوط کرنے پر نہایت شرح و بسط سے بحث کی گئی ہے۔

اسی پر آپ علوم ریاضیہ کو قیاس کریں۔ جسمیں۔ علم حساب۔ مساحت۔ ہندسہ مثلث مستوی و کروی۔ جبر و مقابلہ۔ فصول۔ مخروطی بالہندسہ و بالجبر۔ حساب الکلیات حساب الجزیات۔ حرکت۔ سکون۔ ہیئت۔ موسیقی وغیرہ شامل ہیں۔

علوم طبیعہ جسمیں علم طبعی۔ کیمیا۔ برق۔ مقناطیس۔ آواز۔ ہوا۔ آب۔ روشنی حرارت۔ حیوانات۔ نباتات۔ جمادات۔ افعال الاعضا۔ تشریح۔ طب۔ علم الارض جغرافیہ۔ حوادث۔ جویہ وغیرہ داخل ہیں۔

دیگر علوم جیسے فلسفۃ النفس و القوی۔ علم تمدن۔ قوانین۔ علم الاخلاق اقتصاد و سیاسی سیاست۔ فلسفہ مذہب۔ فلسفۃ الامثال وغیرہ ہیں۔

علوم کے دایرہ کو روز بروز وسعت ہے۔ کوئی پیشہ کوئی کام کوئی فن اور کوئی ہنر نہیں ہے جسمیں ان علوم کی مدد سے ترقی نہوتی ہو۔

مسلمانوں کو مہربان مربی کی ضرورت ہے جو اونکو تجارت و صنعت و حرفت کے سامان مہیا کر دے اونکو تعلیم دلائے تا کہ اونکے دماغ شگفتہ۔ دل زندہ ہوں ہوشیاری

وقابلیت سے وہ اپنے فرایض کو انجام دین - اور وہ مارشل اسپرٹ پیدا ہو جسکے لئے ہمارے بہادر اولوالعزم بزرگان سلف نامور ہین - مذہبی علوم مین بہی انتہای ترقی کرین جیسے دنیوی علوم مین اونکو عمدہ اخلاق وتہذیب سکہانی وتربیت دینے کے لیے روحانی معلم ہون جنکے مذہبی تقدس و دینی تبحر کا عرتبہ قوم مین مسلم ہو اور وہ شایستہ اخلاق وعمدہ ترین صفات کا نمونہ ہون پہر دیکہے مسلمان گروہ گروہ اور جوق جوق نظر آئین جو اخلاق وشرافت کے زیور سے مزین - جنکے دماغ علم کی روشنی سے منور جنکے خیالات پاکیزہ - رائین سلیم جنمین قومی جوش اسلامی حمیت کوٹ کوٹ کر بہری ہو قوم کے پر زور عنصر - ملک کے سچے خیرخواہ - اور سلطنت کے طاقتور بازو جو قومی عزت قایم رکہنے اپنے ملک کو دشمن کے حملہ سے بچانے - اور گورنمنٹ کی اطاعت مین وفاداری ونمک حلالی کے جوہر دکہانے مین ثابت قدم ہون اونمین ایک گروہ ہو جو امریکہ ویورپ وجاپان مین اشاعت اسلام کے لئے زبان سے قلم سے سرگرمی کے ساتہ مصروف رہے - ایک جم غفیر ہو جو تمام روے زمین پر اپنے ملک کی مصنوعی وقدرتی اشیاء کو جہازون مین بہر بہر پہنچاتا و پہیلاتا - اور بری وبحری ملکون مین اپنی تجارتی قوت کا نقشہ جماتا اور قومی دولت بڑہاتا نظر آئے - اونہین مین ایک گروہ ہو جو ایجاد واختراع سے نئے نئے صنعتین ونئی نئی چیزین پیدا کرتا اور مہذب قومون کے صناعون سے مقابلہ کرتا دکہاے دے -

ایک جماعت محققین علماء وفضلا کی ہو جنکے دماغی محنتون وذہنی سرگرمیون سے علمی دائرہ ہر روز وسیع ہوتا جائے - واعظ جدا ہون جو قوم کو خوفناک برائیون سے مطلع کرتے رہین -

کچہہ ان مین ایسے ہون جو کئے بار کرہ زمین کا چکر لگا چکے ہون - اور مختلف ملکون اور قومون کے حالات دیکہکر اپنے ملک وقوم کے حالات سے موازنہ کر چکے ہین -

اپنی سیر و سفر سے قوم کے عیوب و خرابیان پر تنبہ کر چکے ہین - غرضکہ اوسمین ہر قسم اور ہر طبقہ کے لوگ ہون جو قوم و ملک کے سچے بہی خواہ قومی دولت قومی جاہ و حشمت قومی عزت - قومی تہذیب کے ترقی دینے مین یکسان بےچین و یکسان مصروف ہون اوسمین علمی سوسائٹیان - مذہبی انجمن - اخلاقی کلب - صنعت و حرفت کے کارخانے - تجارتی کمپنیان - کتب خانے - کالج موجود ہون تاکہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک قوم کے اجزاء متحرک و موجزن ہون اور ملک مین ایک متنفس بھی بے شغل نہ پایا جائے -

ترقی کے لیے جغرافیے حیثیت - مقامی حالت - گورنمنٹ ہند سے اتحاد پوری آزادی - روس و انگلستان کا متحد الاغراض ہونا - بجز انگلستان نہ کسی سلطنت کا سفیر - نہ غیر قوم کا مشیر - ہر طرح امن و امان زمانہ موافق - قوم قوی القوی - صحیح الدماغ مستقل المزاج - پابند مذہب - محنتی - جفاکش اور ہر زمانہ کی ضرورتون کا احساس - غرضکہ سامان سب قابل اطمینان مہیا ہین - پس کچھ وقت اور فضل خدا درکار ہے جو ہر ترقی کرنے والے ملک و قوم کے لئے لازمی ہے -

معاہدہ روس و انگلستان جو حال مین ہوا ہے ممکن ہے کہ اسکا آیندہ افغانستان پر کوئی اثر مترتب ہو مگر سمجھدار و قومی قوم ہر حال مین بار و اعتبار سے نفع ہی اوٹھاتی ہے - جس قوم کی زمان روا کو امیر عبدالرحمن خان جیسے دانشمند مصلحت بین - مدبر - رہنما حکیمانہ خیال حکمران سے بی بہا نصایح و تربیت حاصل ہوئی ہو - اور جو خود بھی روشن خیال رفتار زمانہ سے آشنا - قومی ضرورتون سے باخبر ہے اوسکی ذات سے ہر طرح امیدین بہبودی و بہتری کی ہین -

اب ہم بارگاہ صمدیت مین خلوص سے دعا کرتے ہین کہ اعلیحضرت شاہ افغانستان ہز مجسٹی امیر حبیب اللہ خان خلد اللہ ملکہ کی حیات مین سلطنت کابل اوج کمال کو پہنچے

اوسکے باشندے آباد اوسکے خزاین معمور۔ اوسکے قلعے مستحکم بالعساکر۔ اوسکے پہاڑ سرسبز۔ اوسکے مدارس مشحون بالعلوم۔ اوسکے کارخانے مملو۔ اوسکے جاہ وجلال کے سمندر۔ موجزن۔ اوسکے وقار کے آسمان باتمکین اوسکے دوست شاد۔ اوسوقت تک رہین جب تک آفتاب مین روشنی۔ ثوابت کو قرار اور سیار کو دوار ہے۔ اے رب العزت فرمان روائے افغانستان کو

دین و دنیا مین آبرو دیجیو ۔ دونون عالم مین سرخرو کیجیو

مصرع این دعا از من واز جملہ جہان آمین باد

خاکسار

نادر علی

گزارش

خدا کے فضل و کرم سے یہ مطبع چالیس برس سے جاری ہے اسمین عربی فارسی اردو ہندی [illegible] کتابت نہایت صحت اور صفائی اور ہر قسم کی خوبی سے چھپ سکتی ہے تصفیہ چھپائی بذریعہ خط کتابت کے طے ہو سکتا ہے۔

نہایت بیش بہا کتابین اور قرآن مجید مطبع مین فروخت کے لئے موجود ہین جن کی فہرست درخواست کرنے پر بھیجی جائیگی اور ہر قسم کا مال شرائط مقررہ کے موافق ہماری معرفت قیمت آنے پر یا ویلیو پے ایبل کے ذریعہ سے روانہ ہو سکتا ہے۔ کسی خاص معاملے کے اطمینان کو ہزارون روپیہ کی گارنٹی دی جا سکتی ہے۔

نیازمند

خواجہ صدیق حسین منیجر مطبع آگرہ اخبار۔ آگرہ

مصنف کی دیگر تصانیف

۱۔ **انتخاب نادر**۔ اس کتاب مین طب قانونی کے مسلمہ اصول۔ غوامض قوانین کی توضیح۔ مضامین مشکلہ کی تشریح۔ واقعات سے نتائج نکالنے اور شہادت پر قیاس قائم کرنے کے قواعد۔ تفتیش و بحث و تجویز کے طریقے مختصر و جامع الفاظ مین بیان کئے گئے ہین۔ خاص مسائل فوجداری و میڈیکل جیورس پروڈنس مین اس جامعیت کی کوئی دوسری کتاب واحد اب تک موجود نہین **قیمت عه**

۲۔ **مرأت العرب**۔ اس کتاب مین ارکان و آداب حج و زیارت کے ساتھ عرب کے طرز تمدن و معاشرت۔ تجارت و صنعت و حرفت و سیاست و بردہ فروشی وغیرہ مضامین پر بحث کی گئی ہے۔ مسافران حجاز کے لئے یہ بہترین رہنما۔ اعلی رفیق اور کامل ہدایت نامہ ہے جس کی موجودگی مین نہ مُطَوِّف کی ضرورت نہ مُزَوِّر کی حاجت۔ یہ عرب کے اصلی خط و خال اور صحیح حُسن و جمال کی ہو بہو تصویر ہے۔ **قیمت ۴ر**

۳۔ **واقعاتِ حجاز**۔ جسمین واقعات حجاز ۱۳۲۳ ہجری کے حالات و سفر حج جناب بیگم صاحبہ بھوپال۔ برٹش گورنمنٹ کی شاہانہ عنایات و سلطان المعظم کے خسروانہ الطاف و احسانات۔ اہل عرب کی سچّی فیاضیان۔ ہندوستانیون کی غلط فہمیان درج ہین فیمابین عرب و اہل ہند کے جو غلطیان پیدا ہو گئی تھین۔ یا ہوتی جاتی تھین اُنکے رفع کرنے مین مصنف کو ایک حد تک کامیابی ہوئی ہے۔ **قیمت ۱۲ر**